اور ہم حسرت و یاس کو ساتھ لیتے ہوئے ناشاد و نامراد اِس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں کسی منتر
جنتر طبیب و حکیم یا صاحب دولت و حکومت کی یہہ تاب و توان نہیں کہ ہمیں اُسوقت کال کے
گال سے ایک پل کے لئے بچا سکے۔ جب اِس حیات بے ثبات کی یہہ نوبت ہے تو کون عاقل ہے کہ دنیا
کے دھندون میں پھنسکر اور اُن ہی میں محو ہو کر اپنے اصلی مقصد کو فراموش کرے اور راہ نجات کی
تلاش نکرے۔ فی الحقیقت یہہ دنیا دلبستگی کے قابل نہیں۔ جو لوگ اِس میں دل لگاتے ہیں اسی میں اُلجھکر
ہمیشہ مصیبتوں اور آفتوں کا شکار بنتے اور چارون گتون اور چوراسی لاکھ جونون میں حیات و اموات
پاتے ہوئے تناسخ کی زنجیروں سے سدا جکڑے رہتے ہیں۔ یہہ جیو تنہا ہر قالب میں اکیلا ہی آتا اکیلا ہی اُٹھ جاتا
اور اپنے کئے نیک و بد اعمال کی اکیلا ہی سزا یا جزا پاتا ہے۔ زن و فرزند یا دوست و اقارب کوئی شریک
نہیں ہوتا۔ اس جہان فانی میں فی الاصل نہ اپنا کوئی خویش و اقارب ہے اور نہ آپ کسی اور کا کیونکہ نہ ہم کسی
کو ساتھ لاتے ہیں اور نہ ساتھ لیجاتے ہیں جب یہاں سے کوچ کرتے ہیں سب کو جہاں کا تہاں چھوڑ جاتے
اور سب سے رشتۂ الفت توڑ جاتے ہیں۔ یہہ جسم جسے ہم اپنا سمجھکر زندگی بھر بڑے لاڈ پیار سے کھلاتے پلاتے
اور اسکی خدمتگذاری میں اپنی عمر بیش بہا کو گذار دیتے ہیں افسوس آخر الوقت یہہ بھی اپنا ساتھ نہیں دیتا
ہم محض اپنی نادانی سے اِس دنیا بھر میں سب سے زیادہ ناپاک و احسان فراموش جسم کے بناؤ سنگار میں لگے
ہوئے اپنا کام کچھہ نہیں بناتے اسکی خاطر رات دن طرح طرح کے پاپوں کی پوٹ سر پر لادتے چلے جاتے اور اپنے
کئے نیک و بد اعمال کے ثمرہ میں ہمیشہ سکھ دکھ اُٹھاتے ہیں۔ جبتک آتش ہوا و ہوس کی تیز لپٹیں ترک لذات
محسوسات کے آب سرد سے نہیں بجھائی جاتیں ہر دم اور ہر لحظہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ ہمنے جو صدہا
جنمہاے سابقہ کے اعمال کا بار گران اپنی گردن پر لاد رکھا ہے وہ بلا عبادت و ریاضت ہرگز ہلکا نہیں
ہو سکتا اور جبتک یہہ ہلکا نہوگا ہمکو اُسکا ثمرہ چکھنے کے لئے لا کلام اِس عالم سنسار میں بھٹکنا اور طرح طرح
کی تکلیفیں جھیلنا پڑینگی آج خوش نصیبی سے مجھے وہ موقعہ حاصل ہے جسکا ملنا اس دار ناپیدا کنار میں
بدرجہ اتم مشکل ہے مجھے لازم ہے کہ اب اس بہترین موقع کو ہاتھ سے نہ دیکر عاقبت کا سدھار کروں اور
منی دھرم اختیار کرکے حصول علم جاودانی کی طرف متوجہ ہوں۔ . . . .

غرض انھیں تصورات میں برمہہ گلال نے تمام شب گذار دی جب دن کی روشنی نمودار ہوئی صبح
کی تمام ضروریات سے فارغ ہو کر شری ارہنت دیو کی بیتراگ پرتما کے سامنے پہونچا۔ بڑی تعظیم تکریم سے دست
بستہ تین آورتی دیکر اور تین بار طواف کرکے ساشٹانگ نمسکار کیا اور اپنے خیالات و ارادت قلبی کو دُہراکر
پنچون کی ساکھی سے اُسیوقت دگمبر منی کا بھیش ظاہر و باطن میں اختیار کرلیا۔

سانس کی آمد ورفت کا آرہ ہر وقت عمر کے درخت کو کاٹتا ہے - زمانہ کا رہٹ جس مین مہروماہ بیلون کی طرح چلتے ہین ہماری عمر کے سبو چون کو لیل و نہار کی مال پر گردش مین لاتا اور عمر کے پانی سے کبھی بھرتا اور کبھی خالی کرتا ہے سورج دن مین نکلتا اور شام کو چھپتا ہے - تارے رات کو چمکتے اور صبحکو مدھم ہوجاتے ہین مگر انکا دور جاری رہتا ہے - موسم اپنے وقت پر آتے جاتے اور درخت اپنی بہارین پھولتے پھلتے رہتے ہین - مگر افسوس ہماری عمر جو غفلت مین گذرتی ہے لوٹ کر نہین آتی اور اپنا نشان حسرت کے سوا چھوڑکر نہین جاتی - ہم سالگرہ کے دن جشن کرتے اور خوشیان مناتے ہین موت کے لشکر نے جو منزل طے کی اوسپر غور نہین کرتے ورنہ ہنسی کے عوض گوشہ مین بیٹھکر روتے - دنیا ایک مہمان سرا ہے جس مین بہت سے مسافر شام کو آکر ٹھیرتے اور صبحکو جہان ارادہ ہوتا ہے چلے جاتے ہین یا کشتی ہے جسپر لوگ سوار ہوتے اور پار اترکر اپنی اپنی راہ لیتے ہین - آپس کا میل جول پرندون کا بسیرا ہے جو رات کو درختون پر آرام پاتے اور دن نکلتے ہی اپنی اپنی بولیان بول کر اڑان چھو ہو جاتے ہین یا ایک میلہ ہے جس مین دیس دیس کے آدمی کر جمع ہوجاتے اور کچھ دیر بعد بچھڑ جاتے ہین - یہ مال اور خزانے جنکو ہمنے جایز اور ناجایز طور پر جمع کیا ہے زمین مین گڑے یا کہین پڑے رہجائنگے جس طرح کھلاڑی چوسر بچھا کر بازی لگاتا اور پانسون کو پھینک کر اپنی جیت کے منصوبے باندھتا ہے ہم بھی طرح طرح کی امید رکھتے ہین مگر جب موت آدباتی ہے تو چوسر بچھی کی بچھی رہجاتی ہے -

لوگون کے لئے خصوصاً ایسے بچہ کو جو آجتک ناز و نعمت مین پلا اور گھر سے نکلکر کبھی جنگل کی صورت تک نہین دیکھی بہت ہی مشکل ہے جیون کی کریا بدرجہ اتم سخت اور ان تکلیفات کا برداشت کرنا جنکو منی سہتے ہین بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اگر مہاراج نے معافی کا حکم دیا تو سمجھا بوجھا کر گھر لے آئینگے اگر جرم معاف نہوا اور برمھ گلال جنگل مین رہا تو چند روز مین خود ہی باز آجائیگا اس عرصہ مین سو تدبیر ہو سکتی ہین پھر یہان کسی غیر سلطنت مین جاکر آرام سے بود و باش کر سکتے ہین - کچھ ہرج نہین ہے اسوقت اسکو اجازت دیجائے - (ظاہر مین) چونکہ راجا کی عدول حکمی اچھی نہین ہے اسلئے جو کچھ تم نے خیال کیا ہے وہ مناسب اور بہتر ہے - منی بھیس اختیار کرکے راجا کو ضرور آشیرباد دینا چاہیے پھر جیسا موقع ہوگا دیکھا جائیگا ہم بخوشی اجازت دیتے ہین کہ تم منی بھیس دھار کیجے -

برمھ گلال - مین آپکی اس اجازت سے بہت خوش ہون آپ اطمینان رکھین کل صبح ہی آپکے حکم کی تعمیل کیجائیگی -

"رات ہوگئی برمھ گلال جین مندر مین بیٹھکر بارہ بھاونا کا تصور کرتا ہے"

نوان سین

برمھ گلال جین مندر مین

برمھ گلال (اپنے دل مین) ہے صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر یون ہی تمام ہوتی ہے افسوس دنیا کی کوئی چیز پایدار نہین ہے - حیات دولت - حکومت - عمارات - زن و فرزند - دوست عزیز سب معرض فنا مین ہین - حیات مستعار پانی کی اوس تیز دھار کی طرح جو بلندی سے پستی مین گرتی یا ندی کی مثال جو پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتی ہے گذرتی چلی جاتی ہے - موت کا آفتاب زندگی کے برف پر ہر دم چمکتا اور

برمھ گلال۔ صاحبان! یہہ سانگ مصرے سانگ جیسا نہین ہی دکشا دھارن کرکے پھر تبدیل کرنا ایسا گناہ ہی جسکا نتیجہ نگود اور نرک ہین۔ وہی نگود جہان یہہ جیو انادکال (روزِ ازل) سے جنم مرن کرتا اور دکھ بھرتا ہے ایک سانس مین جسقدر وقت صرف ہوتا ہے اوسمین اٹھارہ دفعہ پیدا ہوتا اور مرتا ہے ایک اکشر سے بھی کم وہان گیان ہی سوا تکلیف راحت کا نشان نہین وہ یہہ بھی نہین جانتے کہ ہم کون اور کہان ہین اونکی تکالیف سکتہ والے کی طرح دل مین نہان ہین۔ نرک کا باس سراپا یاس ہی نہ کوئی ہمدم آس پاس ہے خود ہی راتدن کٹتے مرتے ہین مگر وقت کے پورا نہونے سے دکھ بھرتے ہین کیا آپ صاحبان پسند کرتے ہین کہ یہہ گنہگار دنیا اور عاقبت مین تیر ملامت کا نشانہ بنایا جاے دنیا مین اس فعل سے جو بدنامی ہوگی ظاہر ہے عاقبت کو بھی کیون ہاتھ سے دون سانگ تو نہین البتہ اگر آپ صاحبان دل سے میری اس درخواست کو منظور فرماتے ہین کہ مین اس دارنا پایدار سے پرہیز اور اسکے کج دار و مریز سے گریز کرکے ہمیشہ کیلئے آپ سے رخصت ہوجاؤن تو دکشا دھارن کرلون۔ اگر جلاوطنی اختیار کیجاے تو آپکو تکلیف ہوگی کیونکہ اگر آپ نے ساتھ دیا تو اس وسیع سلطنت کو یک لخت چھوڑکر کس طرح اور کہان جا سکتے ہین اگر آپ یہان رہے تو راجا آپکے ساتھ شاید نیکی کے ساتھ پیش آوین اور یہہ نہین معلوم کیا سلوک کرین پس مناسب موقع اور حال یہی بات ہے کہ آپ رضامندی کے ساتھ اجازت دین۔

سب لوگ (مشورہ) جلاوطنی مین سردست بڑی دقت ہے اور راجا نے صرف منتری کیسیں بنانے کا حکم دیا ہے اور چونکہ مہاراج بذات خاص نہایت نیکمزاج اور رحمدل ہین تعجب نہین کہ جرم معاف کردین۔ تارک الدنیا ہونا ہنسی کھیل نہین ہی عموماً سب

کو ان سے بالکل بے تعلق خیال کرتا ہے وہ کبھی انکے دور ہونیکی کوشش نہین کرتا اور ہمیشہ سنسار مین بھرمن کرتا ہے پس اس گناہ کا نتیجہ جو بالارادہ یا نادانستہ سرزد ہوا نرک گت ہی اور اس حالت مین بھی بہتر ہے کہ مین تارک الدنیا ہوکر موکش کا سادھن کرون۔ چونکہ منی سانگ دھارن کرکے تبدیل کرنا یا دکش کا لینا ایک ہی نتیجہ رکھتے ہین کہ مین یہان سے خارج الوطن ہوکر چلا جاؤن اب بقول شخصے دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر یہان کا قیام بالکل نامناسب ہی۔ مہاراج کا منشا بہرحال یہی ہے کہ برمھ گلال کی منحوس صورت نظر نہ آوے (ظاہر مین) مہاراج حضور نے جو حکم دیا اوسکا بجالانا مین سعادت ہی ایسا موقع نصیب کی یاوری سے ملتا ہے میرا خود ہی ارادہ تھا کہ جو گناہ سرزد ہوا ہے اوسکا کفارہ ادا کرون جب حضور کے حکم کا بھی یہی منشا ہے تو ایک منٹ دو کاج مین تعمیل کے لئے بسر و چشم حاضر ہون۔ مگر چونکہ مان باپ کی اجازت درکار ہے اسلئے امیدوار ہون کہ اجازت فرمائی جاوے۔

مہاراج۔ برمھ گلال جاؤ اب دیر کرنیکی ضرورت نہین ہی اُپدیش سننے کے لئے ہم بہت مشتاق ہین کل ہی تعمیل کرنی چاہیے۔

"برمھ گلال گھر جاتا ہی وہان تھرال ادہان باپ کو بیٹھے پاتا ہے نئی دُلہن (برمھ گلال کی عروس) بھی ایک گوشہ مین بیٹھی ہوئی ہی۔ برمھ گلال سبکو مخاطب کرکے کہتا ہے"

برمھ گلال۔ مہاراج نے حکم دیا ہے کہ اس جرم کی دو سزا مین منیون کا بھیس دھارن کرکے اُپدیش دینا یا عدول حکمی کرکے خارج الوطن ہونا۔

ستی۔ بھیس بنانے سے یہی مراد ہے نا کہ سانگ بنا کر راجہ کو اُپدیش دو اور پھر گھر واپس چلے آو اسمین ہرج کیا ہے یون بھی تو ہمیشہ تم سانگ بھرتے ہو۔

جوٹی کی آڑمین تسکار کھیلتے اور دھرم کے نام سے لذات نفسانی کو پورا کرتے ہین - اگر مہاراج کی
یہہ فرمایش اس بات کا نتیجہ ہی کہ مین رام لیلا وغیرہ مین ہمیشہ روپ بھرتا رہون اور اونکا خیال
ہو کہ جسطرح رام کرشن کا روپ تبدیل کر کے لڑکے اپنے گھر چلے جاتے ہین مُنی روپ دھارن
کر کے بھی یہی آزادی ہوگی تو جین مت مین جو شخص دکشا (ترک دنیا) لیتا ہے پھر اوسکو
چھوڑ دینے سے نرک مین جاتا ہے - دیکھو جب رکھب دیو پہلے تیرتھنکر دکشا لیگئے اونکے
ساتھ چار ہزار راجے جتی ہوگئے تھے گو وہ محض خیال ادب [illegible] سے دکشت ہوئے تھے
مگر جب اون سے جتی دھرم کی کریا کا نباہ نہوا اور وہ ایسے کام کرنے لگے جو جتی دھرم سے
خلاف ہین تو دیوتاؤن نے اونکو یہہ کہدیا کہ اس بھیس مین ایسا کام کروگے تو ڈنڈ (سزا)
دیا جائیگا - پس یہہ بات تو بالکل اختیار کرنیکے قابل ہی نہین ہی - سوانگ کے طور پر مُنی
بھیس دھارن کر کے پھر دنیا داری مین شامل ہون چونکہ یہہ عمل قابل سزا بھی ہی نہین معلوم
پھر کیا سزا ہو - اگر عدول حکمی کیجاے تو جلاوطنی اختیار کرنی پڑیگی کیونکہ ریاست مین
یہی عمل ہی جو مہاراج کی عدول حکمی کرے وہ جلاوطن کیا جاے - یہہ جسم جسکی خواہش دیوتا
بڑی آرزو سے کرتے ہین کہ جب انسان کا جسم ملیگا تو موکش سادھن کرینگے اور یہہ وقت
جسکی تمنا بیراگیون کے من مین ہمیشہ رہتی ہے کہ کب دکشا لینگے خود ہی آن پہونچا علاوہ
ازین جو گناہ مجھ سے سرزد ہوا اگرچہ نیت یہہ نہین تھی کہ راجکمار مارا جاوے مگر تقدیر اگر تخت
کے اولٹ جانے سے یہہ وقوعہ ہوگیا تو بہرحال مین ہی اس گناہ کا کرنیوالا ہون موکش
مارگ پرکاش مین سے سار کا - کی سند سے ایسے جین منی کو جو کرم کا کرتا کسی غیر ہی کو مان کر
خود پاک رہنا چاہتے ہین سانکھ مَتی کہا ہے اور لکھا ہے کہ راگادک بھاو آتما کے اصلی
بھاو تو نہین ہین مگر کسی نمِتّ (سبب) سے عارضی طور پر آتما ہی کے ہوتے ہین جو آتما

بدتر ہے۔

برمھ گلال۔ مہاراج کیا عرض کرون جذبے اور جوش کی حالت مین میرا نیچہ سنگھاسن
پر لگا مین نہین جانتا تھا کہ سنگھاسن اولٹ جائیگا اور یہہ قہر برپا ہوگا ہاے سنگھاسن
کیا اولٹا ہمارا نصیب اولٹ گیا۔ ہاے راجکمار یکایک کیون مُنھ موڑ لیا۔

مہاراج۔ بیٹا برمھ گلال بس کر جب ہمنے ہی چھاتی پر پتھر رکھ لیا تو بھی صبر کر تقدیر سے
چارہ نہین ہی دانشمندون کا قول ہے ؏

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ✤ صد سال مینوان بتمنا گریستن

چونکہ ہمارے دلون مین غم کی آگ بھڑک رہی ہی اگر تجھے منظور ہو تو ایک بات کہون۔

برمھ گلال (ہاتھ جوڑکر) جو ارشاد عالی ہو اوسکے بجالانے کو اپنا فخر سمجھتا ہون۔

مہاراج۔ زمانہ کی تاثیر سے اس پنچم کال مین ارہنت دیو یا آچارج اور مُنیون کا وجود
کہین پایا نہین جاتا لکھا ہی کہ جب وہ اُپدیش دیتے تھے انسان کیا حیوان تک
بھی متاثر ہو جاتے اور ثواب حاصل کرتے تھے روپ بھرنے مین تمکو وہ کمال حاصل
ہے جسکا بیان ثبوت کا محتاج نہین پس مابدولت کی یہہ راے کیا حکم ہے کہ تم جینی
دھرم کے دھارک سادھو کا روپ دھارن کرکے ہمکو اُپدیش کرو جس سے یہہ غم
غلط ہو۔

برمھ گلال (دلمین) جین شاستر مین کسی شخص کو ارہنت یا مُنیون کا سوانگ بھرنے
کی اجازت نہین ہی۔ وشنو مت مین البتہ رام لیلا اور کرشن لیلا ہوتی ہین اگرچہ
یہہ لوگ اونکو برھم کا اوتار مانتے ہین جو ناممکن ہی مگر افسوس ہی کہ جن لڑکون کو یہہ لوگ
رام اور کرشن بناتے ہین پھر اونکو اپنے روبرو نچاتے ہین یہہ شیوہ اون لوگون کا ہے

"یہی باتین ہو رہی تھین کہ کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا جو کھولدیا گیا"۔

برمھ گلال کی مان۔ اے ہے سرکاری چوبدار دروازہ پر کیون کھڑا ہے میرا تو لہو خشک ہوا جاتا ہے۔

برمھ گلال کا باپ۔ کہتا ہے کہ برمھ گلال کو مہاراج نے یاد فرمایا ہے۔

برمھ گلال۔ لو صاحبان کہنا سننا معاف کرنا اگر جیتے رہے تو آملینگے ورنہ خیر ؎

ہرچہ بادا باد ماکشتی درآب انداختیم۔

"یہ سنتے ہی برمھ گلال کی مان بیہوش ہوگئی ہل (باپ) کو فرط نقاہت سے ضعف آگیا آگے آگے چوبدار پیچھے پیچھے برمھ گلال اور تماشائیون کا ہجوم"۔

آٹھوان سین

برمھ گلال دربار مین

چوبدار۔ جی مہاراج برمھ گلال نگاہ روبرو سلامت۔

مہاراج۔ اہا۔ بیٹا برمھ گلال تو کہان تھا۔ راجکمار تمہم دکھیارون کو منجدھار مین چھوڑکر چل بسے اب تو تیرے ہی پر نظر پڑتی ہے ہمکو ڈھارس بندھانیوالا تیری سوا کون ہے ؎

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ٭ بوے گل را از کہ جوییم جز گلاب

برمھ گلال۔ مہاراج آپکا گنہگار پریشان روزگار سراپا تقصیر ندامت کی تصویر جذبے بیزار دیرینہ خدمتگار حاضر ہے اس سانحہ ہوش ربا کے وقوع سے چاہتا ہے کہ اگر زمین پھٹ جائے تو اوسمین سماجائے۔

مہاراج۔ بیٹا برمھ گلال دو ہی روز کے اندر تو آدھا نہین رہا روتے روتے تیرے رخسارون پر حلقے پڑ گئے۔ رنگ زرد ہوگیا۔ ہم تو اپنی ہی حالت کو کہتے تھے تیرا حال تو ہمسے بھی

متھرا مل - کچھ ہوا اس واقعہ مین تو تم محض بیگناہ ہو راجکمار نے جو سخت باتین کہی تھین اونکو سنکر کون غیرت مند چپ رہ سکتا تھا -

برمھ گلال - راجکمار نے جو کچھ کہا تھا وہ ضرور کسی کا سکھایا ہوا تھا کیونکہ جیسی محبت راجکمار کو میرے ساتھ تھی شاید دوسرے سے نہو - مہاراج نے جو احسان ہمارے باپ پر کیا وہ اس قابل نتھا کہ ایسی بات کے سننے سے مجھ جیسے خانہ زاد اور نمک پروردہ کو برداشت کر لینا کچھ مشکل ہو دھنباد ہے اون منیشرون کو جو ہر قسم کی تکلیفات کو سہتے اور باوجود قدرت کسیکو کچھ سزا نہین دیتے - لوگ اونکو گالیان دیتے اور مارتے ہین مگر وہ دھرم کے پابند ہین -

متھرا مل - غصہ ایسی بلا ہے کہ منی بھی اوس سے بمشکل بچ سکتے ہین دیکھو دیاین رشی کو جب جادو ون بنس کے راجکمارون نے تنگ کیا تو اونکو غصہ آگیا اور دوارکا شہر کو پھونک دیا -

برمھ گلال - سچ ہے غصہ ایسا ہی ہے جب یہہ آگ بھڑکتی ہے آدمی بالکل اندھا ہو جاتا ہے آپ جانتے ہین کہ دیاین رشی بھی ساتوین نرک مین گئے ہمکو عبرت کرنی چاہیے جو کام ہمنے کیا ہے وہ بہت خطرناک ہے -

متھرا مل - میری راے مین تو کچھ اندیشہ نہین ہے ظاہرا وہ کوئی الزام نہین لگا سکتے خون کی معافی دے چکے ہین -

برمھ گلال - پیارے دوست یہہ معافی کی سند عاقبت مین کام نہین آئیگی اور راجکمار کی موت کا نتیجہ اس تحریر سے ٹل نہین جائیگا مجھے اوس گناہ کا خوف ہے جو میرے فعل سے ہوا -

تو چند روزہ ہے عاقبت کا عذاب کس طرح برداشت کرونگا۔

"برمھ گلال اپنے خیالات مین غرق ہے اُسکا دوست تھرا مل وہان آگیا اور تنہائی مین دونون یار بیٹھے ہوے باتین کرتے ہین۔

تھرا مل - برمھ گلال کیا سوچ ہے ہونیہ ایک شُدنی امر تھا جو دیوتاؤن سے بھی نہین ٹلا جسطرح کسیکی لکھی ہوئی ہے وہ ٹل نہین سکتی جو پیدا ہوا وہ ایکدن موت کا لقمہ ہونیوالا ہے۔

برمھ گلال - یہہ تو مین جانتا ہون کہ جو ہونہار ہے وہ کسی طرح نہین ٹل سکتی اور موت سے بھی کوئی نہین بچ سکتا افسوس اس بات کا ہے کہ یہہ موت میرے ہاتھ سے واقع ہوئی اور مین ایسا کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ دیکھو دنیا مین ہزارون آدمی اپنی موت سے مرتے ہین اونکا گناہ کسیکو نہین ہوتا مگر جو کسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے قاتل کو پھانسی دیجاتی ہے راجکمار کی عمر اسیقدر رہی مگر یہہ ضرور نہین تھا کہ میرے ہاتھ سے ہوتی۔

تھرا مل - گیتا مین لکھا ہے کہ ارجن موقع جنگ مین اپنے خاندان کو لڑائی پر آمادہ دیکھکر بیراگ کی وجہ سے دست بردار ہوا مگر کرشن جیو جنکو بیشتر لوگ پرمیشر کا اوتار مانتے ہین اپنی قدرت کاملہ سے دکھلا دیا کہ جنکے مارنے کا خوف وہ دل مین کر رہا ہے وہ سب مرے پڑے ہین یہہ بات دیکھکر ارجن جنگ پر آمادہ ہوا۔ اسیوجہ سے تم بھی بے قصور ہو۔

برمھ گلال - یہہ باتین خودغرض لوگون کی لکھی ہوئی ہین جو بات ارجن کے دل مین پیدا ہوئی وہ بیراگ نہین تھا بلکہ خوف تھا اور کرشن جیو کا اُپدیش دھرم مارگ سے کچھ نسبت نہین رکھتا تھا دیکھو مہابھارت کا واقعہ جسمین اسقدر خونریزیان ہوئین پانڈون کو انجام کار دکت لینی پڑی اور سنسار کی حالت سے اونکو خوف ہوا تپشیا کرکے کرم کا ناش کیا اور موکش گئے۔

اسکا فعل تمام نہو جائے یہہ راز سربستہ ہے۔

"مہاراج اور منتری خلوت مین جاتے ہین منتری کی تجویز سے مہاراج نے اتفاق فرمایا بزم کا خاتمہ ہوتا ہے"

ساتوان سین

جسوقت راج دربار مین برمھ گلال کے خلاف سازش کے منصوبے باندھے جارہے تھے برمھ گلال اپنے مکان مین اوس گناہ عظیم سے جو برانگیختہ ہونیکی حالت مین اوس سے سرزد ہوا تھا تنہا بیٹھا ہوا ہے اور دل مین سوچتا ہے۔

برھمہ گلال - افسوس دنیا کے کام عجب پیچ کے ہین۔ ہر چند ہمارے افعال ایسے ہین جنکا وقوع اسوقت تک ناممکن ہے جبتک ہم خود اونکے کرنے پر آمادہ نہون مگر بعض موقع اس قسم کے پیش آجاتے ہین جنمین دنیادار ایسکی عقل نیک کامون کے کرنے مین کجی اور بدی کے لئے بہانہ ڈھونڈھتی رہتی ہے قایم نہین رہتا اور اپنے افعال کے نتایج پر غور نہین کرتا۔ ہاے! راجکمار جو مہاراج کی آنکھون کا نور اور ہم سب کے لئے مایہ سرور تھا اوسکی زندگی کا خاتمہ ایسی طرح ہو گیا جو امید کے بالکل خلاف تھا۔ کیا یہہ ممکن ہے کہ مہاراج کے دل سے یہہ بات نکل جاے میری نحوس صورت جب اونکو نظر آیا کریگی یہہ داغ تازہ ہوتا رہیگا۔ ہاے! راجکمار کی جان ایسی بیدردی سے لیکر اپنا منھ لوگون کو کیونکر دکھلاؤنگا یہہ بے غیرت آنکھ مہاراج کے سامنے کسطرح ہونگی۔ ہو سکتا ہے کہ مہاراج اپنی عالی ہمتی سے اون وعدون کا خیال کرکے جو اونھون نے اس واقعہ سے پہلے کرلئے تھے درگذر فرمائین مگر یہہ خونریزی کا فعل جسکو مین ہونہار سے متعلق کررہا ہون کیا نتیجہ نہین دیگا اور یہہ بیج جسکو مین نے اپنے ہاتھون بویا ہے کیا پھل نہین لائیگا۔ دنیا کی بھلائی اور برائی

ہاے پھولون کے بستر کی جگہ آج اوس گلبدن کو آگ کے بچھونے پر لٹایا گیا - ہاے بوڑھا باپ جسکو یہہ امید تھی کہ ایکدن اپنے پیارے بیٹے کے ہاتھون جلایا جائیگا اس دن کے دیکھنے کو زندہ ہے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اب جب تک بڑھ کلال زندہ ہے ہردم راجکمار کا غم والم تازہ رہیگا مگر افسوس معافی کی سند پر مینے خود دستخط کیے **دوہرہ**

پران تے سُت ادھک ہے سُت تے ادھک پران
سو دسرتھ دونون تجے ایک بچن پرمان

منتری - دار ناپایدار مین اکثر حادثات ایسے واقع ہوتے رہتے ہین جن مین انسان مجبور ہے جو کچھ چاہتا ہے وہ نہین ہوتا اور مصائب ناگہانی بلاے بد کی طرح آگھیرتے ہین موت ایک لازمی نتیجہ ہے جو پیش آنیوالا ہے اور ایک روز یہہ کڑوا گھونٹ سبکو پینا پڑتا ہے کوئی خاندان ایسا نہین ہے جسمین موت کا گذر نہوا ہو راجکمار کی موت سے جو صدمہ پہونچا ہے اوسکی تلافی اگر ہے تو یہی ہے کہ سنگدل قاتل اپنی سزا پاوے اگرچہ حضور نے اوسکو ایک خون کی معافی عطا فرمائی تھی مگر سب خون یکسان نہین ہین راجکمار کا خون اور ہی اور نہین جا سکتا - تدبیر سے سب مشکلات حل ہو جاتی ہین دانشمندون نے وہ وہ کام ایجاد کیے ہین جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے اس فعل کا خمیازہ قاتل کو ضرور اوٹھانا پڑیگا جسکے اثر سے ہم سب زندہ درگور ہو گئے اسکی تدبیر بھی اس خادم دیرینہ کی سمجھ مین آگئی ہے اگر حضور پسند فرمائین مگر جبتک

"راجکمار کی آنکھیں بند ہوتے ہی کہرام مچ گیا۔ ماں باپ کی جو حالت ہوئی اوسکو کون
بیان کر سکتا ہے مصاحبین تک غم کے مارے بیہوش ہو گئے۔ جنازہ تیار ہوتا ہے رسم
معمولی کے ساتھ داہ کرم عمل میں آتا ہے۔

چھٹا سین

آہ کل جہاں راج دربار لگا ہوا تھا آج وہاں چاروں طرف سناٹا ہے غنچوں کے رخسار
شبنم کے آنسوؤں سے تر ہیں۔ گل گریبان چاک کئے سر برہنہ نظر آتے ہیں۔ بلبل کے نالہ
افغان سے جگر پھٹتا ہے۔ سرو سکتہ کی حالت میں کھڑا ہے۔ قمری با آواز بلند کوکو کارتی
ہے۔ فواروں کا دم بند ہے۔ تالابوں کے لب خشک ہیں۔ باغ کا مالی جو ہمیشہ پھولوں
کی ڈالی سجا کر لایا کرتا تھا بصد حسرت و یاس یہ قطعہ پڑھ رہا ہے۔

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا ❋ ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے وقت جب دیکھا نہ تھا جز خار گلشن میں ❋ بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

کوس و نقارہ کی جگہہ سر پیٹنے اور رونے کی آواز آرہی ہے چاندنی اور فرش کی جگہہ ایک
کہنہ دری بچھی ہوئی ہے۔ منتری مصاحب سب لوگ چپ چاپ سر نگوں بیٹھے ہیں مہاراج
کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔

مہارانی۔ مہاراج دنیا کی نیرنگی اور زمانہ کی نا اتفاقی نے جو صدمہ دکھلایا کچھ کہا نہیں
جاتا ہائے کسی طرح چین نہیں آتا۔ وہ پیاری صورت وہ سلطنت کی بہار کا موہنا گلبن
کہاں چلا گیا وہ پھول جسکے دیکھنے سے جی باغ باغ ہوتا تھا کیوں مرجھا گیا۔ ہائے
ہماری آنکھیں کسکو دیکھکر شگفتہ ہونگی۔ ہائے دل شکستہ کو کسکا سہارا ہوگا۔

مہاراج۔ آہ جو پھول راجکمار کے سہرے میں سجائے جاتے وہ اسکے جنازے پر ڈالے گئے

نہین دیکھتا کہ آپکے روبرو دلایل کو پیش کرنا آفتاب کو چراغ دکھلانا ہے اور وقت بھی کم ہے اگر یادگاری کا خیال ہو تب بھی بے محل ہے۔

گئے تم تو زندہ رہا نام یہہ
بتاؤ تو آئیگا کس کام یہہ
نہ ہستی ہی جب یہہ تمھاری رہے ۞ تمھین کیا اگر یادگاری رہے
نہ محفل سے جب کوئی باقی رہے ۞ تو پھر کس طرح یاد ساقی رہے

علاوہ ازین حیات پر مجبوری ہو اوسکی تلافی کیا ہوسکتی ہے بڑے بڑے راجے شہنشاہ بڑے بڑے حکیم دولتمند لوگ اس موت کے پنجہ سے نہ چھوٹ سکے جسطرح بکس ہرن کے بچہ کو ویران جنگل مین شیر پکڑ لیتا ہے اسیطرح ہم سب پنجہ اجل مین گرفتا رہین۔ کبت
کہان ہین وے بیتر اگ جیتے جن راگ دوکھ کہان ہین وہ چکرورت جیون کھنڈ کے دھنی
کہان ہین وہ بیجہ رداون سے جیتے جن کہان ہین وہ سال بھدر لنکش ھائکے تھے گھنی
کہان ہین وہ کل کر بنس کے کرن ہارے کہان ہین وہ کام دیو کام کیسی جی رنی
ایسے تو کئی اک بار ہو گئے انتنی بیر ڈیڑھ دنا تیری باری کا ہے کو کرے منی
ہزارون نظایر موجود ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تقدیر کے آگے تدبیر بیکار ہے۔ چونکہ طاقت کم ہوتی جاتی ہے اسلئے مین اپنی معروضات کے سلسلہ کو مختصر کرتا ہون پیاری اور مہربان بابیو ایشور تمکو صبر عطا کرے۔ تمکو اُسی محبت کی قسم ہے جو میرے ساتھ رکھتے ہو کہ اس مسافر کو بدی سے یاد نفرمانا۔ رفت و گذشت کا معاملہ کام مین لانا خس و خاشاک را از دریا گذار و گل را از خار ننگ عار نمے باشد کا خیال فرماکر اس جہان بے بنیان کی باتون پر نہجانا جسکا آغاز حسرت اور انجام پچھتانا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

روزگارم لبدھنادانی
من کرودھم شماحذر سکنیہ

سری مہاراج ادہیراج اور مہارانی صاحبہ! یہہ فنا ہونیوالا جسم جسکو آپ پیار کرتے اور جسکو اپنی
آنکھون کا نور او جسم کا سرور خیال فرماتے ہین فانی تھا۔ بزرگون کا قول ہے
راثشا یہ۔ مان باپ کا اولاد کے ساتھ محبت کا ہونا مصنوعی بات نہین ہے اگر کہا جائے
کہ انسان اولاد کی محبت اس غرض سے کرتا ہے کہ جوان ہوکر اونکو کچھ آرام پہونچاسکا تو
جانور جنکو اس نتیجہ سے کچھ بھی تعلق نہین ہے کیون بچون کی محبت کرتے ہین ہرنی اور گائے
کو اس جذبہ کا اسقدر جوش ہے کہ اگر اونکے بچون کو شیر اوٹھا لیجاے تو وہ اپنی طاقت
کا خیال نکرکے مقابلہ کرتے ہین پس یہہ محبت ایک طبعی امر ہے اور اس کرم نتیجہ جو ہے
تمام دنیا کو غفلت کے نشہ مین چور کر رکھا ہے بقدر جس سے تعلق زیادہ ہوتا ہے اوسیقدر
اوسکے جدا ہوجانے سے رنج ہوتا ہے پس ایسے تعلقات جنکا خاتمہ ہونیوالا ہے اور مجبورا
ایکدن جاتے رہینگے پہلے ہی سے اونکو کیون نہ چھوڑ دیا جاے آپکے دلون کو میرے
اس بے وقت کے مرنے سے جو صدمہ پہونچنے والا ہے مین اس سے ناواقف نہین ہون
کیونکہ میرے سوا کوئی دوسرا بیٹا آپکے نہین ہے اول تو امید ہے کہ میرے بعد آپکا غنچہ
دل کسی نسیم امید سے کھل جاے اگر ایسا نہو تب بھی خیال کرنا چاہیے کہ تمام رشتے اور
خیالات بقاء نسل ایک موہوم بنیاد پر مبنی ہے جوان ہوکر کام مین آنا تو خیال ہی خیال
ہے کیونکہ کسیکو معلوم نہین کہ اولاد کے جوان ہونے تک خود بھی زندہ رہین یا نرہین رہا پرلوک
مین کام آنا وہ لوگ بتلاتے ہین جو اصول دھرم سے ناواقف ہین یا جو ایسے مذاہب سے
تعلق رکھتے ہین جنکا موجد کوئی غرض نفسانی رکھتا تھا مین اس بحث کو اس لئے طول

تھے نہ دشمن نہ ہم تم کسیکی پروا رکھتے تھے نہ کچھ کاروبار جو کچھ ہمنے دیکھا خواب تھا یا فسانہ
ہمارا تمھارا ملنا ایک حیلہ تھا یا بہانہ - بازیگر جسطرح پتلیون کو تار پر نچاتا ہے ہمارے کرم ہمکو
رُلاتے ہنساتے اور دوست دشمن بناتے ہین - یہہ جسم جو نظر آتے ہین ایکدن خاک ہوجائنگے
اور انکے ذرّے زمین و آسمان مین اُڑتے پھرینگے یہہ صورتین صرف خیال کی تصویرین اور خواب
کی کہانی ہوجائینگی - جبتک ہمارا تمھارا ساتھ رہا حتے الامکان مین نے اپنے جذبات دلی
اور خیالات کو تمھارے حقوق کے بجالانے پر مصروف رکھا - تم جانتے ہو کہ تھوڑی دیر کے
لئے جب چار آدمی ملکر بیٹھتے ہین اور آپسمین بات چیت کرتے ہین تو گو اون مین کیسا ہی ربط
ہوا یا کیون نہو مگر ذات انسانی کا خاصہ ہے کہ شکر رنجی ہوجاتی ہے ہمارا تعلق ایک
... ... ناممکن ہے کہ ایسی فروگذاشت دونون فریق کرتے رہے ہون چونکہ یہہ موقع اس
قسم کا آگیا ہے کہ ہم تم ہمیشہ کیلئے ایکدوسرے سے جدا ہون اسلئے مین آپ صاحبان
سے معافی مانگتا ہون اور اپنے تعلقات اور اونکے متعلق خیالات کو اس جسم کے ساتھ
چھوڑتا ہون - پیارے مصاحبین جس فعل کا خمیازہ اس ناشاد کو اوٹھانا پڑا وہ سب
صحبت بد کا نتیجہ ہے مین جسقدر سوچتا ہون اور میرا خیال پرواز کرتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ مین بد تھا آپ نیک تھے مگر انجام کے نہ سوچنے مین سب ایک تھے - مینے عمر گرانمایہ کو
ضایع کیا نہ دُنیا کا کوئی کام سنوارا نہ پرلوک کیلئے کچھ سہارا پیدا کیا راجکماروں کے لئے
جن باتون کی ضرورت ہوتی ہے نہ اونکو سیکھا نہ کوئی ایسا کام کیا جس سے اخلاقی سوسائٹی
کو کچھ فایدہ پہونچتا اگر مین چاہتا تو آپ صاحبان بجائے اسکے کہ میرا دل سیر و تماشے
سے بہلائین اور سانگ اور ناٹک دکھلائین مفید کامون کی طرف راغب ہوتے افسوس
تمھارا ایسا ہونا بھی میری ہی ناسمجھی کا نتیجہ تھا

تیرے نیچے جو اجل کا نمونہ ہین کیا اون مین ضعف آگیا۔ تیرا جوش اور جذبہ جو خونخوار ہونا چاہیے کیا ٹھنڈا پڑگیا تو کیون کانپتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو شیر نہین ہی بلکہ تیری ماں گیدڑ کی مادہ ہے جس سے تو پیدا ہوا

دوہرہ

سنگھ نہین تو سیال ہی مارت نا ہین سکار
برتھا جنم مننی دیو جیون کو دہکار

(شیر یہ سنکر غصہ مین بھر جاتا اور راجکمار کے سنگھاسن پر زور سے طمانچہ لگاتا ہے سنگھاسن طمانچہ کے صدمہ سے اولٹ جاتا اور راجکمار نیچے دیکر پانون کو چھوڑ اور شیر راج دربار سے دہاڑتا اور گرجتا ہوا غایب ہو جاتا ہے۔

پانچوان سین

جوان موت

راجکمار کے گرتے ہی دربار بزم ماتم بنگیا مہاراج اور مصاحبین نے دوڑ کر سنگھاسن کو اوٹھایا مگر راجکمار کے جگر مین تخت کی میخ ایسی بڈھب لگی تھی کہ جس سے جان کی دشوار معلوم ہوتی تھی ہر چند علاج اور کوشش کیگئی مگر کچھ کارگر نہوئی۔ راجکمار کا سر مہاراج کے زانو پر ہے ماں بھی پاس ہے مصاحبین عبرت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہین۔

راجکمار۔ پیارو دنیا کے تعلقات جسطرح پیدا ہوتے ہین اوسی طرح اونکا خاتمہ ہوتا ہے۔ ہمارا انحصار اعلاپ کرم کے سمبندھ سے ہوا تھا جو برق کے سایہ کی طرح ناپایدار اور ایک اتفاقی بات تھی۔ پہلے ہم تم ایکدوسرے کو نہ جانتے تھے نہ پہچانتے نہ ہم تم دوست

مصاحبین۔ نہین شبہ کچھ نہین۔ شیر کی آنکھ راجکمار کے قدمون پر لگی ہوئی ہین اوسنے ابتک بکری کے بچہ کو دیکھا نہین ہے۔

"شیر کی نگاہ بکری کے بچہ پر پڑتی ہے اور غصہ سے آنکھون مین سُرخی آجاتی ہے"

شیر (دلمین) افسوس اس تہ کو مین نے نہ سمجھا ان لوگون نے مجھ کو شرمندہ کرادیا! اور اونکا داؤ چل گیا۔ دیا ہی دھرم کا مول ہے دیا ہی دھرم کا لکشن ہے خونریزی کا نتیجہ جہنم ہے آہ! وہ جہنم جسکی ہر ایک چیز دکھ سے لدی ہوئی ہے خیالات مین سختی اور سنگدلی ہے۔ بیرحمی اور ظلم ہر کام سے ٹپکتا ہے۔ اجسام ڈراونے اور ناموزون ہین۔ خواہش بیحد مگر میسر کچھ نہین آتا۔ اسُر کمار (نرک مین سیر کرنیوالے دیوتا) نارکیون کو آپسمین لڑاتے ہین دوزخ کی زمینین اقسام و انواع کی کروہات سے پُر ہین جہان اسقدر گرمی اور سردی ہے کہ ایک لاکھ من کا لوہے کا گولا وہان تک پہونچتے ہوے گرم ہو کر گل جاتا یا سرد ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔ درختون کے پتے تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہین اگر اونکے نیچے نارکی آرام لینا چاہتا ہے تو بدن پر گرتے اور زخمی کر دیتے ہین۔ پیاس اور بھوکھ اسقدر ہے کہ تمام دُنیا مین جسقدر پانی اور کھانے کی چیزین ہین اگر مل جائین تو اون سے سیری حاصل نہو مگر پانی کا ایک قطرہ اور اناج کا ایک دانہ نہین مل سکتا جو لوگ مانس کھاتے ہین اونکا مانس نوچکر اونکو کھلایا جاتا ہے۔ خون اور ریم کی ندیان جاری ہین۔ زانیون کے بدن سے لوہے کی گرم پتلیان لگائی جاتی ہین۔ نارکی ایک دوسرے کو مارتے مگر بلا موت نہین مر سکتے ہین۔

"اس خیال کے آتے ہی شیر کانپتا ہے اور اودھر سے آنکھ پھیر کر نیچی کر لیتا ہے"

راجکمار۔ اے شیر کیا تو نام ہی کا شیر ہے۔ کیا تو آنکھون سے کچھ نہین دیکھتا

اسی موقع پر ہمارا راجکمار سبھا مین بیٹھا ہے منتری مصاحب سب دربار مین حاضر ہین۔

راجکمار۔ برمھ گلال نے وعدہ تو پکا کیا ہے دیکھین کیسا شیر بنتا ہے۔

مصاحب۔ حضور جانتے ہین برمھ گلال نے اس فن کو کمال پر پہونچا دیا نہیہ ممکن ہے کہ برمھ گلال کو کسی طرح جھینپ حاصل ہو جیسا اوسکو کمال ہے اوسکے ساتھ ہی غرور بھی ہے اور وہ ہر شخص کو شرمندہ کر دیتا اور ہنسی اوڑاتا ہے۔

حاسد۔ تدبیر تو مین بتلا دیتا ہون اور دیکھ لینا شرمندہ بھی کیسا کچھ ہوتا ہے۔

راجکمار۔ ہان ہان بتلاو تو سہی ایسی کیا تدبیر ہے۔

"حاسد کچھ کان مین کہتا ہے اور سب مسکراتے ہین۔ ایک بکری کا بچہ دربار مین لا کر باندھتے ہین"

"چاند نکل آیا ہے تاریکی کم ہوتی جاتی ہے یکایک گوشہ جنگل سے ایک شور اوٹھا خبر ہوا لیے جانور بھاگتے آدمی دوڑتے ناواقف لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے جاتے ہین شیر کی گرج کان مین آتی ہے قدمون کی چاپ سنائی دیتی ہے تماشائیون کا ہجوم ہے شیر راج دربار مین آکر کھڑا ہو گیا۔

راجکمار۔ واہ کیا کہنے ایسا روپ کسطرح بنا لیا ذرا بھی تو فرق نہین ہے جسم کو کیسا قابو مین کیا ہے وہی چال وہی رنگ وہی گرج وہی زور۔ یہی در اصل کمال ہے!

مصاحبین۔ اسمین کیا شک ہے حضور علم سیمیا جو صرف سنتے آئے ہین آج آنکھون سے دیکھ لیا اگر یہہ کایا پلٹ کا فن نہین ہے تو اور کیا ہے۔

حاسد۔ صورت تو بالکل شیر کی ہے مگر سیرت نہین ہے۔

حضور فرمائینگے اسکا سرانجام بخوبی ہو سکیگا۔

برمھ گلال- کیون نہین ممکن تو سب ہے پرندون کی بولی تو کچھ مشکل نہین ہے البتہ درندون کی وضع ایک خوفناک حالت ہے جسکا نتیجہ بھی غالبًا اندیشہ سے خالی نہین ہے

راجکمار- اندیشہ سے کیا خالی نہین البتہ مشکل ہے۔

برمھ گلال۔ مشکل بھی ہے مگر درندون کی نقل کو حسب اصل کرکے دکھلایا جاوے نو خطرناک ہے کا اوسکے نتایج جس قسم کے ہونے ممکن ہین کسقدر ہولناک ہین۔

حاضرین۔ ہولناک ہون مگر ہم بچے نہین ہین جنکو بھیڑیا اوٹھا لیجاے۔ جانور نہین ہین کہ شیر کی گرج سے سہم کر بھاگ جائین۔

راجکمار۔ معلوم نہین ہوتا کہ اندیشہ کس بات کا ہے اگر یہی خوف ہے تو لو ایک خون کی معافی اس سند مین ہے۔

برمھ گلال- اگر حضور کو اسقدر اصرار ہے تو مین مجبور ہون مگر سند پر مہاراج کے دستخط ہونے ضروری ہین۔

"راجکمار جاتا ہے اور مہاراج کے دستخط کرا کے سند برمھ گلال کو دیتا ہے اور پردہ گرتا اور سب لوگ چلے جاتے ہین۔

چوتھا سین

دنیا مین تاریکی پھیلی ہوئی ہے اندھیرا مست ہاتھی کی طرح جھوم کر دنیا کی چیزون پر پردہ ڈالتا ہے۔ مشرق کی گپھا سے چندرمان شیر کا روپ بنائے ہوے آکاش کے میدان مین نمودار ہوا اور تاریکی کا ہاتھی مقابلہ کو تیار ہوگیا۔ شیر نے اوسکو ایسا پچھاڑا کہ تارون کی گج موتی اوسکی پیشانی سے نکلکر بکھر گئے عروس شب نے ان موتیون سے اپنی مانگ کو سجا لیا

مہاراج - دنیا کے تعلقات ایکدن ختم ہونے والے ہین عیش و آرام خیالی تصویرین
کا نام ہے جو اس طلسم مین دکھلائی دیتے ہین جو صدمہ تمہارے دلپر گذر رہا ہے ہم
اوس سے واقف ہین ہمپر تمہارے خاندان کا حال سب روشن ہے تمہارا بھائی دیرگھ
ہماری سوسائٹی کا ایک ممبر تھا اب تم راج کے تعلق سے اپنا جی بہلاؤ کچھ دن بعد تمہاری
اور شادی ہوجائیگی اور شاید پہلی حالت پر تم آجاؤ سہ رنج و راحت گیتی مرنجان دل اے خوشم
کہ این دور جہان گاہ چنین گاہ چنان باشد ❊

تیسرا سین

مصاحت کا رنگ خوب جما مہاراج کی مہربانی سے ایک عالیخاندان اور خوبصورت عورت سے
شادی ہوگئی اور نہایت حسین لڑکا پیدا ہوا جسکا نام برہم گلال رکھا گیا جسنے قلیل
عرصہ مین سنسکرت زبان اور جین شاستر مین استعداد کافی حاصل کرلی مگر صحبت بد کی
خرابی سے سانگ اور ناٹک مین وہ کمال پہونچایا کہ راجکمار اوسکی صحبت سے محظوظ
ہوتا اور خود مہاراج بھی خوش ہوتے اندرسبھا - بکاولی - رام لیلا - کرشن لیلا کے
تماشے ہوتے اور اون مین برہم گلال کا روپ اول نمبر رہتا -
راجکمار - حاضرین جلسہ آپ صاحبان دیکھتے ہو کہ ہمارے دوست برہم گلال کے
تماشون او بہروپ نے جہان مین ایک دھوم مچادی کیا عورت کیا مرد گھر مین ہون یا
باہر جب دیکھو یہی ذکر کرتے ہین - کل مہاراج فرماتے تھے کہ انسان کا روپ بنانا کچھ مشکل
نہین ہے مگر درندون پرندون کا روپ سوائے علم سیمیا کے ناممکن ہے -
مصاحبین - حضور نے یہہ کیا فرمایا برہم گلال کو وہ کمال حاصل ہے کہ پرندون
اور درندون کی بولی اور وضع کی نقل کو اصل کر دکھلاوے ہم امید کرتے ہین کہ جو ارشاد

ہل۔ ہاتھوں کو سر پر مار کر غلط غم سے بیہوش ہو کر زمین پر گرتا ہے اور دونوں شخص جو
رحمدل اور رقیق القلب معلوم ہوتے ہیں ہائے بیہوش دین دنیا فراموش دوست کے
پاس بیٹھے ہوئے ہیں لوگوں کا ہجوم ہو گیا والی شہر کی سواری آ گئی رستہ رک گیا۔"

دوسرا سین

صبح کا وقت ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے تاروں کی جوت مدھم پڑ گئی چاند تمام رات کا
گشت کر کے اپنے قیام گاہ کی طرف چل رہا ہے پھولوں کے منھ پر شبنم نے پانی چھڑکا
غنچوں کی زبان کھل گئی ایک کمرے میں پلنگ پر بیہوش آدمی لیٹا ہوا ہے تیمارداروں
نے لخلخہ سونگھایا صندل وغیرہ کا لیپ پیشانی پر رکھا ہے ایک طرف مہاراج کرسی
پر رونق افروز ہیں۔ بیمار کو ہوش آتا ہے چاروں طرف اجنبی لوگوں کو دیکھتا ہے
اور حیران ہو کر چونکتا ہے۔

ہل۔ آگ۔ آگ۔ آگ۔ زمین آگ آسمان آگ پلنگ آگ یہ وہ ہم تم سب آگ۔

منتری۔ بھائی ہوش میں آؤ دیکھو مہاراج براجمان ہیں ایسا رحمدل رئیس
خدا سلامت رکھے کہاں ہے جیسے اپنے مہاراج ہیں۔ تمہارے ہی لئے یہ سب
سامان ہے جسے تم دیکھتے ہو۔

ہل۔ ہیں میں کہاں ہوں کیا میں اوس آگ سے نکل آیا جس نے میرے پیارے
بچوں غمگسار عورت سعد بھائی کو اپنا لقمہ بنا لیا۔ ہائے میں جی کر کیا کرونگا۔ بھائیو
مجھے مت نکالو ایسے کمبخت کو بچانے سے کیا ملیگا ؎ در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را
آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را +

کیسی بیتابی سے پیار کر رہا ہے اور ایک دوسرے کو ایسی محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہے
جسمین حسرت جھلک رہی ہے مگر رات کی آمد نے اونکا یہہ حال کر دیا جدائی کی گھڑیان شمار
کر رہے ہین۔

کوئی اور شخص (اپنے ساتھی سے) ہائے آفت سی آفت بیان کرتے ہوے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین۔ کل دوپہر کا وقت تھا جب وہ زور کی آندھی چلی یکایک بیدا زتی پروارون
کے محلہ مین آگ لگ گئی چونکہ چھپر زیادہ تھے ہوا کے زور نے تھوڑی ہی دیر مین سارے
محلہ کو گھیر لیا رئیس کی طرف سے بہت کچھ مدد ہوئی پانی انجن کے ذریعہ سے پہونچایا گیا
بہت سے لوگ مشک اور گھڑے لیکر دوڑے مگر آگ نے سب کا منھ پھیر دیا کچھ
تدبیر کارگر نہوئی۔ کچی دیوارین انگریزی بھٹون کی طرح از خود لال ہو ہو کر رہ گئین
مکانات کی لکڑیان اور بڑے بڑے شہتیر تنکون کی طرح جل گئے۔ مولشی جو گھرون
مین بندھے ہوے تھے اون مین سے کوئی نہ نکل سکا۔ بعض آدمی بھی جان بر نہو سکے
افسوس اور ہائے افسوس ایک گھر کا تو یہہ حال ہوا کہ نہ کوئی آدمی زندہ رہا نہ کوئی
جانور بچا وہ حال ہوگیا ؎

بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ یابی نے صدائے بلبلے

ہل (چونک کر) بھائیو وہ کس کا گھر تھا کچھ معلوم ہے۔

وہی شخص۔ سُنا ہے کہ اوس گھر کا ایک آدمی جو تین دن ہوے کسی کام کو
کسی گانون مین گیا ہوا تھا ایک وہ تو شاید بچگیا مگر دیرگھ جو اوسکا بڑا بھائی تھا
مع اپنے تمام خاندان کے جل گیا۔

ویراگ کوتوال

پہلا سین

دوپہر ڈھل گیا ہے آفتاب کا جوش کمی پر ہے۔ مسافرون نے درختون کے نیچے آرام پالیا اب گٹھری بغل مین داب کر قدم اوٹھائے جارہے ہین۔ کام کرنیوالے کاریگر جو ستانی کے لئے ذرا لیٹ گئے تھے پھر تیار ہو گئے۔ درختون کا سایہ لمبا ہو چلا ہے۔ تاڑون کے گرد پرندون کا ہجوم ہے۔ چوپائے جنگل سے چرچگ کر بستی کی طرف جارہے ہین۔ ہمارا دوست مسافر جو کسی کام کے لئے گانون کو گیا تھا اون ضروریات کو لئے ہوئے گھر کو واپس آرہا ہے جنکے لئے دو تین روز ہوئے گھر سے روانہ ہوا تھا۔

ہل (اپنے دلمین) اچھی ساعت گھر سے چلے تھے کام تو سب ٹھیک ہو گیا اب تھوڑی ہی دیر مین اپنے کنبہ سے ملونگا ننھے بچے جو واپسی کا انتظار کر رہے ہونگے اونکو یہہ کھلونے دونگا۔ پیاری عورت جو میری جدائی سے بیتاب ہو گی میرے پہونچنے پر پھول کی طرح کھل جائیگی دونون بھائی باہم بیٹھکر سکھ دکھ کی باتین کرینگے۔ آہا دیکھو پرندے کیسی اُمنگ مین بھرے ہوئے اپنے آشیانون کو آرہے ہین۔ نر و مادہ تو ساتھ ہین مگر دن کے بچھڑے ہوئے پیارے بچون کے دیکھنے کا شوق لگا ہوا ہے چونچ مین کچھ دانے بھی اوٹھا رکھے ہین اونکو جا کر کھلائینگے۔ دیکھو چکوا چکوی کا جوڑا

احاطہ کی لین مین بڑا دروازہ ہے۔ طرم کے بجنے کا آوازہ ہے۔ اوپر نگاہ اوٹھائی تو بڑے بڑے حرفون مین یہہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی۔

”जगतकायस्वभावौवासंवेगवैराग्यार्थं“

ترجمہ ”جہان فانی اور دوروزہ زندگانی پر غور کرنا عبرت اور ترک دنیا کا سبب ہے“ سیک گیان کا گاس لیمپ روشن ہے۔ پرمان کا خیمہ دلائل کی قنات سے مزین ہے۔ استقلال کی منیر بچھائے ہمت کی کرسی پر اودیت ٹکٹ بابو بیٹھا سیک گیان کے ٹکٹ تقسیم کرتا ہے۔ ہمارا مسافر بھی پہونچگیا اور ٹکٹ لیتے ہی دروازہ کے اندر داخل ہوا۔ اب جو تماشا اوسنے دیکھا اور جو حظ اوسنے اوٹھایا اوسکو وہی جانتا ہوگا۔ مگر مسافر نے اپنے وطن پہونچکر اوسکی کیفیت جو یارون کو سنائی۔ وہ ہمنے بھی سُن پائی۔ لہذا ناظرین شائقین کرتے ہین۔ ناول کے پیرایہ مین رطب ویابس آگے دھرتے ہین۔

راقم

منگت رائے جینی نایب سرشتہ دار محکمہ عالیہ وزارت

ریاست پٹیالہ

عیش کی بات فسانہ ہوجائیگی۔ عذاب عاقبت کے لئے بہانہ بنجائیگی۔ آپ نے جسقدر تماشے
ملاحظہ کئے ہونگے۔ عذاب خرید کر دام مفت مین دیے ہونگے۔ عشق کے مضامین سے ناٹک
بدنام ہے خراب اثر ڈالنے مین مشہور انام ہے۔ فرضی شہزادہ آتا ہے کسی سے عشق لگاتا
ہے۔ پریان اوڑا لیجاتی ہین عیش اوڑاتی یا کنوے مین بند کرتی یا خود عشق مین مرتی ہین۔
کہین جادوگری کا طلسم بنتا ہے۔ شہزادہ ہرن یا بندر بنکر سر دھنتا ہے۔ گرمین جس
کمپنی کا ایجنٹ ہون وہ پرتھمان جوگ نگر کی رہنے والی ہے۔ اوسکے نتیجہ خیز عبرت انگیز تماشون
نے جہان مین شہرت ڈالی ہے روز افزون بول بالا ہے سب سے اوسکا ڈھنگ نرالا ہے باتون
مین آدمی بناتی ہے ہنسی مین آدمیت سکھلاتی ہے۔ اخلاق کی ایک بات ہے مذہبی تعلیم
گویا کرامات ہے۔ طرز تمدن کو رہبر کامل ہے۔ علم آخرت کی عالم اور عامل ہے جین دھرم بودھ
کے نام سے کمپنی موسوم ہے جسکی اشاعت سے دنیا مین دھوم ہے۔ آج کا تماشا
قابل دید ہے۔ واللہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے۔ رات کے نو بجے شروع ہوکر چار بجے
تماشا اوٹھ جائیگا۔ جو شخص دیکھنے نہ جائیگا تمام عمر پچھتائیگا۔ سولھوین صدی عیسوی
کے انجام کی سچی داستان ہے جسکی مفصل کیفیت اسوقت ناقابل بیان ہے۔ عبرت
اور حیرت کی کہانی ہے۔ اصول جین دھرم کی کیفیت بتانی ہے۔ ہنسی مین دنیا کا ترک
دکھلائیگی۔ صحبت بد کے نتایج اچھی طرح جتائیگی۔ سچی دوستی کا اظہار ہے۔ کشتی کے
ساتھ لوہے کا بیڑا بھی پار ہے۔ لو صاحب وداعی سلام ہے۔ خاتمہ کلام ہے" سوار
نے ایڑ لگائی۔ ساتھی نے شہنائی بجائی۔ تماشائیون نے قدم اوٹھایا۔ مسافر کا دل
بھی جھر جھرایا۔ بازار مین جا ضروریات سے فراغت پا آٹھ بجے سے کمپنی کا پتہ لگایا اور
تماشاگاہ کو ڈھونڈھ پایا۔ کیا دیکھتا ہے عجب عالم ہے۔ ایک عالم ڈٹا کھڑا ہے

پانی کی لہرون نے عجیب سمان باندھا ہے گویا آب روان کے اوڑھنے پر منقش کی جھالر
لگائی ہے چرند چرِ چگ کر تالابون پر پانی پی رہے ہین - پرند درختون پر جھوم جھوم کر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین - امیر لوگ بگھیون پر ہوا خوری کرتے پھرتے ہین - کام کاج کرنیوالے شہر
کی طرف شادان و فرحان جارہے ہین - شہر کا پھاٹک سر بفلک کشیدہ ہے جسپر لوہے
کے کیواڑ لگے ہین کانسٹبل ادھر اودھر ٹہلتے ہین - آبادی اسقدر ہے کہ شائقین کی
سیر و گلگشت سے زمین پر پانون دھرنے کو جگہہ نہین ملتی - سڑک دو رویہ نہایت خوش
قطع مکان دونون طرف مصفا - نالیان پٹری پر نہایت خوبصورت پھولون کے
گملے دھرے ہوے ہین - سقے پانی چھڑکتے ہین - گلزار کی کیفیت نظر آرہی ہے - پریون کا
خرام ناز عاشقان جانباز کا سوز و گداز - شعر خوانی جادو بیانی دل کو تڑپاتی ہے - بذلہ سنجی
اور لطیفہ گوئی زندہ دلون کو پھڑکاتی ہے - اتنے مین بہت سا ہجوم نظر آیا - چارون
طرف سے لوگ گھیر آلے ہین - بیچ مین ایک شخص گھوڑے پری چہرہ پر سوار کوٹ پتلون ڈاٹے
ٹیکا سر پر سجاے آہستہ آہستہ کچھ کہتا ہوا چلا آتا ہے - شہر کا چاندنی چوک چوڑا کا
بازار تماشائیون کا ہجوم اسقدر ہوا کہ سوار ٹھیر گیا - لوگ گھیر کر کھڑے ہو گئے - سوار
کے ہاتھ مین اشتہارون کا طبلق ہے اور بلند آواز سے کہتا ہے "سامعین سراپا انتظار
اس شہر پر بہار مین ایک دو کلمے گوش گزار کرنیکو یہہ مسافر دور از دیار پکار کر کہتا ہے اگر
آپکی طبع عالی و وقار پر گران نہ گذرے تو گوش دل سے سماعت فرمائیے ہمکو ممنون بنائیے
دنیا تماشا گاہ ہے - انسان مسافر سر راہ ہے - دانشمندون کا قول ہے جو غور کیجیے
تو انمول ہے - حیات مستعار ہے - گرم موت کا بازار ہے - اگرچہ دنیا جو نمونہ عبرت ہے اسکا
ہر کام پر ذلت ہے - گرچہ لوگ غفلت مین گذارتے ہین - انجام کار حیرت مین سر مارتے ہین -

نوجوان آدمیون کے اخلاق پر ناقص اثر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ مہذب لوگ عموماً انکو
مطالعہ کے قابل خیال نہین کرتے۔ مگر اسمین کسیکو کلام نہین ہے کہ یہہ طرز اثر ڈالنے
کے لئے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ راقم کو خود اور راقم کے نور العین مہابیر پرشاد کو خصوصاً
اس فن کی کتابین مطالعہ کرنیکا بہت شوق ہے اوسنے یہہ راے دی کہ کوئی ناول
اس قسم کا دیکھنے مین نہین آیا کہ جس سے دُنیا کی ناپائداری اور اخلاق کی درستی۔
دھرم کی ترقی کے خیالات ظاہر ہون جین دھرم جو ہمارا خاندانی مذہب ہے۔ روز بروز ایسا
کمی پر ہے کہ عام طور پر اوسکا چرچا کم پایا جاتا ہے۔ غیر مذہب والے اوسکو ناستک کی ایک
شاخ سمجھتے ہین جسکی وجہ زیادہ تر یہہ ہے کہ جین دھرم کا بیان جین شاستروں مین ہے
جو جینیون کے سوا غیرون سے چھپاے جاتے ہین۔ جینی لوگ بھی اکثر جو فارسی انگریزی
جاننے والے ہین۔ جین مندرون مین جاکر سننے کی تکلیف گوارا نہین کرتے اور انکے
خیالات مذہبی مذاق سے بالکل عاری ہین پس اگر کوئی مضمون جس سے جین دھرم
کے خیالات ناول کے پیرایہ مین ظاہر ہوسکین مرتب کیا جاوے تو فایدہ سے خالی نہوگا
چونکہ راقم کی لیاقت اس درجہ کی نہین ہے کہ فوراً اس منصوبہ پر مستعد ہوکر لکھنا
شروع کردیتا اسلئے کچھ دنون تک خواب حیرت مین رہا تائید غیبی سے اوس عالم خوابمین
جو نظر آیا اوسکی کیفیت ذیل مین درج ہے۔

خواب حیرت

مسافر غریب الوطن سفر کی صعوبت سے پژمردہ تمام دن کا تھکا ہوا اوتارے کا مقام
تلاش کررہا ہے۔ دور سے ایک بڑا عالیشان شہر نظر آیا۔ آفتاب کی شعاعون سے
سواد شہر کے تالاب سنہرے پانی سے لبریز معلوم ہوتے ہین ہوا کے جھونکون سے

اوم

ویراگ کوتوہل

تمہید

ناوِل یا ناٹک کا رواج اور چرچا عموماً آجکل اسقدر ہے کہ اسکی بابت یہہ لکھنا کہ وہ کیا چیز ہین ایک ایسی بات ہے کہ سورج کو چراغ سے دکھلایا جاوے - اگرچہ انگریزی تعلیم اور نئی روشنی کے مذاق کو بادی النظر مین ان چیزون کا مخزن خیال کیا جاتا ہے مگر بتامل غور کرنے اور علم تاریخ کے مطالعہ سے ثابت اور واضح ہوتا ہے کہ اس فن کی صرف تجدید ہوئی ہے ایجاد نہین ہوا زبان سنسکرت مین جسکے قدیم ہونے مین کسیکو شک نہین ہو سکتا اِن دُرہاے مکنون اور جواہرات بوقلمون کا ذخیرہ بہت کچھ موجود ہے - پنڈت کالیداس کے ناٹک جو راجہ بھوج کے زمانہ مین تصنیف ہوے اس لعل بے بہا کے لئے ایک ایسے جوہری کی دوکان ہے جسپر عوام کے لئے زبان کے مشکل ہونیکا پردہ لٹکا ہوا ہے - سکنتلا ناٹک وغیرہ اور زبانون مین بھی ترجمہ ہوے جس سے اس مذاق کی کیفیت چھپی نہین رہی اسمین شک نہین کہ یہہ طرز طبیعتون پر اثر ڈالنے کیلئے الکٹری سٹی (بجلی) کا کام دیتا ہے زمانہ حال مین جو ناول یا ناٹک تصنیف ہوتے ہین افسوس ہے کہ مضامین عشقیہ کا رنگ اون پر دیا جاتا ہے جس سے

ہنومان چرتر ناول

از سنسکرت جین رامائن مصنفہ شری رودی شین آچاریہ

نہایت دلچسپ تواریخی و اخلاقی ناول - شجاعت و بہادری کے دیوتا ہنومان کی پیدایش ان انجنا کی
حسرت بھری داستان اور اسپر اوسکے شوہر پون انجی کی فرقت میں پورے بائیس سال تک سخت [illegible]
و بہتیری سوگند شیوالی راتوں کا فوٹو - اس نامی بہادر کی اصلی پیدایش اور اسکا رامائن تلسی کرت و انکی
وغیرہ سے مقابلہ - وقت تولید کا زایچہ معہ احکامات دوازدہ خانہائے زایچہ لقاعدہ علم نجوم نیز چند
جنم ہائے سابقہ کی مختصر سرگذشت - اس نیک نفس بہادر کی سچی شجاعت کے نمونے و جنگی کارہائے
نمایاں کے خاکے - صدہا قابل دید فوٹوؤں و ضروری حواشی سے مزین - حصہ اول صفحہ ۱۵۲
قیمت عہ/ - حصہ دوم صفحہ ۱۰۶ قیمت ۱۲/ - حصہ سوم زیر طبع -

ہفت جواہر

صدہا کتب مضامین مختلفہ و علوم نادرہ و تجربات ذاتی کا عطر - ہزارہا کارآمد و مفید عام معلومات کا ذخیرہ
و جواہرات بیش بہا کا گنجینہ - علوم طب و یوگ و فلسفہ و ویدانت اور دھرم شاستر و فرائض دینی و
دنیوی کا لب لباب - ہر شخص کو ہر دم پاس رکھنے قابل نادر سرمایہ - حصہ اول قیمت ۵/ حصہ دوم
حصہ سوم ۵/ حصہ چہارم زیر طبع -

متھیا تو ناشک ناٹک

مقدمہ عدالتی کے پیرایہ میں جین - آریہ - بودھ - سانکھ - ویشیشک - نیایک - اسلام و عیسائی وغیرہ
مذاہب کے اصول و عقاید پر بطرز ناٹک ایک نہایت دلچسپ آزادانہ بحث - عجیب طرز کا قابل دید ناٹک
قیمت حصہ اول ۴/ حصہ دوم ۶/ حصہ سوم ۱۰/

المشتہر
منیجر دل آرام ایجنسی

برمھ گلال چتر

موسومہ

ویراگ کوتوہل ناٹک

سولھویں صدی عیسوی کا ایک بالکل سچا واقعہ دنیا کی بےثباتی کا ہوبہو نقشہ اور عبرت و حیرت کا ایک پُر تاثیر مرقع

حصہ اول

مصنفہ لالہ جگت رائے صاحب سینی نایب سررشتہ دار محکمہ عالیہ وزارت ریاست پٹیالہ مرحوم

جسکو حسب فرمایش جناب لالہ اہلبیر پرشاد صاحب خلف الصدق جناب مصنف علام ممدوح و جناب لالہ متھرا داس صاحب سینی بزرگ محافظ دفتر محکمہ آبپاشی ریاست پٹیالہ

خادم الملک بہاری لال بی اے تجے بلند شہری مصنف بعنوان چترناول و ہفت جواہر و انسول بعثی و غفاندہر وغیرہ و مترجم بھرتہری ویراگ شتک و سنگار شتک و بھرتہری نیتی شتک و چانکیہ نیتی و پنچ وغیرہ نے

بعد نظر ثانی

مطبع سن پرکاش بلند شہر میں باہتمام منشی ہر پرشاد چھپایا

[illegible] سدی [illegible] سمت ۱۹۵۸

مطابق تاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۰۱ء

قیمت فی جلد

والا دن کا پیارا دوست جسکی تعریف نامی گرامی انگریزی اخبار پانیر نے ۱۰ اگست
سنہ ۱۹۰۳ء میں بہت کچھ کی ہے - قیمت صرف ۲

جین معہ بھرتری ویراگ شتک اردو

اس میں دنیا کی بے ثباتی کچھ عجیب موثر الفاظ میں دکھلائی گئی ہے یہ کتاب ایک عالی پسند
سنسکرت کتاب کا فصیح و بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جسے ہندوستانی تھیوسوفیکل سوسائٹی نے
بھی پسند فرما کر اور انگریزی میں ترجمہ کر کے چھپوا کر ہزارہا جلدیں مفت تقسیم کی ہیں قیمت

مہارانی سیتا جی کا بارہ ماسہ

ساری جین رامائن کا ایک عمدہ انتخاب مع اردو ترجمہ نثر قیمت ۱

درشن چوبیسی ناگری

اس میں ۲۴ جین تیرتھنکروں کی درشن بھان پد وندن ہے قیمت

رتن چوبیسی ناگری

اس کے ۲۵ پدوں میں ہر ایک تیرتھنکر کی مختصر سوانح عمری درج ہے قیمت

سوانح عمری حکیم ارسطو

اس فاضل نامی حکیم (شاگرد افلاطون) کی اگرچہ کئی سوانح عمریاں انگریزی و اردو
میں طبع ہو چکی ہیں - مگر سوانح عمریوں میں جو جو امور قلمبند کئے جانا ضروری ہیں وہ سب
کسی ایک میں یکجا نہیں ملتے اس لئے یہ سوانح عمری مستند انگریزی و اردو سوانح
عمریوں کا لب لباب بلکہ بڑی محنت و جانفشانی سے جملہ امور ضروری سے مزین کی گئی ہے
سوانح عمری حکیم افلاطون - کئی مستند سوانح عمریوں کا قابل دید نچوڑ قیمت

پرشنوتری (سوال جواب) تعدادی ۱۰۱ مصنفہ شوامی شنکر آچاریہ کا ترجمہ سوا سو سے زیادہ پند و نصائح و حکماء قدیم کے قیمتی اقوال سو کے قریب مفید و کار آمد تراکیب متعلقہ صنعت و حرفت و دلچسپ شعبدات وغیرہ انعامی حل طلب سوالات و معمات معہ جوابات یوگ سار (علم تصوف کا قابل دید رسالہ) زبان سنسکرت متعلق جین دھرم کے اہم اشلوکون کا ترجمہ اور جین دھرم کے متعلق عوام کیلئے جاننے قابل دیگر صدہا معلومات کا ذخیرہ وغیرہ مضامین نادر مندرج ہین سایز ۹ × ۵½ کے پورے ۲۴۴ صفحات کی کتاب قیمت جلد اول ۵ر جلد دوم ۵ر جلد سوم ۵ر

متھیات نا شک ناٹک نشہ

اس مین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ مین ہر مذہب کے اصول و عقاید بطرز ناٹک ایک آزادانہ بحث ہے دلچسپ اس قدر کہ ایک بار شروع کرکے کبھی ممکن نہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو طبیعت چاہے جن اصحاب کو جین بودھ - آریہ - سانکھ - اسلام عیسائی وغیرہ مذاہب اور ان کی فروعات کے اجداد ہو ہا اور عقاید اصول سے واقفیت حاصل کر کے جین مت کی صداقت و فضیلت دیکھنا ہو وہ ضرور اس کتاب کو ملاحظہ فرمائین یہ کتاب بھی چونکہ بہت بڑی ضخامت کی ہے اسلئے تین حصون مین تقسیم کیگئی ہے حصہ اول ۴ر حصہ دوم ۲ر حصہ سوم ۱ر

بھوج پربندھ ناٹک

ترتیب دینے مین ناظرین کو مشہور و معروف راجہ بھوج کی سچی داستان جو سنسکرت مین گذرے والی ایک حیرت انگیز کہانی بطریق تمثیل و تہذیب اخلاق و دانا کے اصول و فروع کا معلم خصوصاً نوعمر بچون کو بڑی دلچسپی کے ساتھ دینی و اخلاقی تعلیم کا روز افزون شوق دلانے

نوٹون مین بطورحاشیہ اُن کی حسب ضرورت توضیح بھی کردی گئی ہی اس ناول
کے پڑھنے سے عوام پر رامائن بالمیکی و تلسی کرت و پرانون کے شاعرانہ مبالغون
اور انمین مستعملہ الںکارون کی اصلیت بخوبی کھلجاتی ہو چونکہ یہہ کتاب بہت بڑی
ہے اس لیے بغرض آسانی تین حصون مین تقسیم کردی گئی ہے قیمت حصہ اول ۱۲
حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم ۱۰

دیباچہ ہنومان چرتر ناول ناگری

ناول مذکورہ کا لب لباب یعنی دلاور ہنومان کی بہت سی پشت ہاے قبل و بعد
کے مختصر تواریخی حالات اور اُس کے خاندان بھرگونبسون کے نام سے مشہور
ہونیکی وجہ تسمیہ وغیرہ مع ایک شجرۂ خاندان میموفی (بازنیس) لکھے دیے گئے
ہین۔ ناگری ٹائپ قیمت ۲

ہفت جواہر جلد اول و دوم و سوم

اس کتاب کی ۳ جلدون مین سوکے قریب بیتی چٹکلے ہیں ایکسو سے زیادہ بہت
سے مہلک امراض عامہ کے نہایت ضروری و مجرب علاج مرحوم اشخاص کی روحون
سے بات چیت کرنے کے لیے آسان طریقہ و ضروری ہدایات و بعض تواریخی واقعات متعلق
وغیرہ مع مفصل کیفیت و خواص افعال اسماع از روے علم شاستر سانکھ فلسفہ کی ابتدائی
سوترون کا عام فہم با محاورہ اردو ترجمہ اہل ہند کے مستند دھرم شاستر موسومہ
منوسمرتی کا لب لباب یعنی اسکی کل بارھون ادھیایون کے دوسو کے قریب منتخبہ اشلوکون
کا عام فہم ترجمہ مع ہر ایک کے کیفیت و حالات شاستر و نصیحت آمیز

واطفال گلے کی پھانسی ہے اور مرد کو مقید کرنیکے لیے عورت کے وجود سے زیادہ
کوئی کڑی زنجیر نہیں اور یہ جسم ایسا ناپاک اور طرح طرح کی بیماریوں و تکلیفوں سے
بھرا ہوا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں ہے یہ صرف زیور و لباس سے نادان آدمیوں کو خوشنما
معلوم ہوتا ہے اگر اس کی پیدائش پر غور فرمائیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ میاں مادہ و پدر سے
توسکی بنیاد ہے اور پوست و استخوان و دم وغیرہ سے بھرا ہوا ہے اس میں نو نالیاں
بول و براز وغیرہ کی ہر دم ایسی جاری ہیں کہ جن کے نام لینے سے طبیعت کو کراہیت پیدا ہوتی
ہے اگر آب حیات سمندر کے چشمہ سے بھی شست و شوی کریں تب بھی ہرگز پاک صاف نہیں
ہو سکتا واقعی یہ جسم اس شے ماچہ کی مثال ہے کہ جس کے اندر قسم قسم کی مکروہ و ناخوشگوار
شے بھری ہوئی ہو اور اسکو ایک غلاف عمدہ کاشانی مخمل کا پہنا دیا جاوے تو وہ سہانا
لگنے لگتا ہو ۔ اگر ہم اس کے سراپا کی تعریف کریں تو آدمی کانوں پہ ہاتھ دھر بیٹھے [illegible]
خوب ہی کیا کہ سب دنیا کی بکھیڑے چھوڑ دئے اور عاقبت کے کام میں مشغول ہو گئے
المختصر صدق دل سے مہر لال نے برہمچرج اور گوکل لال نے ستی برت نی ہر یا من
اختیار کر لیا اور دونوں وہاں سے دوسری طرف کو روانہ ہو گئے فقط

امروز بروز یکشنبہ بہادون بدی پنجم اسٹمی سمبت ۱۹۶۳ بکرمی مطابق ۱۲ اگست
سنہ ۱۹۰۶ء ختم شد

ٹیس پٹی

مین مشغول رہنا۔ اپنی طاقت بھر جیب تپ کرتے ہوئے تمام آپڑنے والے
مصائبات کو بخوشدلی جھیلنا یہ ہو کش حاصل کرنیکے وسایل ہین جب مہا
برت اختیار کرے اور جسم خاکی کو چھوڑ کر پیہم جیستر مین جنم لیوے تو ضرور
مکت (نجات ابدی) نصیب ہو سکتی ہے۔

چھٹا سین

جب متھرا لال نے سمجھا کہ ہماری تقریر کی روشنی برھم گلال کی طبیعت پر کچھ
نہین پڑتی ہے اور جو سوال کیا جاتا ہے اس کا جواب ایسا معقول دیتا ہے کہ اُس کا
رد ہونا غیر ممکن ہے تب دل مین سوچنے لگا اور کہنے لگا کہ اب لوٹ جانا بھی مشکل ہے
اسلئے کہ ہم جب گھر سے روانہ ہو کر یہان آئے تھے تو اُس وقت یہ کہا تھا کہ یا ہم دوست
برھم گلال کو سمجھا کر گھر پر لائینگے یا ہم بھی واپس نہ آئینگے چونکہ قول مردان جان دارد
اس وجہ سے اب گھر جانا تو ٹھیک نہین جس طرح ہو سکے برھم گلال کی صحبت
مین رہنا واجب ہے چنانچہ برھم گلال سے محبت کے ساتھ یون گویا ہوا۔

متھرا لال۔ اے دوست اگر تم اپنے گھر نہین چلتے تو ہم بھی تمہارے ساتھ رہینگے اور
تمہاری طرح یہ سخت برت مجھ سے نہین ہو سکتا ہے لیکن برھمچاری سرادک کے
برت اختیار کرتا ہون اور اوسکے تمام قواعد کی حتی الامکان پوری پوری تعمیل کرونگا۔

برھم گلال۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ سب گھر بار چھوڑ دیا کیونکہ یہ زر و دولت عیال

و پرستش وغیرہ سبہی سکتا ہے اور کارِ عقبیٰ کو بھی بخوبی انجام دیسکتا ہو مصرعہ
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

برہمگلال - آپ جانتے ہین کہ گہر پر رہکر عبادت و ریاضت مین مشغول رہنا سخت مشکل ہے بلا ترک دنیا کامل طور پر گناہون کو دور نہین کیا جاسکتا شعر
دین بخواہی و ہم دنیائے دون ❊ این خیال است و محال است و جنون
غرض مہابرت اختیار کئے بغیر موکش و نجات ابدی ہرگز حاصل نہین ہوسکتی

متہر امل - یہ ایسا نازک زمانہ ہے کہ اسمین انسان منی برت کی صعوبتون کے بار کو ہرگز ہرگز برداشت نہین کرسکتا اور نہ اس کے دل کا توسن سرکش قابو مین رہ سکتا ہو پس منی برت اختیار کرنیسے کیا مفاد ہوسکتا ہو - اُدہر دنیا کو خیرباد کہا اور ہر دین بھی ہاتھ سے گیا - وہی مثل ہو - (دُبدہا مین دونون گئے مایا ملی نہ رام)

برہمگلال - جو ہمیشہ عقاید پر پابند رہتے ہین اور باقاعدہ پرستش کرتے ہین اون کی طبیعت کبھی منتشر نہیں ہوتی -

متہر امل - اس ناقص زمانہ (یعنی کلی یُگ) مین انسان جیسی چاہے عبادت و ریاضت کرے مگر موکش ہرگز ہرگز نہین ہوسکتی -

برہمگلال - گہربار کی محبت چھوڑکر صحرا نشینی اختیار کرنا خواہشات نفسانی و تخیلات لایعنی (آرت دہیان و رودر دہیان) سے دل کو ہٹا کر دھرم دہیان

نیب تن فرمایا یہ میرے نزدیک سراسر بے جا ہے -
برہمہ گلال جنکی طبیعت پر استقلال غالب ہے وہ کبھی دنیا کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے وہ جانتے ہیں کہ دنیا کے سب کچھ اس قسم کے نہیں ہیں کہ جن
سے کسی وقت طبیعت سیر ہو سکے - اس لئے ان سے پرہیز ہی اولیٰ ہے
منتظر اہل - اپنا گھر چھوڑکے دوسرے گھروں سے بھیک مانگ کے شکم
پروری کرنا کیا عقلمندی ہے -
برہمہ گلال پرہیزگاروں کا وہ درجہ ہے کہ جنکے سامنے فرشتے و دیوتا وغیرہ
بھی سر تسلیم خم کرتے ہیں اور ان کی تواضع و تکریم سے شرف جانتے ہیں
منتظر اہل پرہیزگاری سے دنیاداری کچھ کم وقعت نہیں رکھتی نیک دنیادار اکیس
اوصاف حمیدہ سے عزت ہوکر بموجب عقاید و دھرم چار قسم کی خیرات کرتے
ہیں دیا دھرم پالتے ہیں مقامات مقدس کی جاترا (زیارت) میں دل و
جان سے مصروف ہوتے ہیں دوسرے شخصوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور بہدلقو
ہیں بھی حتی الوسیع دل لگاتے ہیں اس سبب سے اگر انسان اپنے گھر پر رہکر فرائض
خانہ داری دیکھتا بھالتا رہے - اگر وہ پرہیزگاری اور کسب تو تکلیفات موسمی اور دھوپ آخور و نوش

لہ دنیادار کی اکیس اوصاف حمیدہ کی تفصیل جاننے کیلئے سفت جلد اول صفحہ ۱۱
ملاحظہ ہو -
لہ برکت آپکا یعنی فرائض خانہ داری کی آگاہی حاصل کرنے کے لئے دیکھو سفت جلد دوم
صفحہ ۱۰۰ و دیگر و دیاچہ صفحہ ۱۳ و جلد چہارم صفحہ ۱۳۳ و ۱۳۹ و دیگر کتاب مذکور

اس لیے اس سے پرہیز ہی واجب ہے ؛

متھرا لل۔ تمہارا اب عنفوان عالم شباب ہے۔ اور تمہاری ابھی شادی ہوئی ہے۔ پھر ایسے وقت پر تمنے کیوں دُلھن کی محبت چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کی ہے۔

برمھ گلال۔ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں جدائی ایکروز ضرور اپنا رنگ دِکھلاتی ہے یہ سب عیش و نشاط کا ہنگامہ میلہ کیطرح چند روزہ ہوتا ہے آخرش سلسلہ مُوانست ٹوٹ جاتا ہے **ابیات**

گھڑی کو ہے یہ صحبت واختلاط ؛ گھڑی کی ہی خاطر یہ عیش و نشاط

گھڑی کے لیے ہی یہ سارا سنگار ؛ گھڑی کے لیے ہی یہ باغ و بہار

غرض ہی جدائی یہاں ایکدن ؛ کیدن جوانی نہ پیری نہ سِن

تو پھر کیوں پہلے ہی ایسا کام نہ کریں کہ جس سے آیندہ تکلیف اُٹھانا نہ پڑے ؛

متھرا لل۔ اگر انسان اول بخوبی دنیاداری کے لطف سے حظ اُٹھائے اور پھر درویشی اختیار کرے۔ تو اُسوقت البتہ طبیعت مستقل رہ سکتی ہے۔ مگر بخلاف اس کے ادھر خواہشات نفسانی نے مجبور کیا اور اُدھر پرہیزگاری (جتی دھرم) کا لباس

سے دل کی تاریکی دور ہوجاتی ہے۔ دنیاوی جھگڑوں کو دریائے ناپیداکنارسے نجات دلانے کے لیے یہ ایک کشتی ہے جو منزل مقصود (موکش) پر پہنچا دیتی ہے ٭

متھرامل۔ تم جو موکش کے خیال میں فی الحال تمام عیش وآرام ترک کرتے ہو اور ہر قسم کی تکالیف اُٹھانے کے لیے کمربستہ ہو یہ سب باتیں تو عاقبت کی ہیں اسوقت دیدہ ودانستہ تکلیف اُٹھانا

برمھ گلال۔ عاقبت اندیشی کے خیال سے تو شہنشاہ بھی اپنی تمام مملکت وسامان عیش وعشرت کو چھوڑ دیتے ہیں اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہوجاتے ہیں تو پھر ہم کیوں دنیاوی عیش ونشاط کیطرف رغبت کریں۔ کس واسطے کہ تمام جہان کی نعمتیں بلاشک وشبہ ایکروز آنکھوں کو غائب ہونیوالی ہیں۔

متھرامل۔ آپنے جو طفلی کے ایام میں کسب وہنر حاصل کیا ہے اُس سے خود فائدہ اُٹھاؤ اور دوسروں کو پہنچاؤ۔

برمھ گلال جسقدر دنیاوی کاروبار اور کسب وہنر میں طبیعت لگتی اوسیقدر ہوا وہوس ترقی کرتی ہے۔ اور کسی وقت تفکرات سے خالی نہیں رہنے دیتی۔ عمر ختم ہوجاتی ہے لیکن یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا

لیکن کسی حالت میں اس امید سے خالی نہیں رہ سکتا۔ الغرض صد
سے لحد تک یہ ساتھ لگی ہوئی ہے
چنانچہ اسی امید پر متھرا مل نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرے
دوست برمھ گلال پر میری تقریر کا کچھ اثر پڑے۔ اور وہ اپنے
ارادہ سے باز آجاے۔ اور ہماری تمناؤں کی کشتی جو گرداب
مایوسی میں پڑی ہوئی ہے ساحل مراد پر پہنچ جاے کیونکہ زندگی
کی بہار کا دارومدار دوست و احباب کی ملاقات پر منحصر ہے فرد
بہار عمر ملاقات دوستداران ست ؛ چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا
اس سبب سے برمھ گلال کے پاس جاکر یوں گویا ہوئے۔

سوال و جواب متھرامل و برمھ گلال

متھرامل۔ اے باغ دوستی کے نونہال وای میرے عنایتفرماے
برمھ گلال۔ آپ نے جو مُنی برت (درویشی مذہب) اختیار کیا
ہے اس سے کیا صورت بہبودی نظر آتی ہے۔
برمھ گلال۔ مُنی برت ایک ایسا گوہر بے بہا ہے کہ جس کی روشنی

یہ کہکر متھرا ل برمھ گلال کے سمجھانے کو اپنے گھر سے روانہ ہوے۔

پانچواں سین

امید بھی دنیا میں ایک عجیب چیز ہے جسکے سہارے تمام زندگی خوشی کے ساتھ گذر جاتی ہے اور رنج و مصیبت کی شام کو تسلی کی صبح سے بدل دیتی ہے۔ اسکے کرشمے کے تمام دانایان روزگار قائل ہیں۔ اور اسکے اعجازے سب معقبل۔ امیروں کے دل میں اسی نے اپنا گھر کیا ہے کہ جو شب و روز ترقی کے میدان میں قدم رکھ رہے ہیں۔ زاہدوں کے دلوں میں اسیکی روشنی ہے کہ جو بہشت کے لیے عبادت میں ہر دم مستغرق رہتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو ایک لمحہ بسر کرنا سخت نظر آئے۔ چنانچہ مریض مرض مہلک میں صحت کی توقع پر زندگی کے دن پورے کر دیتا ہے۔ قیدی زندان خانہ میں چھوٹنے کی امید پر مدت گذار دیتا ہے۔ اس سبب سے ہر کس و ناکس کو اسکی بدولت اپنی کامیابی کا خیال بندھا ہوا ہے۔ خواہ نتیجہ اُس سے برعکس رہے ؂

اُن کو اسطرف متوجہ کیا جائیگا اور صحرا سے آبادی کی طرف لانے کی رغبت دلائی جائیگی۔ اگر بقدریر ہماری تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا تو ہم بھی اُن کے ساتھ صحرانشین ہو کر عاقبت کی فکر کرینگے اور محبت کا اثر سب کو دکھلائینگے تاکہ ہر ایک کے دلپر نقش ہو جائے۔ کہ دنیا میں دوست ایسے ہوتے ہیں کہ دوستی کے مقابلہ میں گھربار اور عیال واطفال کی کچھ پرواہ نہیں کرتے!!

متھرا لال نے فوراً اپنے گھر جاکر یہ سب ماجرا کہہ سُنایا۔

عورت متھرا لال متعلقین برمھ گلال نے جو کچھ کہا ہے وہ سب درست ہے لیکن وہ (برمھ گلال) کبھی اپنے ارادہ سے باز نہیں آئیگا حتی الوسع کوشش شرط ہی۔ کیونکہ غواص دریا میں غوطہ زنی کرتے ہیں کبھی اُن کا دامن موتیوں سے پُر ہو جاتا ہے اور کبھی خالی بھی رہتا ہے اگر ناامید ہو کر خاموش ہی بیٹھ رہا جاے تو دنیا بامید قایم کا سلسلہ جہاں سے نیست ونابود ہو جائے ؛

متھرا لال اوّل تو ہم اُن کو (برمھ گلال کو) ضرور بالضرور جسطرح پر ممکن ہوگا سمجھا کر یہاں لائینگے اگر بالاتفاق وہ نہ آئے تو ہم بھی اُن کے ساتھ اپنی عمر بسر کرینگے تمکو کچھ فکر نہ کرنا چاہئے۔ اور متعلقین برمھ گلال کی دلداری وغمخواری لازمی ہے؛

سچ تو یہ ہے کہ بُرا وقت نہ دکھائے خدا۔ دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی حقیقت کیا ہے
ابھی ہمارے ایام گردش کا ستارہ طلوع ہوا ہے دیکھئے کس درجہ
ترقی کرے۔ بقول شخصے

شعر

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا * آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

منہر لال اگرچہ زمانہ کی رفتار اسی طرح پر ہے جس طرح کہ آپنے
زبان شریف سے فرمائی۔ لیکن میں وہ نہیں ہوں۔ اور نہ اُن میں سے
میرے میں عشر عشیر بھی حصہ ہے آپ محک امتحان پر جب چاہیں آزمائیں شعر

محبت کے رود گر استخوانم توتیا گردد
کہ از سائیدن صندل کجا نقصان شود بو را

موتی رام مگھ لال (کچھ تسکین کی حالت میں) ہم تو آپ کو جب جانیں
اور آپ کی تقریر پُر تاثیر تب تصور کریں جب آپ جا کر اون کو
(یعنی مگھ لال کو) سمجھائیں اور یہاں لائیں اور ہماری طبیعت خوش کریں۔

منہر لال مجکو جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن وہ ایک ضدی
شخص ہیں اور اُن کی طبیعت ضد کے خمیر سے پرورش یافتہ ہے وہ
ہرگز کچھ نہ سُنینگے۔ اور گفت و شنود پر عمل نہ کرینگے۔ جسقدر اُن
کے واسطے کوشش کیجائیگی بالکل بے سود رہیگی۔ خیر حتی الامکان

از حد موافقت ہے جسطرح ممکن ہو اُن کو (برمھ گلال کو) سمجھاؤ اور یہاں لاؤ۔ ورنہ یہ بات طریقۂ راہ و رسم یکجہتی و یگانگت کے خلاف ہے۔ کہ وہ جنگل میں رہیں اور تم اپنے گھر میں مسرت کے ساتھ زندگی بسر کرو اسی منصوبہ میں جب صبح ہوئی اور آفتاب برامد ہوا ستھرا ل کو بلایا گیا اور یہ کہا۔

متعلقین برمھ گلال ۔ دنیا کا عجیب کارخانہ ہے کوئی کسیکا دوست نہیں جس شخص کو چاہو آزماؤ سب ایک گھاٹ پانی پیتے نظر آتے ہیں جبتک کسیکو کبھی سے کچھ کام نہیں پڑتا۔ دوستی کا دم بھرتے ہیں اور جب موقع آپڑتا ہے تو کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں سچ ہے۔ **شعر**

خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا ٭ کوئی کسیکا نہیں دوست سب کہانی ہے

دیکھو جب برمھ گلال یہاں موجود تھے تو تم بھی یگانگت کا دم بھرتے تھے۔ اور کسیوقت ایک لمحہ کے لیے بھی مفارقت پسند نہ کرتے ٭ اب جب سے وہ یہاں سے گئے ہیں تو تم کو بھی اُنکا کچھ خیال نہیں رہا درحقیقت آپ کی کیا شکایت ہے جب ایام گردش آتے ہیں تو سب کنارہ کش ہو جاتے ہیں **فرد**

چوتھا سین

اندھیری رات ہے ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ فلک پر تاروں کا قدرتی لیمپ روشن ہے۔ مکانوں میں شمع جل رہی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ شبنم پڑتی ہے۔ ہر شخص بستر استراحت پر باعیش و سرور سو رہا ہے۔ وحوش و طیور اپنے اپنے آشیانوں و گھونسلوں میں مسرت کے ساتھ بسیرا کر رہے ہیں۔ ایسا کوئی نہیں کہ جو بفکری کے ساتھ آرام نہ کرتا ہو۔ کیونکہ دن کام کے لیے ہے اور رات عیش و آرام کے لیے لیکن متعلقین برمھ گلال حسرت و حرماں نصیبوں کیطرح بےچینی سے گذار رہے ہیں۔ ایک لمحہ بھی پلک جھپکنے نہیں پاتی۔ کبھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان کیطرف دیکھتے ہیں کہ شاید ستارۂ صبح نمودار ہوگیا ہو۔ کبھی گوش بر آواز ہیں کہ مرغ سحر کی بانگ سنائی دیجائے۔ اس کشمکش میں جب پہرہ دار کی کرخت آواز کانوں میں پڑجاتی ہے تو خیال ہوتا ہے کہ اُفوہ رات بہت ہے یہ کسطرح کٹیگی؟

لاچار ہو کر دل میں ارادہ کیا کہ جسطرح ہو سکے یہ بسر کی جائے صبح ہوتے ہی متھرا ل کو بُلا کر یہ کہا جائے کہ تمہاری برمھ گلال سے

دیکھو پہاڑوں وجنگلوں میں صدہا قسم کے درخت وکرمک وغیرہ موجود ہیں اُن کا کون معاون ہے۔
جو شخص یہ جانتے ہیں کہ ہماری عزو توقیر دوسرے شخص سے ہوتی ہے یہ اُن کی خام خیالی ہے ہمیشہ قدر ومنزلت اپنے اپنے کمال سے ہر ایک کو حاصل ہوتی ہے غیروں سے ہرگز نہیں۔ بیمار اپنی ہی صحت وتندرستی سے خوش ہو سکتا ہے دوسروں کی سے نہیں۔ اس لیے تم کو مناسب ہے کہ تا بزندگی اپنی عمر عزیز کو مذہبی کاموں میں صرف کرو۔ اور کسی سے کسی قسم کی تمنا مت رکھو۔ اور اپنے دل کے جسم کو عصمت کے لباس اور عفت کے زیور سے آراستہ رکھو۔ اور اپنی طبیعت کو خیالات فاسدہ وتوہمات باطلہ سے پاک کرو۔ کس واسطے کہ جہان میں پاکدامنی کی برابر کوئی شے نہیں ہے۔ یہی ایک ایسا گوہر بے بہا ہے کہ جسکی بدولت بہشت نصیب ہوتی ہے"
اس قسم کے جواب ملنے پر جب اُنھوں نے خیال کیا کہ اب برمھ گلال کے دل پر ہمارا کہنا کچھ اثر نہیں کرتا اور وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا تب مایوس ہو کر باچشم گریاں اپنے گھر واپس چلے آئے۔

گھر بار چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ۔ آدمی کو عبادت و ریاضت عالم پیری ہی میں کرنا
چاہیے کیونکہ جوانی میں دنیاوی عیش و نشاط سے طبیعت سیر ہو جاتی ہے پھر پیری کو نہ کہیں کچھ ہوس باقی
نہیں رہتی۔ اب آپ اپنے گھر چلیں اور جو کچھ خطا و قصور کسی وقت میں ہم سے سرزد ہوا ہو وہ معاف فرمائیں۔
برمھ گلال۔ تم جانتی ہو کہ دنیا میں چند روزہ میل ملاپ ہے کہ جسکے باعث
یہ محبت کا درخت سرسبز دکھلائی دیتا ہے ورنہ اسکا پھل ایسا زہریلا ہے
کہ جو بلا شبہ جہنم میں لیجائیگا جب کسی شخص کو اچھے کام کرنے کا موقع
نصیب ہو جاوے تو اُسے کبھی ہاتھ سے نہ دیوے جو اسکے برخلاف
کرتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے دست تاسف ملا کرتے ہیں۔ عالم طفلی
میں بجز لہو و لعب اور کچھ نہیں ہو سکتا اور نہ کچھ عقل ہوتی ہے کہ
جس سے نیک و بد میں امتیاز کر سکے اور پیری کے زمانہ میں قوائے
جسمانی کام کرنے سے جواب دیدیتے ہیں اور اعضائے حواس خمسہ
اپنے اپنے کار منصبی سے سبکدوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو بتلائیے
ورائے موسم جوانی یہ کام اور کس عمر میں ہو سکتا ہے۔ دنیا میں کسی
شخص کو کسیکا ذریعہ نہیں ہے سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق چوراسی[1]
لاکھ جونوں میں جنم مرن کرتے ہوئے آرام و تکلیف اُٹھاتے ہیں ؎

[1] ۸۴ لاکھ جونوں کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھو ہفت جواہر جلد دوم صفحہ ۱۷۷ ... کاشت و

ہونے والی ہے تو پھر کیوں پہلے سے اسکا انتظام نہ کریں کہ آیندہ کو ایسے تعلقات ہی نہ پیدا ہوں اور دنیا میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جس میں ہمیشہ چراغ روشن رہا ہو۔

ابیات

چکری وہ کہاں جو راجتے تھے	چھ کھنڈ میں کل براجتے تھے
کایا اُن سب کی جل گئی ہے	مٹی بھی ہوا میں مل گئی ہے

عورت برمحمد گلال۔ صاحب سرتاج من۔ مجکو معلوم نہ تھا کہ عین عالم شباب میں مجکو چھوڑ کر بن باسی ہوجاؤگے۔ تمہارے سوائے مجکو کسیکا ذریعہ نہیں کہ جو ایام مصیبت میں کام آئے۔ ور آفت و دقت کے وقت دلجوئی و غمخواری کرے افسوس کہ مینے تم سے کچھ آرام نہ پایا اور جو جو امیدیں تھیں وہ سب خاک میں ملگئیں۔ تمہارے بدوں ہم بیوہ عورات کی برابر ہیں جسکی کچھ قدر نہیں نہ ہم کو زیور عمدہ معلوم ہوتا ہے اور نہ بدن پر کپڑا پہننا اچھا دکھلائی دیتا ہے۔ کاش میں اپنی زندگی میں تم کو آزاد ہوتا نہ دیکھتی۔ اب اسوقت آپ کی جوانی کا آغاز ہے اور آرام و عیش کے دن ہیں۔ یہ ہرگز مناسب نہیں

کل کرنا سو آج کر اور آج کرے سو اب
او سر بتیا جات ہے پھیر کریگا کب

والدۂ برمھ گلال۔ اے میرے لخت جگر وائے میرے رشک قمر بیٹے تم کو کسطرح آغوش محبت میں پالا ہے اور کس شفقت بھری نظروں سے دیکھا بھالا۔ اب مجھکو عالم ضعیفی میں چھوڑ کر صحرا نشینی اختیار کی ہے یہ ہرگز مناسب نہیں۔ مجھکو تم سے یہ توقع نہ تھی کہ پیری کے زمانہ میں مجھ بدبخت کو ایسے ایسے مصائب کے تیروں کا نشانہ بناؤ گے اور اسطرح اس گھر کو بے چراغ کر جاؤ گے۔

برمھ گلال۔ دنیا میں کوئی کسیکا نہیں ہے نہ کوئی کسیکا بیٹا ہے اور نہ کوئی کسیکی ماتا۔ صرف دنیاوی طریق اسی ڈھنگ پر ہے۔ اگر کوئی کسی کا ہے تو ہم جانیں کہ رنج و غم میں اُسکے شریک ہو جائیں۔ اور بیماری کی تکالیف اور موت کے پنجوں سے بچالیں۔ ہزاروں مرتبہ ایک دوسرے سے مل گئے اور صدہا دفعہ بچھڑ گئے لیکن یہ آمد و رفت کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اور تب تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ نجات ابدی (موکش) نصیب نہ ہو۔ اور جو تعلقات کی زنجیروں کی کڑی ایک دوسرے سے وابستہ ہے وہ ضرور ایک روز آپس میں شکست

ہیں کچھ دیکھا بھالا نہیں ہے۔ یہ بے وقت کی راگنی ہم کو پسند نہیں۔ درویشانہ
[illegible]گی بسر کرنے کے لیے بہت حصہ عمر کا باقی ہے جب چاہے کیجئے فرد

بے وقت یہ راگ خوش نہ آئے ۔ بے وقت یہ بھاگ خوش نہ آئے

گھر کا چراغ ذات خاص تمہاری سے روشن ہے اور تمہارے وجود سے
سب کارخانہ گلشن۔

برمھ گلال۔ بہار جوانی ایک دریا کیسی موج ہے کہ جو چشم زدن میں
[illegible]یاری و پیری کے جھونکوں سے جاتی رہتی ہے ویا قوس قزح ہے
[illegible] ایک سکنڈ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ نیک کاموں کے کرنے
کے لیے [illegible] وقت [illegible] نہیں ہے جب کیا جاوے بہتر ہے۔ کارخانوں کا
انتظام نہ کسی سے ہو سکا اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ ہزاروں شہنشاہ
اسی [illegible] اوہوں میں مر گئے۔ اخیر وہ بھی کچھ نہ کر سکے۔ اب آپ ہم کو
ہرگز اچھے کام کرنے سے نہ منع کریں۔ کسواسطے کہ عبادت ایک ایسی
چیز ہے کہ جس سے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ میں اب کبھی گھر کے
جھگڑوں و دُنیاوی دھندوں میں مبتلا نہ ہونگا۔ اور مناسب تو یہ
ہے کہ آپ بھی دیا دھرم میں مصروف ہوں اور کار ہائے ثواب و
صفائی باطن میں مشغوف کیونکہ اس زندگی کا کچھ بھروسا نہیں ہے دوہرہ

بیٹے تو تکلیف اُٹھائی مگر تم کو کسی قسم کی تنبیہ نہ دی۔ تم نے اپنے جسم پر بھبوتی کا عطر بھی نہیں لگایا اور نہ خلوت میں رہنا پسند کیا۔ آج کیوں اپنا مکان چھوڑ کر صحرا میں خاک پر بیٹھے ہو۔ اپنے گھر چلو اور اس خرقۂ درویشی کو تبدیل کر ڈالو۔ مُنی کا سوانگ بھرنا ہولی کا سا تماشا تھا ہو چکا۔ کیا جو لوگ تھیٹر وغیرہ میں طرح طرح کے سبرو تماشے دکھلا کر لوگوں کو خوش کرتے ہیں وہ پھر اپنی اصلی حالت پر نہیں آتے۔ اگر ایسا کیا کریں تو تمام دنیا کے کھیل تماشے دنیا سے رخصت ہو جائیں۔

پرتھی گلال۔ ایک مرتبہ جین مُنی کا لباس پہننا اور پھر اُتار کر دوسرا اختیار کرنا جین مت کے خلاف ہے۔ یہ کوئی نقل پیشہ والوں کا سانگ نہیں ہے کہ تماشائیوں کے خوش کرنے کے لیے جیسا چاہا روپ بدل لیا۔ جو لوگ ایسا کیا کرتے ہیں وہ اپنے دھرم کو بدنام کرنے والے ہیں دنیا میں صدہا مذہب جاری ہونے کا یہی سبب ہوا کہ انھوں نے اپنے اغراض و مقاصد کے لیے جیسا چاہا اور جس موقع پر مناسب سمجھا وہی طریقہ اختیار کر لیا۔ آپ اپنے گھر جائیں اور ہماری محبت چھوڑیں کیونکہ یہ محبت بری بلا ہے کہ جس سے بجز رنج و تکلیف کے اور کچھ حاصل نہیں

والد پرتھی گلال۔ اب تمہارا عین عالم شباب ہے۔ اب تک تم نے دنیا

تیسرا سین

دوپہر کا وقت ہے آفتاب سمت الراس پر پہنچا۔ دھوپ میں وہ حدت کہ اُسکی طرف نگاہ بھر کے دیکھا نہیں جاتا۔ بادسموم کی وہ کثرت کہ ہر ذی روح کو الاماں کہنا پڑا۔ تمام باغات کے پھول کُملا گئے۔ نونہالان چمن مرجھا گئے۔ انسان آرام و آسایش کے لیے تہ خانوں میں مسکن گزیں ہوے۔ وحوش و طیور درختوں کی ٹہنیوں و پتوں میں جا گھُسے۔ زمین طپش سے ایسی گرم کہ جو دانہ اُسپر گر جاتا ہے فوراً بھُن جاتا ہے۔ اور صحرا کی تو عجیب کیفیت کہ اُس مقام پر نہ درختوں کا سایہ اور نہ آس پاس پانی کا چشمہ۔ ریگ کے تودے کے تودے نظر آتے ہیں۔ ایسے بیابان لق و دق میں اور ایسے وقت میں مُنی بر مھگلال زمین کا بستر لگائے آسمان کو شامیانے تلے آرام سے بیٹھے ہیں۔ نہ کچھ تپش آفتاب کا خیال ہے اور نہ کچھ خور و نوش کی طرف سے دلپر ملال۔ نہ پوشش کی خواہش۔ اور نہ تمنائے آرام و آسایش۔ اسوقت والدہ بر مھگلال اُنسے یوں مخاطب ہوے۔

والدہ بر مھگلال۔ اے میرے چشم و چراغ میں نے تم کو بصد ناز و نعم کس محبت سے پالا ہے اور آنکھوں سے زیادہ عزیز رکھا ہے

کاش برمھ گلال کو اس فن میں کمال حاصل نہوتا تو ہرگز شیر کا سوانگ نہ بھرتا اور نہ وہ شہزادہ اُن کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ مہاراج نے عاقبت اندیشی کا کچھ خیال نہ کیا۔ جین مُنی کا لباس بدلکر اوپدیش دینے کا حکم دیدیا اگرچہ بظاہر عہدنامہ معافی تقصیر نہ توڑا۔ لیکن باطن میں دوسرے طریقہ پر سزا دینے کا عمل کیا کہ جو سراسر قانون انصاف سے بعید ہی۔ اب کیا ہو سکتا ہی "وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نمی آید"۔

اب پچھتائے ہوت کیا چڑیاں چُگ گئیں کھیت ؛ والدین برمھ گلال اور اُسکی عورت بھی ہمراہ ہیں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہیں دامن صبر و استقلال پارہ پارہ ہے ہرچند خلقت سمجھاتی ہی۔ لیکن دلپر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ الغرض بہت سے آدمی بہ خیال رفاقت قدیمی و رسومات ظاہری آبادی کے کنارہ تک ساتھ گئے اور افسردگی طبیعت ظاہر کرتے رہے جب شہر سے آگے بڑھے سب واپس چلے آئے صرف اُن کے والدین اور عورت ہمراہ تھے ؛

جب مُنی برمھ گلال جنگل میں زمین کے فرش پر استراحت فرما ہوے تو یہ بھی وہیں بیٹھ گئے ؛

جوبن جوش پہ ہے۔ آنکھوں کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ حسرت و یاس
کی گھنگھور گھٹائیں پژمردہ دلوں کو بیتاب کیے دیتی ہیں۔
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں افسردہ دلوں کے لیے زمہریر کی کیفیت دکھلا رہی
ہیں۔ ہر در و دیوار سے حسرت برستی ہے ہر کہ و مہ کے چہروں پر
اوداسی چھائی ہے۔ مرغان چمن کے لب پر نالہ شور و شیون ہے۔ رنج
والم کا عالم ہر گلی و برزن ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آج برمھ گلال
دوست و احباب سے مُنہ موڑ اور رشتۂ الفت توڑ دریاری کر منڈل
و پنچھی اُٹھا صحرا کیطرف روانہ ہوئے ہیں۔ تمام مردمان
شہر کے دلوں میں تاریکی کا سماں چھا گیا ہے۔ سامعین ناظرین
کف افسوس مل مل کر یہ کہتے ہیں کہ حیف برمھ گلال جیسا آدمی دنیا
سے آزاد ہو جاے اور ہماری زندگی کا مزہ کرکرا کر جاے فرد

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد   روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

آگے آگے شری برمھ گلال تھے اور پیچھے پیچھے تھا حسرت و یاس یہ
کہہ رہی تھی۔ افسوس برمھ گلال کو روپ بدلنے میں کمال حاصل
ہوا کہ جسکے باعث مُنی کے بھیس بدلنے میں خود بخود جنگل جانا پڑا۔
یہاں تک ہی مشق ہوئی کہ ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

مشتعل رہتی ہے کبھی آرام نہیں ملتا۔

مہاراج۔ جو آپ نے اس کے نقصانات بیان کیے ہیں وہ واقعی درست ہیں لیکن اسی کی بدولت دنیا میں ہر قسم کا آرام نظر آتا ہے اور ضروریات دنیاوی کی دردسری سے بچ جاتا ہے۔

جہاں یہ نہیں ہے وہاں ہر دم تکلیف میں مبتلا رہنا پڑتا ہے۔ دیکھو جس شخص کے پاس دنیاوی نعمتیں موجود نہیں ہیں وہ کیسی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔

برھگلال۔ مہاراج خواہشات میں طبیعت منتشر ہی رہتی ہے بیقراری میں چین کہاں ملتا ہے۔ **دوہرا**

دولت میں دو لت بسیں سنو رای پر بین
آوت تو مدکو دھرے جات کرے مت ہین

مہاراج یہ بات سنکر او۔ لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے ؛

دوسرا سین

دنیا میں تاریکی چھائی ہوئی ہے غمی کا بادل اُمنڈ اُمنڈ کر آرہا ہے ہر چہار سو آہ و بکا کی بجلی چمک رہی ہے اشکوں کی بارش کا

تمہاری طرف سے ہمارے دل پر منقش ہو رہے تھے وہ سب حرف غلط کی طرح یک قلم صاف ہو گئے۔ اب تم اپنی بقیہ عمر کو آرام و بے فکری کے ساتھ گھر پر رہکر بسر کرو۔ اور کسی قسم کا اندیشہ ہماری طرف سے دل میں مت رکھو اور یہ بھی ہماری خواہش ہے کہ جسقدر دولت و زر یا جس شئے دیگر کی تم کو تمنا ہو وہ بے وسواس ظاہر کرو۔ اُس کو ہم بنظر التفات بسر و چشم منظور و قبول فرمائینگے ٭

برمھ گلال - ہم کو کسیطرح کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ اسکی بدولت تکلیفات اندازہ حساب سے زیادہ اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اور بچشم ظاہر میں بھی دکھلائی دیتی ہیں ٭

اسی کے سبب انسان ہر دم چاہ لفکر میں مستغرق رہتا ہے ایمان و دھرم کو ہیچ سمجھتا ہے۔ کوئی مکر و فریب سے کام لیتا ہے۔ کوئی دروغگوئی و دزدی وغیرہ کا عادی بنجاتا ہے لشکری معرکۂ جنگ میں جان دیدیتا ہے۔ کوئی دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہے بعض کی چادر عزت پر ایسا دھبہ لگجاتا ہے کہ پشتوں صاف نہیں ہوتا۔ الغرض جب تک اس کی آتش سینہ و دل میں

عمل میں لاؤ ایک ذرہ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ لیکن زندگی کا پیمانہ پُر ہو جانے کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث اس جسم خاکی چھوڑنا پڑتا ہے۔ اگر سبب پیدا نہ ہو تو کوئی بھی کبھی موت کا نشانہ نہ بنے۔

چنانچہ مہاراج آپ کے کنور کی موت کا وقت آگیا تھا کہ جو بظاہر ہمارے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور ہم اُس کے مارنے کے سبب پیدا ہوئے مگر یہ سبب وقت ٹل ہرگز ہرگز نہیں سکتے تھے۔

ہائے افسوس ہزار افسوس کہ ہم سے ناواقفیت کے عالم میں گناہ عظیم سرزد ہوا اور خطائے سخت عمل میں آئی کہ جسکا کفارہ بجز عبادت اور کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

بس اب ہم پر کرپا کیجئے اور جو پسند خاطر عاطر ہو وہ عمل میں لائیے ؎

یہ اودیش سنی برمھ گلال نے دیکر راگ دویش کو چھوڑ دیا اور دل میں سنتا بھاو لا کر موَن دھارن کر لیا۔

مہاراج۔ آپ کی تقریر پُر تاثیر سنکر ہماری طبیعت بہت سرور ہوئی اور جو غم و غصہ کی آتش ہمارے سینۂ مضطر میں بھڑک رہی تھی اُس پر وہ ابر باراں کا کام کر گئی اور جو خیالات فاسد

اس لیے انسان کبھی استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ دیوے اور کوہ تمثال ثابت قدمی سے نہ ہٹے۔ ایسا نہ ہو کہ ذرا ادھر اُدھر آفت چلے اور خس و خاشاک کی طرح پریشان ہوتا پھرے ؛

ٹ کوئی شخص دنیا میں ہمیشہ خوش نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی ایسا اس کائنات میں دیکھنے میں آیا۔ اور نہ سُنا۔ امیر سے فقیر تک جس شخص کو دیکھا تفکرات دنیا سے خالی نہ پایا۔ دوھرا

دُرتب بنا نردھن دکھی ترشنا بس دھن وان کہیں نہ سُکھ سنسار میں سب جگ دیکھا چھان

بس آرام یا قیام انسان کو صرف مُوکش[۱] (نجات ابدی) میں مل سکتا ہے دوسری جگہ میسر نہیں آتا۔ اسوجہ سے دل کے وسوسہ کو دور کرنا عین فرض ہے ؛

ٹ دنیا میں ہمیشہ حیات و ممات کا سلسلہ لگاتار قایم ہے۔ جسقدر جس شخص کی زندگی ہوتی ہے اُسی حد تک زندہ رہ سکتا ہے۔ ہزار جد و جہد

---

[۱] گیانا ورنی وغیرہ آٹھ مول کرم پرکرتوں کے بندھن سے چھوٹنے کا نام موکش ہے۔

(آٹھوں مول کرم پرکرتیوں اور اُن کی ۱۴۸ اتر کرم پرکرتیوں اُن کے ۵ اسباب وران سے بچنے کے ذرائع و وسائل کی تفصیل و توضیح بالشرح اگر جاننا ہو تو ہفت جواہر جلد اول صفحات ۲۸ و ۳۲ و ۳۶ و ۴۰ و ۴۸ و جلد دوم صفحات ۳۸ و ۵۳ و غیرہ لغایۃ ۸۰ و جلد سوم صفحات ۹۲ و ۹۶ و غیرہ لغایۃ ۱۳۲ و جلد چہارم صفحات ۱۳۶ و ۱۴۰ وغیرہ ملاحظہ کیے جاویں)

کریں۔ کیونکہ یہ درخت ہمنے خود اپنے ہاتھوں لگائے تھے۔
اور بصد شوق پرورش کیے تھے۔ ان کی رنگینی بہار ہمارے
دیکھنے کے لایق ہے اور ان کے لذیذ ثمر میں ہمارا حق ہے۔
سادہ لوح اپنی تمام عمر کا حصہ سرگردانی و پریشانی میں تلف
کردیتے ہیں۔ اخیر انسان کی عمر کی کتاب کا شیرازہ اسی تشویش میں
منتشر ہوجاتا ہے اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ "کردنی خویش آمدنی پیش"
کا مسئلہ ہے۔
کیوں گھبرائیں؟ یہ تکلیف کچھ ایسی نہیں ہے جو خاص ہمکو ہی
نصیب ہوئی ہو۔ بلکہ عالم مخلوقات میں ہم سے زیادہ مصائب
بردار بہت موجود ہیں۔ ہم میں اور اُن میں کیا فرق ہے۔
دانشمند آدمی کبھی مصائب دنیا سے دل متفکر نہیں کرتے۔ اور جو
فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اُس سے خوش نہیں ہوتے وہ جانتے ہیں
کہ ہم روز ازل سے اسیطرح آرام و تکلیف اُٹھاتے چلے آئے
ہیں۔ ہماری روح کو کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ کبھی
کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ آرام دے سکتا ہے۔ شعر
رنگ زمانہ گاہ چنین ست وگہ چناں در باغ عمر گاہ بہار ست وگہ خزاں

صرف اپنے عیش و آرام کے باعث ہر کوئی ایک دوسرے سے تعلق رکھتا ہے تو پھر کس کے رنج و آلام میں آٹھ آٹھ آنسو روئیے اور کس کا غم کیجئے۔

روح جسم سے علٰحدہ ہے اور بچشم ظاہر بین بھی یہی دکھلائی دیتا ہے۔ اسلیے اس تن پروری میں ہر دم مشغول رہنا اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا انسان کی سخت غفلت نہیں تو اور کیا ہے؟

دنیا میں فی الاصل کوئی کسیکو آرام و تکلیف دینے والا نہیں ہے۔ نہ کوئی اسکو مسند آرام پر بٹھلا سکتا ہے اور نہ کوئی فرش خار و خس پر لٹا سکتا ہے۔ جنکا دماغ دانشمندی کی خوشبو سے معطر ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ سب ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور جو سرمایۂ خرد سے بے بہرہ ہیں وہ اسکے برعکس خیال کرتے اور محبت و نفرت کے جال میں پھنسکر ناحق پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ فرد

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد ۔۔۔ از کماندار بیند اہل خرد

اگر اہل ہمت کو مصائبات روزگار کے شیر سے مقابلہ ہو جائے تو وہ ہرگز بزدل نہیں ہوتے۔ بلکہ بہادری سے لڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اب ہمارے گناہوں کے درخت پھل پھول لائے ہیں۔ آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ اُن کے سیر و تماشہ سے دل خوش

اگر آج ہم اُن چکرورتی راجاؤں کو کہ جنکے پاس بیرون از قیاس ہر قسم کا سرمایہ موجود تھا آفتاب و ماہتاب کی شعلیں لیکر تمام زمانہ میں تلاش کریں تو اُن کا کہیں پتہ و نشان بجز صفحہ تواریخ کے نظر نہ آئیگا پھر اس ناپائدار میں دل کا لگانا عبث ہے۔ اور جو سرمایہ سے بے بہرہ ہیں وہ اپنی حیات کو کسی شے کے گم ہو جانے پر ناحق تلخ کر لیتے ہیں۔ یہ نہیں خیال کرتے کہ دُنیا میں بجز حسرت و افسوس اور کیا ہے اگر اس میں آرام و آسایش ہوتا تو تیرتھنکر جیسے مہان پُرش کیوں اس سے کنارہ کش ہوتے۔

یہ محفل جو خویش و اقارب اور زن و فرزند وغیرہ سے پُر رونق دکھلائی دیتی ہے ایک بھان متی کی سی جادوگری ہے کہ جو چند منٹ اپنی چمک دمک دکھلا کر درہم برہم ہو جائیگی۔

اس سرائے دنیا میں واقعی نہ کوئی کسیکا رشتہ دار ہی اور نہ دوستدار

---

[1] بتیس ہزار مکٹ بند راجاؤں کا راجہ چکرورتی۔ (مکٹ بند۔ ادہراج۔ مہاراجہ [illegible] ۔ مہا منڈلیک وغیرہ راجاؤں کے اختیار و اقتدار کی تفصیل [illegible] ستیارتھ [illegible] حصہ سوم صفحہ ۵۳ و ۵۴ کے فٹ نوٹ ملاحظہ کیے جاویں۔)

بیان کرنا کارِ زبان نہیں ؏

جو لوگ دنیا میں اِس جسمِ خاکی کو اپنا جانتے اور آرام و آسایش میں رات دن مشغول رہتے ہیں وہ کبھی تناسخ کی زنجیر کے سلسلے کو نہیں ٹوٹنے دیتے بلکہ وہ ہمیشہ تیلی کے بیل کیطرح گھومتے ہی رہتے ہیں اور کچھ بھی منزل طے نہیں کرتے یہ اُس دارِ مکافات میں روزِ ازل سے ایک کا دوسرے سے اسقدر تعلق ہے کہ جسکا اندازہ کرنا علمِ حساب سے باہر ہے۔

روزِ ازل سے اس روح نے اس قدر جسم تبدیل کیے ہیں کہ اگر ہر یک زمانۂ پیدایش کی ہر یک دایہ سے کہ جسنے اُس کو پرورش کیا یک یک قطرۂ شیر لیکر جمع کیا جاوے تو سمندر کے پانی سے بھی بہت زیادہ ہو جاوے لیکن تسپر بھی یہ خیال دل میں کبھی پیدا نہیں ہوتا کہ جو چیزیں کایا پلٹ ہونے والی ہیں ہم کیوں اُن سے دل لگائیں اور کیوں محبت کریں شعر

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے ؎ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

دنیا میں کسی شئے کو قیام نہیں۔ ایک روز ضرور بالضرور سب چیزیں اور تمام دنیاوی عیش و نشاط بجلی کی طرح آنی [illegible] نظروں سے نہاں ہونے والی ہیں۔ تو پھر کس سے انس و محبت کریں اور کس کا رنج و غم منائیں۔

برمھ گلال دربار میں آحاضر ہوئے۔ ہاتھ میں چھپی اور کرمنڈل ہے۔ اور تمام جسم جامۂ عریانی سے مزین ہے۔ سب دیکھکر متعجب ہوئے۔
مہاراج۔ آئیے آئیے ہم کو کچھ اوپدیش دیجئے جس سے ہمارا غم غلط ہو اور طبیعت استقلال حاصل کرے ؏

اوپدیش مُنی

برمھ گلال۔ مہاراج اگر آئینۂ دل کو زنگ کدورت سے صاف کرکے ملاحظہ کیجیئگا تو تمام نیرنگی روزگار کا فوٹو آنکھوں کے سامنے کھنچ جائیگا کہ سب کارخانۂ دنیا نقش برآب ہے اور جو کچھ نظر آتا ہے وہ سب قوس قزح کے رنگوں کی طرح جلد نیست اور نابود ہونے والا ہے۔ ابیات

این عالم اسباب بہ بینی آنرا — نقشے ست کہ برآب بہ بینی آنرا
دنیا خوابے ست و زندگانی دروے — خوابے ست کہ خواب بہ بینی آنرا

غرضکہ اس دار ناپائدار میں روح نتایج اعمال (کرموں) کے باعث بھرم کے پھندے میں پھنسی ہوئی ہے اور ہمیشہ علیحدہ علیحدہ جسموں میں بآسانی گردانی و پریشانی نقل و حرکت کرتی رہتی ہے کہ جس کی تکلیفات کا

ملک و ریاست کے جسم کا سرور دیدہ و دانستہ اپنے پنجہ سے ہلاک
کر دے یہ بازی بازی بارِیش بابا ہم بازی ہے جسوقت سے راج کنور
نے اس دنیاے فانی سے مونھ موڑا کھانا پینا رخصت ہوا تمام جہان
آنکھوں میں تنگ و تاریک ہو گیا۔
مصاحبین۔ حضور والا کیوں نہو دنیا میں فرزند کو۔ لخت جگر۔ نور چشم
قرۃ العین۔ راحت جاں کہتے ہیں۔ انسان سے لیکر حیوان تک اپنے
اپنے بچوں کی محبت کرتے ہیں۔ اور جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں کسی
نے سچ کہا ہے اور واقعی داد سخن دیا ہے۔ بند

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر ۔ راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر ۔ نکہت کوئی بوئے گلِ تر سے نہیں بہتر

صدموں میں علاج دلِ مجروح یہی ہے
ریحاں ہے یہی رَوح یہی رُوح یہی ہے

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں کچھ باہر سے مردان کی آہٹ معلوم
ہوئی سب سُنکر خاموش ہو گئے خیال کیا کہ شاید برمھہ گلال حسب الحکم
نٹنی کا بھیس بدلے ہوئے آتے ہوں اور اُن کے ساتھ تماشائی ہوں۔
تمام اہل انجمن جلسہ ہوشیار ہو گئے اور سرگوشی کو موقوف کر دیا۔ اتنے میں

مُصاحبین۔ مہاراج ہم نے برہمہ گُلال کو کِس طرح جال بچھایا
اور سزا دینے کا کیسا انداز بتایا حضور نے تو پروانۂ معافی قصور عطا فرمایا
ہی تھا اور سزا دینے سے مجبور ہو گئے تھے لیکن ہم نے شہر بدر کرنے کی کیسی تدبیر
کی کہ نہ سرکار پر وعدہ خلافی کا الزام عاید ہو سکتا ہے اور نہ وہ سزا پانے سے
بچ سکتا ہے۔ سچ ہے۔ **شعر**

بتدبیر رستم در آید بہ بند کہ اسفند یارش نہ جست از کمند

کیونکہ جین مت میں سوانگ مُنیوں کا بھرنا ہرگز نہیں لکھا ہے پس یا تو
وہ مُنی کا بھیس بدلکر اور یہاں اُپدیش دیکر جنگل میں چلے جائینگے یا خود ہی
عدول حکمی میں شہر بدر ہو کر مونھ نہیں دکھلائینگے۔

مہاراج۔ واقعی جو کام مشکل سے مشکل نظر آتا ہے وہ تدبیر سے حل
ہو جاتا ہے۔ ہم تو پروانۂ معافی تقصیر دیکر مجبور ہو گئے تھے۔ اور
اُس کے لیے تدارک عمل میں نہیں لا سکتے تھے۔ خیر آپ صاحبان کی
کوشش سے وہ اپنے کیے کی سزا پائیگا۔ ذرا جائے غور ہے کہ ہم نے
پروانۂ معافی جرائم اس غرض سے تو اُسکو نہیں دیا تھا کہ وہ ہم ہی پر
اُسکا عمل کرے اور ہمارے راج کنور کو کہ جو آنکھوں کا نور تھا اور اس

ویراگ کوتوہل

حصۂ دوم

پہلا سین

جب آفتاب عالمتاب تخت زرین فلک پر جلوس فرما ہوا۔ بزم قدرت نے اپنا نیا رنگ جمایا۔ نسیم مشکبار نے ہواخواہان چمن کا دماغ معطر کیا۔ ہر روش پر گلشن عالم میں سرسبزی نظر آنے لگی۔ پھولوں کی رنگینی و شگفتگی عجیب کیفیت دکھلانے لگی۔ کوئی مرغان چمن کی خوش الحانیوں پر شیدا ہے کوئی دنیا کی نیرنگیوں پر شیفتہ کوئی بازار میں بیٹھا ہوا سیر و تماشہ میں مصروف ہے کوئی ادہر اُدھر کے قصے کہانیوں میں مشغوف۔ کسی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آج برہمہ گلال جین مُنی کا بھیس بدلکر دربار میں آئینگے اور کچھ دھرم اوپدیش مہاراج کو سُنائینگے۔ یہ نظارہ قابل دید ہے۔ الغرض تمام مخلوقات اپنے کاروبار میں مصروف ہوئی ادھر مہاراج نے بھی اپنا دربار لگایا۔ مصاحبین حاضر ہوگئے۔

ہیں قصبہ سلطان پور ضلع سہارنپور نے حصہ اول برمھ گلال چرتر موسوم بہ ویراگ کو توہل ناٹک بزبان اُردو زیب تحریر فرمایا تھا۔ اتفاق وقت سے اُن کی عمر کا پیمانہ موت کے پانی سے لبریز ہو گیا۔ وہ اسکا حصہ دوم تحریر نہ کر سکے۔ اِس سبب ایک روز میں نے چاہا کہ اگر اِس ناول کا حصہ دوم کہ جو تمام مضمون بے ثباتی دنیا سے مملو ہے اور سولہویں صدی عیسوی کا سچا واقعہ ہے مرتب کیا جائے تو مناسب ہے۔ اگرچہ طبیعت میں رُکاوٹ پیدا ہوئی کہ مجھ جیسے ہیچمدان میں کیا لیاقت ہے کہ جو تحریر کر سکے کسواسطے کہ "نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد" و نہ ہر متکلمی فصیح است و نہ ہر حکیمی مسیح۔ قطعہ

نہ ہر گاو گوہر دہد شب چراغ ۔۔۔ نہ ہر بحر مرجان نہ ہر نے شکر

نہ ہر آہوی رابود پشک مشک ۔۔۔ نہ ہر معدنے آورد سیم و زر

لیکن دل کے شوق نے مجبور کیا کہ جیسا لکھا جاوے اُس میں دریغ نکرو بنا بر علیہ جیسا فہم ناقص میں آیا حوالہ قلم کیا گیا۔ اب روشن ضمیران صبح نفس و سخن سنجان دقیقہ رس سے امید کیجاتی ہے کہ وہ اسمیں جہاں غلطی پائینگے اصلاح کر کے درست فرمائینگے

گر بگذرم بخاطر پاک تو باک نیست ❖ خاشاک نیز بر دل دریا گذر کند

راقم رای چند خلف چودھری ہوشناکی لال مہاجن جینی متوطن و زمیندار قصبہ سلطان پور

اوم

برہمہ گلال چتر

ویراگ کوتوہل ناٹک

حصۂ دوم

تمہید

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ پیشتر ازیں جناب منشی منگت رائے صاحب جینی نائب سررشتہ دار محکمہ خاصیہ وزارت ریاست پٹیالہ

انچہ برخود نپسندی بر دیگران مپسند

برمھ گلال چرتر

موسومہ

ویراگ کے توہل ناٹک

سولھویں صدی عیسوی کا بالکل سچا واقعہ - دنیا کی بے ثباتی کا ہوبہو نقشہ اور عبرت خیز کا

ایک پُر تاثیر مرقع

حصہ دوم

مصنفہ جناب لالہ رائی چند صاحب زمیندار قصبہ سلطانپور ضلع سہارنپور

جسکو

حسب فرمایش لالہ صاحب موصوف خادم الملک بہاری لال - وی - اے - جے - ای -
جے - سی - بلند شہری مصنف ہنومان چرتر ناول - بھوج پربندھ ناٹک - سوانح عمری حکیم افلاطون
و ارسطو و ہفت جواہر و انمول بوٹی - فاقہ مہر وغیرہ و مترجم جین ویراگ شتک و بھرتری ویراگ
و نیتی شتک و چانکیہ نیتی درپن وغیرہ نے بعد نظر ثانی بیتی الکھ شدی پیچ تری

نروان سمت ۲۴۳۳ مطابق

تاریخ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

مطبع ریاضی امروہہ میں چھپوایا

پہلی بار ۵۰۰

قیمت فی جلد ۱

سولھوین صدی عیسوی کا ایک بالکل سچا واقعہ
دنیا کی بے ثباتی کا ہو بہو نقشہ اور عبرت و حیرت
کی پر تاثیر کہانی - حصہ اول قیمت ۱۰؍ حصہ دوم زیر طبع

(۸) ہنومان چرتر ناول - یہ ایک نہایت
دلچسپ تواریخی و اخلاقی ناول ہے جسمین بشہادت ایک مستند
و قدیم سنسکرت رامائن مصنفہ سری رودی شین
آچاریہ کے ہندوستان کے نامی دلاور اور شجاعت
و بہادری کے دیوتا ہنومان کی پیاری ماں انجنا کی
حسرت بھری داستان اوسکی درد انگیز مصیبتوں کی مجسم
صورتین جو پورے بائیس سال تک غم ہجر مین تڑپ تڑپ کر
گذرنیوالی باتوں کا فوٹو اوسکے شوہر پون کمار کی بے
اعتنائیوں کی ہو بہو تصویرین اس بہادری کے دیوتا
کی اصلی پیدائش معہ زایچہ (جنم کنڈلی) و احکامات
دوازدہ خانہائے زایچہ بقاعدہ علم نجوم اور اوسکی بچپن کی
شجاعت و جوانی کا ساہسے نمایاں کے خاکے کچھ عجیب
موثر الفاظ مین کھینچکر دکھلائے گئے ہین اس ناول
کے پڑھنے والوں پر رامائن تلسی کرت و والمیکی کے
شاعرانہ مبالغوں اور تلازموں کی کیفیت جنسے اونکے
مصنفوں نے زیادہ کام لیا ہے بخوبی ظاہر ہو جاتی
ہے - اس ناول مین موقعہ بموقعہ علم طبعی طب قیافہ
و نجوم وغیرہ سے بھی کام لیا گیا ہے اور جا بجا بہت سے
فٹ نوٹ دیکر اونکی حسب ضرورت توضیح بھی کردی
گئی ہے قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم ۱۲؍

(۹) دیباچہ ہنومان چرتر ناول - ناول مذکورہ
کا دیباچہ جسمین دلاور ہنومان کی بہت سی اسپہ سالاری
قبل مسیح کے مختصر تواریخی حالات اور اسکے خاندان
بھر گوبنسی کے نام سے مشہور ہونیکی وجہ تسمیہ
معہ ایک شجرہ خاندانی یعنی (بانز بنس) کے دیئے گئے
ہین - قیمت اردو اور ناگری ٹائپ ۲؍

(۱۰) مہارانی سیتا جی کا بارہ ماسہ - سدا بہاری تاج
کا ایک عمدہ انتخاب معہ لفظی ترجمہ نثر - قیمت ا؍

(۱۱) بھرتری ہری جی ویراگ شتک
دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ دیکھنا ہو تو اس بیش بہا و
رندانہ انکیلہ پڑھ لینے قابل کتاب کو ضرور پاس
رکھیے - قیمت ۲؍

(۱۲) بھرتری ہری نیتی شتک اردو - اخلاق
مین بے نظیر کتاب قابل تعلیم اطفال قیمت ا؍

(۱۳) چانک نیتی درپن حصہ اول و دوم
یہ کتاب بھی اخلاق مین قابل تعلیم اطفال ہے قیمت ۲؍

(۱۴) مینول آف رومن اردو - اس کتاب سے
بلا امداد استاد اردو خوان اصحاب اپنی اردو زبان
کو انگریزی حروف مین لکھنا پڑھنا باسانی دس پندرہ
روز مین سیکھ سکتے ہین - قیمت ۱؍

(۱۵) لطف زندگانی - حصہ اول - قیمت ا؍

(۱۶) سدامان چرتر منظوم - قیمت ۰؍

(۱۷) جنتری دوامی - اس نادر جنتری سے
سینکڑوں ہزاروں برس گذشتہ و آئندہ سال
کے چاہین جس مہینہ انگریزی کی تاریخین و دن معلوم
کر لیجیے - قیمت صرف ۸؍

(۱۸) انمول قاعدہ - چاہین جس گذشتہ
یا رواں خواہ آئندہ سنہ عیسوی کے کسی ماہ کی
تاریخین و دن جاننا ہون تو آپکو کسی جنتری کے
پاس رکھنے کی تکلیف اوٹھانے اور ہر سال اسکے
لئے قیمت خرچ کرنیکی ضرورت نہین صرف اس عجیب
و غریب قاعدہ کو بزبان یاد کر لیجیے اور پھر چلتے
پھرتے تاریخ یا دن مطلوبہ بلا دقت زبان پر ہی

کہ بلا کسی جتن کرنے کے خود بخود ہی کوئی آب و ہوا کی اصلاح وغیرہ واقع ہو جاتے ہیں۔

پس بابو صاحب کے عقیدہ کے موافق آب و ہوا کی اصلاح وغیرہ نہ یگیہ کرنے سے ہو سکتی ہے اور کوئی فرد بشر انکی اصلاح سے کچھ نفع پا سکتا ہے البتہ اگر وہ شخص جو کہ اس موجودات کا کسی کو صانع یا خالق نہیں مانتے ایسا کہیں کہ تو کسیطرح ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ گر عموماً پھر بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر صرف بدبو وغیرہ سے ہی مرض ہوا کرتے تو شہر کے خاکروب ہمیشہ مریض رہا کرتے اور اگر خوشبو سے ہی صحت رہتی تو باغبان یا عطر فروش وغیرہ کبھی بیمار نہ ہوتے وغیرہ۔

پس ثابت ہوا کہ یگیہ کرنے سے کسی بشر کو کچھ فایدہ نہیں ہو سکتا اور نہ انسان کی کی ہوئی آب و ہوا کی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ صحت عالمیان پر آب و ہوا کا بابو صاحب کے عقیدے کے موافق کچھ اثر ہو سکتا ہے بلکہ حسب ضرورت خود پرمیشر انکو جیسا چاہے رکھتا ہے اور ہونے دیتا ہے جو لوگ اس عمل زبون سے اپنا کچھ بھی بھلا خیال کرتے ہیں کمال غلطی پر ہیں۔ اور اچھا اگر یگیہ خلقت کے فوایدہ کے لئے کیجاتی ہے تو اوس میں منتر وغیرہ کی کیا ضرورت ہے اور برہمن و دعوت و بیدی و برتن وغیرہ سامان اوسکی لئے کیوں مخصوص او لازمی کئے گئے ہیں کہ جس سے وہ دشوار اور محال ہو گئی بلکہ اوسکو تو ایسا آسان اور سہل کرنا تھا کہ برہمن و قصائی و بھنگی و چمار وغیرہ سب قوم از خود جسوقت اور جس جگہ چاہیں کریں۔

پس صاف ظاہر ہے کہ یگیہ کرنے سے کسی بھی قسم کا فایدہ متصور نہیں بلکہ برہمنوں اور متعصبوں نے صرف اپنے نفع کی غرض سے اسکو چلایا ہے۔ اور ایسا ہی جو کہتے ہیں کہ یگیہ کرنے سے دولت یا اولاد وغیرہ ملتی ہے وہ بھی غلط ہے۔ اسمیں بھی جملہ سوالات اور اعتراضات متذکرہ صدر عارض ہیں اور بیسبب تعلق بہ تقدیر ہے۔ مثلاً دیکھئے کہ پنڈت پاگیک چند و پرمیت چند کے ہزاروں شاگرد بابو صاحب روزمرہ یگیہ کرینگے لا ولد اور مفلس ہیں۔

اگر کہا جاوے کہ یگیہ کی ترکیب میں خرابی رہتی ہے اسوجہ سے بعض مقام میں اسکا پھل نہیں ہوتا تو یہہ مشتبہ ہے یعنی یگیہ اور اوسکے پھل یعنی دولت و اولاد وغیرہ کا ارتباط لازمی کسی دلیل و قانون سے معلوم نہیں ہو سکتا اور جبتک ارتباط لازمی محقق نہو یہہ کس اعتبار پر کہا جاوے کہ یہہ یگیہ کا پھل ہے۔

قطع نظر ان سب کے جبکہ یہہ عمل گناہ عظیم ثابت ہو گیا تو کسی بھی فایدہ کے احتمال یا غرض سے اسکو عمدہ سمجھنا محض حمق ہے جیسا کہ گوشت و شراب وغیرہ سے اگرچہ رفع اشتہا و تفکرات یا تن پشٹی وغیرہ فواید متصور بھی ہوں تاہم انکا استعمال شریفوں اور دھرماتماؤں کے نزدیک قابل ترک اور مکروہ ہے۔

لہذا ایسے ظلم و گناہ میں خرچ ہوا زر خرچہ جسقدر زیادہ دلایا جاوے مباح اور عین صواب ہے کہ جس سے آیندہ انسداد جرم کا متصور ہے مگر مدعی کو چونکہ اپنے معاہدہ مقررہ سے زیادہ لینا منظور نہیں لہذا بموجب دعوے کے ڈگری دینا چاہیے۔

افسوس ہی بابو صاحب کی اس عادت پر کہ وہ جھٹ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر بدل جاتے ہین شرم نہین کرتے جس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی بات پر خود اونکا ہی مستقل اعتقاد نہین بلکہ ڈھلمل یقین ہین۔ اسکا جواب اگرچہ اسیقدر کافی ہی کہ یہہ طریقہ ایکبٹ مباحثہ کے خلاف ہے۔ مگر چونکہ مین کہہ چکا ہون کہ مین ہر طرحکے شکوک رفع کرنیکو آمادہ ہون لہذا اب اسکے بھی چھلکے ادکھاڑتا ہون۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا لگیہ بھی جملہ عیوب مذکورہ سے پاک نہین اگرچہ بڑے بڑے حیوانات نہین جلائے جاتے مگر بیشمار جانور مثل مچھر پتنگے وغیرہ ترب جوار بالفور جلکر راکھ ہوجاتے ہین اور لکھوکھا پروانہ وغیرہ کی قسم کے جیو پرندہ آگ کی روشنی کی وجہ سے دور دور سے خود جمع ہوکر جل جاتے ہین اور بے تعداد ذیجان اوسکے دھوئین وغیرہ سے تکلیف اوٹھاتے اور گھٹ کر مرجاتے ہین غرضیکہ اوسکے انتظام اور انصرام مین چلتے پھرتے بیٹھتے اوٹھتے ہر طرحسے ہنسا ہی ہنسا ہے۔ پس ظاہر ہی کہ بسبب تذکرہ مسماوس دیاپو یہہ دان ایشر سے کبھی ایسا حکم صادر نہین ہوسکتا۔ پھر یہہ دیکھنا چاہئے کہ ایسے عمل سے کیا فایدہ متصور ہی جس سے اوسکو پرم دھرم اور سپا اوپکار بتلایا جاتا ہے۔

بابو صاحب کہتے ہین کہ اس سے آب و ہوا وغیرہ کی اصلاح ہوجاتی ہی مگر افسوس ایسے متعصبون کی عقل پر کہ جب خود قادر مطلق اوسکا منتظم اور مہتمم بتلایا جاتا ہے کہ ہر ایک کو اوسکے اعمال کی سزا مین ہی وہ امراض مناسب لاحق کرتا ہے تو اوسمین مدد کی آب و ہوا کی کیا ضرورت اور جاہے۔ کیونکہ وہ عادل آب و ہوا کی اصلاح ہونے سے گنہگارون کو امراض سے محفوظ نہین رکھسکتا اور اگر مجبوراً رکھتا ہے تو قادر مطلق نہونے سے وہ خدا ہی نہین۔

اور علی ہذا القیاس ہوا مین بدبو ہونے سے بگینا ہون کو وہ مریض بھی نہین کریگا بلکہ قرار واقعی ہوشیاری سے آنکی حفاظت کریگا اور مین دعوے سے کہتا ہون کہ اگر بالفرض ہگیہ کرنے سے ہوا درست بھی ہوتی ہوتا ہم اوس پر ایشر کی سخت مخالفت اور حکم عدولی بلکہ اوسکے انتظام مین قدم جرم مداخلت بیجا کا ہے اور دخل در معقولات کا حکم رکھتا ہی کیونکہ اوسکو گنہگارون کیواسطے پھر تمام ہوا تبدیل کرنی پڑیگی یا وہ اول ہی عمدہ ہوا کو خوشبودار اور عمدہ نہونے دیگا اور بگیناہون کا وہ خود حافظ ہی ہی۔

چنانچہ سوال ہی کہ ہگیہ کرنے سے جو آب و ہوا کی اصلاح ہوتی ہی وہ ایشور کی مرضی کے خلاف ہوتی ہی یا موافق اگر خلاف ہوتی ہی تب تو مقابلہ اور مجادلہ ہی اور فضول کیونکہ وہ ہمہ توانا اور ہم ناتوان ہے۔ مگر جو اسکی مرضی کے موافق ہوتی ہی تو ہگیہ کے بدون بھی ہوسکتی ہی یا نہین۔ اگر ہوسکتی ہی تب تو ہگیہ کا کرنا فضول اور واہیات ہی اور اگر نہین تو ایشر محض ناتوان اور امداد کا محتاج قرار پایا۔ اور یہہ بات بھی ثابت ہوگئی

اور یہہ بات تو نہایت ہنسی کی ہی کہ ایشور جنیہ منتر پڑھنے سے حیوانات کو جلانے اور ذبح کرنے میں گناہ نہیں
مین پوچھتا ہون کہ کیا منتر پڑھنے سے انکی روح پرواز نہین کرتی یا انکو ایذا اور عذاب نہین
ہوتا۔ واقعی اگر منتر پڑھنے سے حیوانات خود بخود بلا جبر اوچھلکر آگ مین گر پڑا کرتے اور بالکل انکو
کسی طرح کی ایذا نہوا کرتی تو خیر ہم مان لیتے کہ یگیہ کرنا گناہ نہین اور اس حالت مین تو کوئی بھی
عقلمند اس بات کو پسند نہین کریگا۔
اگر یہہ کہا جاوے کہ اپنی ستایش وثنا کے منتر پڑھنے سے پرمیشر یگیہ سے پیدا ہوئے گناہ کو معاف
کردیتا ہے یہہ بھی کوتہ اندیشی کی بات ہی کیونکہ اول تو ایشور کسی خطا کا معاف کرنیوالا یا اسکا عوض
دینے والا ہی ثابت نہین ہوا۔ دوم اگر فرضاً مان بھی لیوین کہ ایسا ہوتا ہی تو اگر ہلا ایسی ظالمانہ
حرکت اور خطا کے ویسے ہی ایشور کی تعریف کے منتر پڑھے جاوین تو کیا اچھا ہو کہ اوسمین گناہ اور
صواب کا حساب برابر ہوجاتا ہے اور اوسمین خالص صواب کا ذخیرہ جمع ہوگا۔
علاوہ اسکے حضور توجہ کرین کہ ذرا ادھر کہ اگر کوئی شخص کسی عادل حاکم کے اجلاس مین اقرار کری
کہ مین نے جرم تو کیا لیکن اسوقت آپکا نام لے لیا تھا یا کوئی آپکی تعریف کا فقرہ پڑھ لیا تھا
تو بھلا حاکم موصوف مجرم کو سزا سے بری کریگا۔
یا اگر کوئی بادشاہ کی خدمتگذاری در پرستش کیلئے کوئی جرم اور ظلم کرے تو کیا وہ مستوجب سزا ہوگا
یا کبھی کوئی انصاف دوست بادشاہ اپنی نفس پروری یا لذت جسمانی کے لئے کبھی ظلم رانی
اور ستمگاری کے احکام اور قانون جاری کرسکتا ہی ہرگز نہین۔ مثلاً بیشہ ور فاحشہ عورتین جو شروع
زنا یعنی باکرہ کی شب زفاف مین اور چور وغیرہ چوری کو جاتے وقت جو گوناگون پرستش اور
عبادات اور مقبولیت وغیرہ رسوم و تدبیر کرتے ہین تو کیا وہ گنہگار نہونگے اور پرمیشر انکو دوزخ جہنم
سے محفوظ رکھکر مثل زاہدون اور عابدون کے بہشت عطا کریگا ہرگز نہین۔
اور اگر ایسا ہی ہی تو گناہون سے محفوظ رہنے کیلئے یہہ نہایت اچھی اور سہل ترکیب ہے
بس کیون انواع لذات دنیاوی سے محروم رہکر نفس سرکش پر جبر کیا جاوے اور جان پر کھیلا
جاوے صرف شروع گناہ مین پرمیشر کے نام اور تعریف کے چند فقرے (منتر) پڑھ لئے اور
چین اوڑائے۔
اب دیکھئے جس کتاب سے ایسے گناہون کی ہدایت ہوتی ہو تو وہ کلام الہی ہوسکتی ہے۔
ہرگز نہین۔ بس محض نافہم ہین وہ جو ایسی ذات مقدس پر ایسے دھبے اور داغ لگاتے ہین۔
باقی ہیبات کو بجائے حیوانات کے صرف حلوا و میوہ جات اور خوشبودار اشیاء سے ہی
یگیہ کرنا زیر بحث رکھا جاوے۔

دینا اور اونکی جانین تلف کرنا وغیرہ گناہ عظیم اور فعل ناقص سمجھا ہی وہ بالکل غلط اور رد ہوجاتے
اور انکے غلط ہوتے تو ہوتے قتل کرنا جھوٹ بولنا چوری زنا گوشت خوری وغیرہ غرض کوئی بھی
عیب گناہ قرار نپا دیگا اور رحم و راستبازی دیانت داری زہد و ریاضت وغیرہ بھی کچھ
چیز نہ ٹھیرینگے اور دوزخ بہشت وغیرہ بھی صرف خالی باتین ہونگی کیونکہ گناہ اور صواب
کی بنا ہی اسیکے اوپر رکھی گئی ہی کہ دوسرے کو آزار دینا گناہ اور دوسرے کا بھلا کرنا
صواب ہی۔ پس جب یہہ تمام امور ہی کوئی چیز نہوے تو آپکا تحریری ثبوت وید وغیرہ
بھی خود جھوٹا ہو گیا اور فضول کیونکہ وہ اسی گناہ سے بچانے اور راہ صواب کھلانیکے لئے
بنایا گیا ہے اور جگہہ جگہہ اوسمین یہی ذکر ہے پس خواب مین بھی کبھی یہہ خیال نکرنا چاہیے کہ
جانداروں کی جانین ظالمانہ تلف کرنا گناہ نہین۔ پھر بابو صاحب نے جو ایسے فعل ناکردنی کو
اشور کی طرف سے جائز و روا ہونا قرار دیا ہی یہہ بھی سراسر لغو اور اشور رحیم و عادل پر ناحق الزام لگانا ہے
ایسے فعل ناجائز کو عمل مین لانیکے لئے حکم دینا تو درکنار خیال پیدا کرنا اور ارادہ رکھنا تک سخت گناہ
مین داخل سمجھا جاتا ہے چنانچہ دیکھیے تعزیرات ہند وغیرہ قوانین سرکار کہ اصول بھی یہی ہی فلاسفرن
اور عالمان یورپ یا گورنمنٹ ہند نے بھی جبکہ حیوانات پر اسقدر رحم اور رعایت مرعی رکھی ہے
کہ تمام سلطنت مین سخت تاکید ہی کہ اگر کوئی فرد بشر کسی جانور پر بار برداری یا سواری بوزن
مناسب سے زیادہ کرے تو فوراً ماخوذ کیا جاوے اور حسب ضابطہ سزایاب ہو تو قیاس ہرگز گوارا
نہین کرتا کہ پرمیشور جو عادل مطلق اور رحمان الرحیم کہلاتا ہی حیوانات کے لئے ایسی ظالمانہ حرکت
روا رکھتا اور حضرت انسان کو اونپر سوائے لحاظ علمی کے کسی اور طرح ترجیح دیتا ہو۔

پس دو ہی باتین ہین کہ یا تو اشور صفات حسنہ مذکورہ بالا سے بری ہی (اور ایسا ہی تو وہ
اشور نہین) اور یا حیوانات کا کسی بھی غرض کیلئے یا بلا غرض ذبح کرنا جائز ٹھیرانا اسکا قول نہین۔

عالم کل کی طرف سے نہین ہو سکتا۔

پس ثابت ہوا کہ اگر بالفرض زر مطلوبہ یگیہ ہی مین خرچ ہوا تاہم ایسے ظلم اور سراسر گناہ مین خرچ ہوا روپیہ کبھی قابل چھوڑ دینے کے نہین بلکہ بقول لالہ تھنجت چند سکے ہزار چند لینا واجب ہے۔

پرمانا بھاس چند۔ حضور اس سے تو بیشک منکر نہین ہوا جاتا کہ اکثر جاندارون کی جانین تلف ہوتی ہین مگر چونکہ جسکی تقدیر مین مرنا ہوگا یا جسکو اوس پرمیشور کو ایذا دینی منظور ہوگی اوسکی جان تلف اور اوسکو تکلیف ہوتی ہوگی علاوہ ازین اگر فرضاً اوسکو گناہ بھی مانا جاوے تاہم جب اوس حاکم و ناظم مطلق نے خود ہی اسکو روا رکھا اور وید مین جائز فرمایا تو کیا گناہ باقی رہا قطع نظر اسکے یگیہ کرتے ہوے جب بیشور جنیہ منتر پڑھے جاتے ہین تو اگر گناہ ہوتا بھی ہے تو بالکل آگ کے سامنے خس و خاشاک کی طرح ناش ہوتا چلا جاتا ہے یا اگر یون بھی نہ مانا جاوے تو بجاے حیوانات صرف حلوا و میوہ جات اور خوشبو دار اشیا سے ہی یگیہ کرنا زیر بحث رکھا جاوے۔ پس گناہ تو کسیطرح بھی نہوا اور پرمیشور کی پرستش اور آب و ہوا کی اصلاح اس سے ہوتی ہے اسلئے کار خیر اور پر ویکار یعنی مفید عام فعل سے گناہ ہرگز نہین ہوتا اور وید یا مہا بھارت مین اگر کسی جگہہ اندریون وغیرہ کے قابو کرنیکا نام یگیہ لکھا ہے وہ عالمون اور فاضلون اور درویشون کے لئے ہے خانہ دارون کے واسطے نہین اب اسکو تسلیم کرنا حضور کے اختیار مین ہے۔

عدالت (پرمان چند سے مخاطب ہو کر) ہان صاحب آمین آپکو کچھ اور کہنا ہے۔

پرمان چند۔ حضور مین ان ایک ایک لفظ کی تردید کر سکتا ہون۔ غور کی جگہہ ہے کہ اگر یہہ ٹھیک مانا جاوے کہ جسکی قضا ہوتی ہے وہی مرتا ہوگا یا جسکو پرمیشور ایذا دینا چاہتا ہے اوسکو ہی تکلیف ہوتی ہے تو عام لوگون اور ذی عقلون نے جو جاندارون کو ایذا

علاوہ برین منو مہاراج بھی ایسے یگیہ پر متفق الراے ہین چنانچہ اونکا قول ہے :-

एना नेके महायज्ञान यज्ञशास्त्र विदोजना: ।
अनीहमाना: सततमिन्द्रियेष्वेव जुह्वति ॥

یعنی عالم لوگ مہایگیون کو گیان کریا ہی سے کرتے ہین ظاہری حرکت سے نہین کرتے - کیونکہ وہ یگیہ شاستر کی ماہیت سے واقف ہین - اونکی نظر ظاہری حرکت پر نہین - وہ اندریون کو من مین اور من کو جیوا تما مین اور جیوا تما کو پرمیشور مین لا دیتے ہین - اونکو ظاہری حرکت سے کچھ سروکار نہین

پھر دیکھیے اس منو مہاراج کے قول کی تصدیق چھاندوگیہ اپنشد کی اس شرتی سے بھی بخوبی ہوتی ہے :-

यद्वै किञ्च न मनुरवदत्त द्भेषजं भेषजताया: ।

یعنی جو کچھ منو جی نے کہا ہے اور نصیحت کی ہے وہ راست راست وید کے مطابق ہے جیسے کہ مرض دور کرنیکے لیے دوا ہوتی ہے ویسی ہی یہہ ہے -

علی ہذا القیاس اور بھی بہت منتر ہے اسکی تصدیق میں ہین - پس حیران ہون کہ ایسے سراسر مجسم ظلم کو کیونکر نیک عمل اور کار خیر بتلایا جاتا ہے -

پھر وید کے ترجمہ مین جو ترجمون کی غلطی بتلائی جاتی ہے یہہ بھی راست نہین ہے - کیونکہ اول تو یہہ مشتبہ بات ہے کہ آیا وہ ترجمے غلط ہین یا کہ بابو صاحب کے مقبول و مسلم - بہ نیز جبکہ جملہ مترجم اپنے اپنے ہی ترجمون کو صحیح و درست اور دوسرونکے کو غلط و نادرست بتلاتے ہین چنانچہ سوامی دیانند سرستی جی نے بھی اپنے کیے ہوے ترجمہ کی بابت یہی لکھا ہے کہ دیگر مترجمون و بھاشیہ کارون کے ترجمے و شرحین نادرست اور بلکہ ہی بالکل راست ہین -

علاوہ برین اس بیان سے خود ویدون کی نامعتبری ظاہر ہوتی ہے کیونکہ صاف عیان ہے کہ "ایسا غیر مرتب کلام جسکے چند مختلف اور ایک دوسرے کے مخالف ترجمے ہو سکتے ہین ہرگز ایشور

اور ویدکے ترجمون کے جوابون کے جو دیگر مضامین مشہور کی تردید نقشہ تحریری مین کیگئی ہے
وہ مترجمون کی غلطی اور نافہمی ہوئی ہے اسکی وجہ سے اصل ویدون پر کچھ اعتراض نہین آنا چاہئے
لہذا ایسے کار خیر اور پراوپکار مین خرچا ہوا روپیہ ہرگز واپس لینے اور دینے کے لائق نہین

عدالت (منکر) بابو صاحب یہہ بھلا کار خیر اور پراوپکار ہے کہ جسمین ہزارون کی جانین
تلف اور ضائع ہوتی ہین۔

پرمانند چند۔ حضور ہزارون کی کیا شمار لاکھون کروڑون بلکہ بیشمارون کی دیکھئے
مہابھارت کہ جو بھی بابو صاحب کا مقبول قانون آگم کہلاتا ہے اوسمین کیا اچھا کہا ہے۔ شلوک

ध्रुवं प्राणिबधो यज्ञे नास्ति यज्ञस्त्वहिंसकः ।
ततोहिंसात्मकः कार्यः सदायज्ञो युधिष्ठिर ॥

یعنی یگیہ کرنے مین ضرور جاندارون کو قتل کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہنسا کے سوائے یگیہ کوئی دوسری
چیز نہین اسلئے اے یدھشٹر! ہمیشہ جاندارون کی دیا کا یگیہ کرنا چاہئے۔ پھر لکھا ہے۔ شلوک

इन्द्रियाणि पशून्कृत्वा । वेदिंकृत्वा तपोमयीं ।
अहिंसामाहुतिकृत्वा आत्मयज्ञंयजाम्यहं ॥

یعنی ودیا کا یگیہ کیسا ہے کہ اندریون کو تو جانور سمجھنا اور تپ کی بیدی قرار دینا اور دیا
کی آہوتی دینا ایسا روحانی یگیہ کرنے سے کلیان ہوتا ہے۔ اور شلوک

यूपंछित्वा पशून् हत्वा कृत्वा रुधिरकर्दमं ।
यागेनगम्यतेस्वर्गे नर्केकेनगम्यते ॥

یعنی یگیہ کا ستون کھڑا کرکے اور حیوانات کو ذبح کرکے اور خون وگوشت کا کیچ کرکے بھی جبکہ
بہشت جاتے ہین تو دوزخ مین لیجانے کے لئے کونسا فعل باقی رہا۔

ایسا نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکے جب یگیہ کے واسطے ازحد بیرحمی سی انکو پکڑتے ہین باندھتے ہین تو وہ ڈرتے ہین بھاگتے ہین چھوٹتے ہین زور کرتے ہین پکارتے ہین چلاتے ہین۔ غرض ہر طرح سے جان بچانا چاہتے ہین اور ازحد صدمہ اور ایذا اوٹھاتے ہین۔

اب لکھئے کہ اس مسئلہ کی تائید کرنا یا ویدون کو کہ جنمین ایسے ایسے متوے درج ہین قانون آگم (خدائی کتاب) تصور کرنا خالص جہالت ہے یا نہین۔ پس ظاہر ہے کہ ایسے ظلم مجسم یعنی بیچارے مظلوم قابل رحم یتیم جانورون کے ذبح کرنے اور جلانے مین خرچا ہوا روپیہ اگر دوچند اور چہارچند بھی بطور جرمانہ وصول کرایا جاوے تو مباح اور روا ہے۔ تاکہ جرایم کا انسداد ہو۔

پریمانا بھاس (دکھڑا ہو کر پھبتی وچالاکی) حضور اول یہہ جو کہا گیا ہے کہ یگیہ نیک عمل ہے یہہ ثابت نہین کیا گیا یہہ فضول بات ہے کیونکہ اسکے اثبات مین شک کیا ہے جبکہ یگیہ ایک اعلیٰ درجہ کا نیک عمل ہے بوجہ اسکے کہ جگت کے کرتا پرم جوتی سروپ ستیہ دیالو پرمیشر کی پرستش کا فرض اس سے ادا ہوتا اور نیز آب و ہوا وغیرہ کی اصلاح ہوتی ہے اسواسطے اوسکے روزمرہ کرنیکی ویدون مین ہدایت ہے۔

علاوہ اسکے تحریری ثبوت وید شریف مین ہزارون جگہہ اس عمل کی ستایش و تائید مین موجود ہی چنانچہ اوسکے متوا ظاہری کر دیے گئے ہین اُنسے صاف ظاہر ہے کہ یگیہ ایسا نیک عمل ہے خود مالک دوجہان نے اسکی کارروائی کے لیے حیوانات کی جان اور گوشت و پوست بھی تلف کرنا روا رکھا ہے اور بالعوض اسکے حیوانات کچھ بھی بدل پانیکے مستحق نہین تو ایسے افعال حمیدہ مین اگر کسی شخص سے کچھ روپیہ قرض لیکر خرچ کر دیا جاوے تو وہ اوسکے بجنسہ واپس پانیکا مستحق کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ پس ایسے نیک کام مین مخل ہونیکا کیا کیا خیال اور اسکے ناجایز ہونیکا کیا احتمال بقول لیکہ "در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست"

اول قانون نوہان کا فقرہ جو بیان کیا ہے اوسپر قانون مذکورہ کی دفعہ ۲۴ کا حرف (ب) عارض ہے یعنی یہہ بلوحت یکشا بماس ہے کیونکہ نگیہ کا نیک عمل ہونا ہی صریح خلاف اور غیر ثابت ہے اور جبتک یہہ ثابت نکیا جاوے کہ نگیہ نیک عمل ہے تب تک یہہ دلیل کہ روپیہ طلب کرنیسے اُسمین ہرج واقعہ ہوتا ہے اگر مان بھی لی جاوے تو بھی بیچارہ ہے۔

رہا قانون آلم ویدا سکی بابت مین عدالت کو توجہ دلاتا ہون کہ یہہ ہی ویدمین جنکی تکذیب و تردید مین کمترین نقشہ تحریری داخل کر چکا ہے اُس سے انکی حقیقت اور قوت بخوبی عدالت پر ظاہر ہو جائیگی علاوہ اسکے اور تعجب ہے کہ اُن ویدون مین بھی نگیہ کی مذمت اور رسم موجود ہے ملاحظہ فرمائیے نقشہ مذکورہ کی تحریر نمبر ۴۲ و نمبر ۴۵ و نمبر ۴۶ و نمبر ۴۷ کو اور نیز نمبر ۵۶ کو۔

اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ ویدکا یہہ مقولہ مشہور ہے کہ حیوانات کی خلقت صرف نگیہ کیواسطے ہی برہما نے کی ہے اول تو تنقیح نمبر اول کے مباحثہ مین ظاہر ہو چکا ہے کہ اس تمامی مخلوقات کا کرتا کوئی نہین پس حیوانات کا کسی خاص غرض کیلیے اونکو پیدا کرنا خود ہی غلط ہو گیا فریقین اگر فرضاً کوئی کرتا مان بھی لیا جاوے تو بھی یہہ مقولہ تو انکا کبھی راست نہین ہو سکتا بلکہ اوس پاک ذات خداوند ذوالجلال رحمن الرحیم کی طرف ایسے گناہ اور ظلم کو منسوب کرنا اُسکے ذمہ الزام اور اتہام لگانا ہے عقل سلیم کبھی قبول اور گوارا نہین کرتی کہ اُس مقدس عادل رحیم الشیوہ کا یہہ منشا یا حکم ہو۔ آفتاب سے اندھیرے کا وقوع کبھی کسی نے دیکھا ہے۔ ہرگز نہین۔

دویم اگر حیوانات دودھ گھی اور سواری باربرداری وغیرہ کے اور نیز ارہا کام نہ دیسکتے اور نہ اونسے یہہ کام لیسکتے اور درندگی پرندگی چرندگی وغیرہ دوسرا کام کچھ بھی اون سے سرزد نہوتا اور نگیہ کا خیال کرتے ہی بلا ظالمانہ بیہدہ حرکت ذابحان کے خود بخود ذبح ہو جایا کرتے اور جلاتے ہوے اُنکو کچھ تکلیف نہوا کرتی تو بھی بلا شبہہ اُس مقولہ کی تصدیق ہو جاتی اور تب یہہ عام پسند ہوتا۔ گر چونکہ

جس فعل سے کسی نیک عمل مین ہرج ہوتا ہو اُس فعل کا کرنا واجبات مین نہین جیسے رحمت و صدقہ او
دیانت وغیرہ مین خلل ڈالنے والا فعل (تمثیل) بس یہہ ایک ہی دلیل بلا رد کافی ہے۔

لیکن ہان بابو صاحب دلیل کو اسدہ یعنی غیر ثابت بتلایا کرتے ہین لہذا مین پہلے ہی عرض
کئے دیتا ہون کہ اس فقرہ مین جو دلیل ہے کہ یگیہ مین خرچ ہوئے روپیہ کا طلب کرنا یگیہ مین حارج ہوتا
ہے وہ خود بخود ہی ثابت ہے صریح دیکھئے کہ اگر ایسا کیا جاوے یعنی یگیہ مین خرچ ہوے روپیہ
کی بھی ٹھیکو ڈگری دیجاوے تو جملہ یگیہ کرنیوالون کا دل یگیہ کرنے سے ضرور بیزار ہو جاویگا اور کوئی
شخص یگیہ کرنیکو آمادہ نہوگا کیونکہ اسکی وجہ سے ضرر اور رنج پہونچنے کا احتمال ہر ایک کو ہوگا۔ او
باموجودہ دولت اور ثروت بھی جبکہ اخراجات مقدمہ ادائے زر ڈگری مین صرف ہو جاویگی تو
اسوجہ سے بھی یگیہ مین ہرج واقع ہوگا لہذا ایسے نیک عمل مین حارج ہونا یا خلل کا باعث
ہونا بھی داخل گناہ اور ناواجب ہے۔

باقی رہا قانون آلہم یعنی وید شریف اُس سے بھی معقول مذکورہ کی بخوبی تائید ہوتی ہے
چنانچہ وید کے چند مقولے اسکے مصداق مشہور عام ہین دیکھئے اتھرون وید مین لکھا ہے

यज्ञार्थ पशुवः सृष्टाः स्वयमेवः स्वयंभुवा ॥

یعنی تمام حیوانات خود برہما نے صرف یگیہ کے واسطے بنائے ہین اور یا۔

अग्निहोत्रं जुहुयात स्वर्गकामः ॥ یعنی سُرگ کا خواستگار کرے

بس کیا ضرورت ہے اور زیادہ سمع خراشی اور طول کلامی کی اسیقدر بہت ہے اثبات حق کیلئے

پرمان چند کھڑا ہوکر بیان کرتا ہے اور حاضرین اوسکے بیان پر کان لگاتے ہین۔

پرمان چند - جنابعالی غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہہ بیان بھی بابو صاحب کا کسقدر
مناقض اور نافہمی سے ہے۔

کیونکہ اصل میں تبتک یہہ ثابت نہو جاے کہ گیہ ایسا نیک عمل ہی کہ اسمین خرچا ہوا روپیہ قابل واپسی نہین ہوتا تب تک اسکے اثبات اور تردید کی کچھ ضرورت ہی نہین کہ مدعا علیہ نے زر قرضہ کو کیا کیا - اور چونکہ ہنوز یہہ بیان ثابت ہوا اور نہ ہو سکتا ہی لہذا اسکی تردید بھی فضول سمجھتا ہون کہ زر قرضہ یگیہ مین خرچ ہوا بس شہادت زبانی کی یہہ حقیقت ہی جیسی بابو صاحب کو اسقدر زعم ہے ۔

عدالت (پرمانا بھاس سے) بیشک بابو صاحب اول اسی کا اثبات ہونا چاہیے اور یہہ کسی کی شہادت زبانی کے بھروسے پرمانا بھی نہین جاویگا - بس قانونی دلایل جو رکھتے ہو وہ ظاہر فرمائیے ۔

پرمانا بھاس - حضور لیجیے دلایل قانونی - اول قانون پرتیکش سے تو اس مضمون کا کچھ تعلق ہی نہین یعنی یہہ حواس سے محسوس ہونیکے قابل نہین لہذا قانون پرتیکش تو اسکا سادھک یا بادھک نہین ہو سکتا - رہا قانون انومان وہ بہرحال ہمارے موافق ہی ہی - سنئیے "کسی نیک عمل مین خرچا ہوا روپیہ لازمی واجب الادا نہین ہوتا (دعوی)

عدالت - لفظ لازمی سے آپکا کیا مطلب ہے ۔

پرمانا بھاس (آہستہ سے) حضور یہہ کہ اگر مقروض کا دل چاہے اور اوسکے پاس موجود ہو تو وہ دیدے ورنہ یہہ لازمی نہین کہ اوسپر اوسکا ادا کرنا ضروری ہی ۔

عدالت - اچھا کہیے ۔

پرمانا بھاس - یگیہ وغیرہ کسی نیک عمل مین خرچا ہوا زر قرضہ لازمی واجب الادا نہین ہوتا (دعوی) کیونکہ اوس روپیہ کا طلب کرنا یا واپس لینا اس نیک عمل مین حارج ہوتا ہی (دلیل) اور

جسکی تردید بھی کچھ نہین کیگئی یون گواہان فریق ثانی کا بیان مخالف ہوا ہی کرتا ہے
با اینہمہ بھی لالہ کھیمچند کے بیان کی کیفیت ظاہر ہی ہے کچھ کہنے کی حاجت نہین
باقی رہا یہ کہ یگیہ نیک عمل ہے یا نہین اسکے لئے قانونی دلایل اور ثبوت تحریری ہین
چنانچہ وہ پیش کرتا ہون -

عدالت - ذرا ٹھیرئیے بابو صاحب (پرمان چند سے) ہان صاحب شہادت
لسانی کے بارہ مین آپکو کچھ کہنا ہے تو کہہ لیجئے پھر قانونی عذرات سنے جائینگے -

پرمان چند - جنابعالی شہادت زبانی بابو صاحب کی بالکل مجروح اور ہیچ ہے
چنانچہ اوسکی حقیقت پہلے گزارش کر چکا ہون - صرف ایک یاگیک چند کا بیان
خاص اس نمبر کی تائید مین ہے کہ جسکا تذکرہ ہنوز نہین آیا - مگر عدالت پر واضح رہے
کہ اوسکا بیان بھی ہرگز قابل اعتبار نہین کیونکہ اوسکو خود تسلیم ہے کہ یگیہ کرنے مین ہنسا
ہوتی ہے اور ہنسا ہرگز نیک عمل نہین نہ پرمیشور اوس سے راضی ہے پھر خلاف اسکے یہہ
کہنا کہ یگیہ مین خرچا ہوا روپیہ قابل ادائگی نہین ہوتا کیسا صریح جھوٹ ہے لہذا گواہان
مدعی کے قول کے موافق ایسے مجسم ظلم اور ایذا رسانی مین خرچا ہوا روپیہ اگر ہزار چند بھی وصول
کیا جاوے تو بجا ہے -

علاوہ اسکے جملہ گواہان اور مدعا علیہ یکجدی اور قریبی رشتہ دار ہین پس اونکا بیان
ہرگز قابل اعتبار نہین -

رہی یہہ بات کہ مدعا علیہ نے زر مطلوبہ یگیہ مین خرچ کیا - اول تو ایسے گواہان کے
بھروسہ پر یہہ بات بھی پایہ ثبوت کو نہین پہونچتی دویم اگر ہم مان بھی لیوین کہ یہہ سقدر
بیان مدعا علیہم اور اوسکے گواہان کا درست بھی ہے تو بھی ہمارے دعوے مین کوئی ہرج نہین غرض ہوتا

جملہ حاضرین کھلکھلا کر ہنستے ہین -

پرانا بھاس - جی ہان جیسا کچھ ہے اب واضح ہو جائیگا -

پرمان چند - یہہ ہی اگر عدالت مان جائیگی تو عدالت کے ماتحت ہم لوگ ہین پس اول ہمارے اوپر ہی ہاتھ صاف کریگی -

پرانا بھاس - نہین صاحب یہہ ہمارا مطلب کب ہے کہ جو جسکے ماتحت ہو وہ اوسکو مار ڈالے - ایسا کیا غدر مچا ہے ؟

پرمان چند - غدر نہین تو اور کیا ہے - کیونکہ اول تو نرمیدھ یگیہ کرنا ہی آپکے تحریری ثبوت مین لکھا ہے پس جو ماتحت اور حقیر ہونگے وہی جلائے جاتے ہونگے - مثل ہے کہ شیر کو کون بھینٹ مین دیتا ہے ہر جگہہ نذر مین بکری ہی دیجاتی ہے - علاوہ اسکے اگر صرف حیوانات کا ہی جلانا دھرم لکھا ہے تو اوسکی غرض بھی یہی ہے کہ حیوانات بجائے انسانون کے ماتحت سمجھے جاتے ہین لہذا اونکا جلانا ہی ممکن سمجھا گیا -

عدالت - اچھا جی خیر اب اصل مباحثہ شروع کیجئے - سن لیجئے تنقیح -

منصرم - تنقیح نمبر سویم یہہ ہے "آیا مدعا علیہ پربیت چند نے زر مطلوبہ یگیہ مین خرچا یا نہین - اور یگیہ مین خرچا ہوا زر قرضہ قابل وصول ہوتا ہے یا نہین"

پرانا بھاس - حضور ہمارا یہہ نمبر بھی بخوبی ہمارے حق مین ثابت ہے ہر سہ گواہ ہمارے متفق الکلمہ بیان کرتے ہین کہ پربیت چند مدعا علیہ نے تمام زر متدعویہ کو یگیہ مین خرچ کیا بلکہ وہ تمام اپنا بھی سب کچھ اسی نیک عمل مین کھو بیٹھے ہین اور یگیہ مین خرچا ہوا روپیہ قابل طلب نہین رہتا بلکہ اوسکے لیئے تو کچھ اور بطور چندہ دینا چاہئے - بس اسیقدر کے لیئے شہادت زبانی کی ضرورت تھی اور وسعہ کافی ذخیرہ مسل مین موجود ہے

تعصب سنگھ۔ واہ رے بھائی کچھ تو کہا ہوتا۔

پرمانا بھاس۔ بھائی اور کیا کہیں کہدیا جو کچھ کہنا تھا۔ تھوڑا کہا! غور کرنیوالا چاہیے یہی کیا کچھ ناکافی ہے۔

عدالت۔ ہان ہان اب ہم خود غور کرینگے۔ البتہ اگر کوئی اہم بات ہو تو کہدیجئے۔

پرمانا بھاس۔ حضور اس ذخیرہ مین (وید مقدس پر ہاتھ رکھکر) سب کچھ موجود ہے۔

پرمان چند۔ اچھا حضور اب بابو صاحب کے متعلق ایک نمبر اور ہے وہ بھی لیجئے۔

عدالت۔ ہان بیشک لینگے تو سہی لیکن ایک تعجب ہے کہ آپ ہنوز تھکے نہین۔

پرمان چند۔ حضور تھکنا کیا تھا ہمارا تو کام ہی یہی ٹھیرا۔

بعض حاضرین۔ بھائی دل بڑھا ہوا ہے۔

پرمانا بھاس۔ حضور اور تھکا ہی کون ہے۔

عدالت۔ صاحب ہم تو سچ کہتے ہین کہ تھک گئے۔

پرمان چند۔ بیشک حضور نے بہت کچھ محنت تحریر مین کی ہے لیکن اب سفر م صاحب کو دیدیجئے کہ یہہ لکھینگے اور حضور نوٹ ہی لکھتے رہین۔

عدالت۔ بیشک ٹھیک ہے (کاغذ قلم اوٹھاکر) لیجئے منشی جی لکھئے ذرا۔ اور اول تنقیح نمبر سوم بآواز بلند پڑھ دیجئے۔

سفرم لیتا ہے اور مسل مین سے تنقیح کار و بکار نکالتا ہے۔

پرمان چند۔ حضور مین اوسکا خلاصہ ہی عرض کئے دیتا ہون۔ یہہ کہ یگیہ کے نام سے جاندارون کا بیگناہ ذبح کرنا اور اونکو ایذا پہونچانا بھی حسنات مین داخل ہے اور نیک عمل ہاکہ دیا دھرم کا مول ہے۔

وغیرہ اشیا سی تعداد و کثرت پائی جاتی ہی جو برہم کے مغایر ہین۔

ایک اور بات کہی گئی ہی کہ گدھے کے سینگ نہین مگر اونکی تردید کیجاتی ہی یہہ محض مغالطہ دہی اور نادانی ہی کیونکہ حضور خیال کرین کہ سینگ فی نفسہ اگر کچھ چیز نہوتے تو اونکی تردید اور نفی بتلانا بھی ناممکن تھا مگر "گدھے کے سینگ" کی تردید اسوجہ سے ہوسکتی ہی کہ در اصل سینگ کچھ چیز ہین اور کسی اور جانور کے سر پر موجود ہین۔

ایسا ہی اگر بابو صاحب مان جائین کہ تعداد و کثرت بھی کچھ چیز ضرور ہی اور وہ دنیا مین موجود ہی تو بیشک کسی موقع اور لحاظ سے اوسکی تردید بھی ہوسکتی ہی اور کسی معنی کر وحدت بھی راست آتی ہی۔ چنانچہ یہہ لا کہ تنہیت جیند صاحب کے بیان کے موافق ہے۔ اور یہہ کہنا تو کہ "تعدد کی تردید ہم اسلئے کرتے ہین کہ مخالف اوسکو چیز مانتے ہین" سرسر اپنے مارنے کے لئے دشمن کے ہاتھ مین تیز تلوار دینا ہے۔ کیونکہ مخالفین کا اختلاف اور مغایرت جبکہ مسلمہ ہوگئی تو تعدد اور کثرت کی تردید کرنیکا کیا منشا رہا۔

اب اس سب جھگڑے کو چھوڑکر ایک اور گزارش کرتا ہون کہ بابو صاحب کے خیال مین فریقین اور عدالت بھی ایک ہی مین تو بابو صاحب کیون مباحثہ مین اسقدر سر دردی اوٹھاتے ہین بلکہ اونکو چاہیے کہ مطمئن ہوکر خاموش رہین عدالت اور اونکا خیال ایک ہو ہی گیا۔ یا خود ہی گھر بیٹھکر اپنے قلم سے فیصلہ لکھدیوین لاجرم عدالت کے قلم سے بھی وہی رقم ہوجاویگا کہ جو اونکا خیال ہی اور یا وہی عدالت کا لکھا ہوا سمجھا جاویگا کیونکہ دونون ایک ہین۔

پس نوعے اور سہیجے بھی تمام جگت مین ایک برہم کا ہونا قرین قیاس اور صحیح نہین ہے۔

پیر ماناپھاس۔ بس حضور اب زیادہ آپ غور فرمالیوین ہم ہر طرح مطمئن ہین۔

سے ہوجاتی ہی کہ درحقیقت چاند ایک ہی ہی پانی کے ہزار برتنوں کی وجہ سے ہزار معلوم ہوتے ہین یہہ بھرم اور غلط ہی اسلئے مانا جاتا ہی کہ چاند وغیرہ کے متعدد ہونیکا علم صحیح نہین مگر اسطرح وحدانیت کا اثبات اور تعدد کی تردید کسی نوع سے نہین ہوتی کہ جس سے تعدد کے علم کو بھرم اور وہم اور توحید کو ٹھیک مانا جاوے۔ اور نہ کثرت معلوم ہونیکی کوئی وجہ ثابت ہوتی ہی اگر ہو تو اوسی سے کثرت لازم آتی ہی پس تعدد اور کثرت کے علم کو غلط کسطرح مانا جاوے۔ بلکہ برعکس اسکے انواع مختلف اشیا کا علم ہی برہان اور دلیل معلوم ہوتا ہے۔

افسوس کی بات ہی کہ انواع متعدد اشیا جو آنکھون سے نظر آتی ہین اور ہزارون مختلف کارروائی جو حصول منفعت اور دفع مضرت کے لیے کیجاتی ہین اور صریح اون سے نفع یا نقصان پہونچنا اور اونکا ثمرہ ملتا ہی اونکو کس طرح سے غلط اور کالعدم بتلایا جاتا ہی اگر ایسا بیان ہی قابل استدلال سمجھا جاوے تو شونیہ باد کی کلپنا یعنی یہہ کہ دنیا مین کچھ نہین سب وہم و خیال ہی ہی ٹھیک نہ سمجھی جاوے۔

پس چونکہ قانون پرتیکش بالکل رد اور ہیچ ہوتا ہے ایسے ماننے سے لہذا ایسی وحدانیت خدا کا قایل ہونا محض نادرست ہی۔

اسکی تردید کہ جملہ اشیا ایک برہم کی حالتین اور اجزا ہین پہلے عرض کر ہی چکا ہون یعنی یہہ کہ جب برہم ایک مفرد اور مجرد اور غیر متغیر شے ہی تو اوسکے اجزا اور مختلف حالتین نہین ہوسکتین۔

پھر گھڑے و ہانڈی سکو وغیرہ مین اگرچہ مٹی مشترک ہی مگر کلس کنگن مکٹ سکٹ وغیرہ سے علیحدگی اور خصوصیت بھی موجود ہی ایسا ہی جگت مین انواع ذی روح غیر ذی روح

تو اوس سے تعدد لازم آتا ہے -

اور اگر کہین کہ برہم کے بجز کسی دوسرے کو بھی بھرم وغیرہ ہوتے ہین تو یہہ کہنا خود ہی اونکے عقیدہ کے مخالف ہے یعنی جبکہ دوسرا ہی کوئی مان لیا تو وحدت کہان رہی -

اچھا چھوڑیئے اسکو بھی - اب لیجئے یہہ کہ بھرم کا ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ گویا اصلی ہی ہے یہہ واقعی ٹھیک ہے لیکن یہہ بھی یاد رہے کہ بھرم بھی کسی چیز کا ہی ہوتا ہے عدم محض کا بھرم بھی ہرگز نہین ہوتا - مثلاً سیپ مین جو چاندی کا بھرم ہوتا ہے تو چاندی بھی کوئی چیز ضرور ہے ورنہ اوسکا بھرم ہونا ناممکن ہے - پس بغرض اسکے کہ تعدد اور کثرت کا وہم اور بھرم ہی ہوتا ہے تو وہم اور بھرم بھی تب ہی ممکن الوقوع ہے کہ تعدد اور کثرت کوئی چیز مانی جاوے اگر اوسکا عدم محض مانو تو اوسکا وہم و خیال ہونا بھی ناممکن ہے - پس یہہ کہنا بھی خود اونکے مسئلہ توحید کے خلاف ہے -

دوسری بات یہہ ہے کہ جس شخص کو سیپ مین چاندی کا بھرم ہو جاتا ہے بعد اوسکے جبکہ کامل تحقیق کیجاتی ہے تو وہ وہم اوسکا رفع ہو جاتا ہے اور حقیقی علم کہ "یہہ سیپ ہے" باقی رہجاتا ہے - مگر اوسمین (سیپ مین) یہہ علم کسیکو بھی نہین ہوتا کہ "یہہ برہم ہے سیپ بھی نہین - سیپ وغیرہ تعدد کا علم غلط ہے" اور جبتک یہہ تحقیق نہوے تو تعدد اور کثرت کے علم کو وہم اور بھرم کیون مانا جاوے - ایسا ہی چاند کی کثرت کا علم بھی تب ہی ہوتا ہے کہ جب کثرت کوئی چیز ہے اور اوس علم ہونیکے سبب بھی متعدد ہین - درصورت خلاف چاند کا ہزار ہونا بھی غیر ممکن تھا - اور علی ہذا القیاس چاند کے ہزار ہونیکے وہم اور خیال کی تردید بھی قانون تکثیر

پس دریافت حقیقت احوال کے لیئے تو اسیقدر کافی او رجہت ہی اوریون بزرگون کا قول ہی کہ وہم کی دوا لقمان کے بھی ہاتھ نہین آئی اور ردّ و بدل کرنیکو ایک عمر چاہیئے

پربان چند (مستعدی اور خوشی سے) جناب عالی بابو صاحب ابتک اپنی ایک اعتراض کا پیچھا نہین چھوڑتے خیر لیکن مین اب کی مرتبہ یقین کرتا ہون کہ اونکو ضرور خاموش ہونا پڑیگا۔

اور حضور پُرنور پر روشن ہی کہ جو پیچدار بات ہوتی ہین اونکا بل گفتگو اور مباحثہ سے ہی نکلتا ہے نہ کہ اوسکا منیر پیچی وغیرہ نام رکھکر پہلو تہی کرنے سے۔

اب مین اعتراض مذکورہ کے بارہ مین ایک سوال کرتا ہون کہ وہم یعنی بھرم اور اودیا برہم پر ہی غالب ہوتی ہی یا کسی دوسرے پر۔ اگر برہم پر ہی غالب ہوتی ہے تو تمام پر یا اوسکے کسی جزپر۔ اگر تمام پر ہوتی ہی تب تو ودیا کوئی چیز نہ ہی اور موکش کسیکو نہوگا اور جو کچھ اودیا کے خیالات بتلائے جاتے ہین وہی ٹھیک قرار پائے کیونکہ اونکے خلاف کچھ بھی نہین رہا اور نہ اوسکے رفع ہونیکا کوئی ذریعہ باقی رہا۔ اور برہم بھی جاہل قرار پایا اور جبکہ وہ جہل سے محجوب ہوا تو قادر مطلق بھی نہ رہا۔ اور اگر برہم کے کسی جزو پر اودیا غالب ہوتی ہی تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس سے بھی برہم جہل یعنی اودیا سے مغلوب ہوا علاوہ اسکے نتیجہ ایک برہم کے انس یعنی اجزا نہین مانے گئے چنانچہ ابھی مباحثہ تنقیح نمبر اول مین بابو صاحب نے ایشور کو مفرد اور مجرد سے تسلیم کیا ہے۔ اونہین ناتوانی اور فضول کاری عذاب شعاری وغیرہ عیوب اسکی ذات پر حملہ کرتے ہین۔

علاوہ اسکے بلاوجہ اوسپر اودیا کیون غالب ہوئی اور اگر کوئی وجہ بتلاوین

تردید اور نفی بھی نہو سکے کیونکہ تردید اور نفی بھی اوسکی ثابت کرائی جا سکتی ہو کہ جو کہین اور کسی جگہہ کبھی موجود ہو مثلاً قلم اگر کچھ نہو تو یہہ بھی نہ کہا جا سکیگا کہ قلم کچھ نہین ہوتا بلکہ قلم یہہ لفظ ہی زبان سے برآمد نہوگا -

اب بھی تعصب سنگ کی ترغیب اور تاکید سے آپ اپنی گفتگو کو اگر لا اعتراض سمجھتے ہین تو اسکا دفعیہ ہمکو یاد نہین -

یہانتک گفتگو پہونچی تھی کہ پھر بابو صاحب کے اوپر ہر سمت سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی -

پیرمانا بھاس (خجالت آمیز لہجہ سے) حضور یون ہم کہان تک مغز پچی کرینگے سو بات کی بات یہہ ہی کہ جنپر اودیا غالب ہے اونکو سو سو طرح کے بھرم اور وہم پیدا ہوتے ہین اگر اودیا ایسی نہوتی تو سنسار ہی کیون ہوتا سبکو نجات ہی نہو جاتی -

اور حضور کو معلوم ہوگا کہ بھرم بھی ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ گویا اصلی ہی ہی جیسے کہ ہزار علیحدہ علیحدہ پانی بھرے ہوئے ظروف مین ایک چاند کے ہزار ہی معلوم ہوتے ہین ایسا ہی ایک برہم کے اننت انسان و حیوان وغیرہ ہین اننت ہی برہم تخیل ہوتے ہین ورنہ درحقیقت اگر دیکھئے تو جملہ اشیاء ایک برہم ہی کی پریلے (حالتین) اور اجزا ہین جیسا کہ گھڑا ہانڈی مٹکا سرا وغیرہ سب ایک مٹی ہی کی حالتین ہین -

اور یہہ بھی غلط ہی کہ تعدد اگر کچھ نہوتا تو اوسکی تردید نہوتی صریح دیکھئے کہ گدھے کے سینگ کچھ نہین مگر اونکی تردید کیجاتی ہے -

علاوہ اسکے تعدد اگرچہ کچھ چیز نہین مگر اوسکی تردید اسلئے کیجاتی ہی کہ مخالف اوسکو چیز مانتے ہین - لہذا اسمین کوئی نقصان نہین -

ثابت ہی پس خود اونکا قول اونکے مخالف ہے -

مگر شاید اسپر بھی یہہ کہا جاے کہ یہہ بھی اودیا کا وہم ہی لہذا مین اس کھیڑے کو صاف کرکے ایک اور سوال کرتا ہون کہ برہم کو خود آپ برہم سے ہی ثابت کرتے ہین یا کسی قانون سے اگر برہم خود برہم سے ہی ثابت ہوتا ہے تب تو کسی کو اسکی وحدانیت مین شک ہی نہو سکتا کیونکہ برہم سب جگہہ موجود ہی اور دوسری اور کوئی چیز مانع نہین - اور اگر کسی قانون سے برہم کا اثبات ہوتا ہے تو قانون اور برہم سے ہی تعدد عارض ہوا - اور پوچھتا ہون کہ تعدد کا شک آپ اپنے دل مین سے رفع کرتے ہین یا عدالت کے اور میرے - اگر اپنے دل مین سے رفع کرتے ہین تو خود آپکو ہی وحدانیت مین شک معلوم ہوتا ہے - اور جو عدالت یا میرے دل مین سے رفع کرتے ہین تو میرا اور عدالت اور بابو صاحب یا فریقین مقدمہ اور حاضرین کا متعدد ہونا مسلم ہوا پھر کیون مخالفت کیجاتی ہے - اور بھی جو عدل عدالت عادل وظلم ظالم مظلوم فعل فاعل مفعول اوٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا سونا انسان حیوان کالا پیلا سرخ سفید مرض مریض طبیب ادویہ اور اسکی ترکیب وغیرہ وغیرہ ہزارہا اشیاء کی مخالفت اور مغایرت جو صریح موجود اور مدلل ہی وہ کیونکر رد ہوسکتی ہی ہرگز نہین -

ایک اور باریک بات بتلاتا ہون کہ توحید اور تعدد یہہ دونون لفظ اگرچہ باہم مخالف ہین مگر ایسے ہین کہ اگر انمین سے ایک نہوتا تو دوسرا بھی ہرگز نہوتا مثلاً چھوٹا اور بڑا یہہ دونون ہی ایسے ہین کہ اگر کوئی چیز چھوٹی نہوتی تو بڑی بھی کوئی نہ کہلاتی اسیطرح اگر تعدد کو نہ مانا جاے تو اوسکے بدون توحید بھی رد ہوتی ہے -

اور بھی اس بیان کو بڑھایئے تو یہان تک پہونچتا ہے کہ تعدد دیکھا اور کہین نہو تو اسکی

مخصوص بھی ہیں مثلاً آدمیت کے لحاظ سے جو حکومت اور وکالت مخصوص صفات ہیں وہی جملہ وکیلون اور حاکمون کے لحاظ سے صفات مشترک بھی ہین منجملہ انکے ستا یعنی وجود بھی ایک صفت ایسی ہی کہ جو جملہ اشیار مین مشترک اور جسکو بابو صاحب کہتے ہین کہ یہہ اشتراک ہی ترکیب پرتیکش سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم پوچھتے ہین کہ اشیار متعدد جنمین وجود مشترک ہی وہ بھی معلوم ہوتی ہین یا نہین اسپر اگر بابو صاحب کہین کہ نہین ہوتی تو یہہ غلط ہی اور ناممکن کیونکہ اشتراک بلا متعدد اشیار کے ہوتا نہین پس اگر متعدد اشیار کا علم نہوگا تو وجود مشترک کا بھی نہوگا اور اگر اس قسم کے خوف سے کہین کہ اشیار متعدد بھی پرتیکش سے معلوم ہوتی ہین تو یہہ کہنا خود بابو صاحب کے مخالف ہی ہی یعنی جیسا کہ قانون پرتیکش کے ذریعہ سے وجود مشترک کا اثبات بابو صاحب کرنا چاہتے تھے ویسا ہی تعدد کا اثبات بھی اسی قانون سے بخوبی ہوا لہذا قانون پرتیکش سے تو محض وحدانیت ثابت نہین ہوئی -

اور قانون انومان یا اودیا کی تردید مین جو بابو صاحب نے یہہ کہا ہے کہ اودیا تمام روپ اور بچار سے منزہ ہے - اسپر قانون انومان کی دفعہ ۴ حرف (ب) عارض ہی یعنی سوچن بادھت ہے - خلاصہ یہہ ہی کہ جیسا کوئی کہے کہ میرے منھ مین زبان نہین - یہہ کہنا ہی اُسکے منھ مین زبان کے ہونیکو ثابت کرتا ہے - ایسا ہی اودیا تمام روپ بچار سے منزہ ہے یہہ کہنا ہی بتلاتا ہے کہ ہی اودیا کا روپ اور بچار ہے ورنہ جو روپ بچار نہین رکھتے وہ کہنے مین ہی نہین آسکتے یعنی ایسی کوئی چیز ہی نہین جو روپ بچار ہی نرکھتی ہو -

اب اس بیان کے بعد قانون آگم کی تردید کرنا اگرچہ فضول ہے لیکن مین ایک ایسی بات دریافت کرتا ہون کہ جو بالکل لاردہی ہی یعنی یہہ کہنا کہ قانون آگم سے وحدانیت ثابت ہے اسپر بھی یہی دفعہ متذکرہ سابق عارض ہی کیونکہ قانون آگم وید اور برہم سے ہی تعلق

پرمان چند۔ حضور پھر آخر جو کوئی کچھ کہے اُسکا جواب تو دینا چاہیے۔

عدالت۔ ہان یہہ تو ہم بھی جانتے ہین کہ آپ جواب دینے مین تو چوکتے نہین۔ خیر اچھا کہیے جو کچھ کہنا ہے۔

پرمان چند۔ حضور مین اس قصہ کو ہی اب مختصر کرتا ہون۔ (ذرا جوش سے) اول قانون پرتکیش مین جو یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نرکلپ پرتکیش مین صرف ستّا ماتر (ہستی مطلق) کا گیان ہوتا ہے وہ پرمان ہے۔ مین اسمین سوال کرتا ہون کہ نربشیش (بالاجمال) ستّا کا گیان ہوتا ہے یا بشیش سہت (بالتفصیل و بالافراد)۔ اگر نربشیش ستّا کا گیان بتلاوین تو یہہ غلط اور ناممکن ہے کیونکہ نربشیش ستّا کوئی اور کہین بھی نہین پھر اُسکا گیان کہان سے ہو سکتا ہے۔ سب جانتے ہین کہ نربشیش سامانیہ گدھے کے سینگ کی مانند ناچیز ہے۔ تمثیل اسکی ظاہر کرتا ہون مثلاً اکشر ستّا سامانیہ والے ہین۔ وہ بلا ککا ہکار وغیرہ بشیش کے نکچھ ہین اور ککار ہکار وغیرہ بشیش سے علاوہ اُنکا کچھ گیان ہو سکتا ہے۔ پس لاچار دوسرا طریق ہی ماننا پڑیگا کہ بشیش سہت ہی ستّا کا گیان ہوتا ہے مگر یہہ کہنا جس شاخ پر بیٹھا ہو اُسیکو کاٹتا ہے کیونکہ یہہ بالکل وحدانیت کے خلاف ہے یعنی ستّا کے ساتھ ہی جب بشیش کا گیان بھی پرتکیش سے ہوا تو وحدانیت باقی نرہی جڑ سے اُکھڑ گئی۔

مطلب اس جملہ کا یہہ ہی کہ ہر چیز اپنی ذات اور صفات کا مجموعہ ہوتی ہی۔ اور صفات دو طرحکی ہوتی ہین۔ ایک صفات مشترک جیسے آدمیون مین آدمیت اور حیوان مین حیوانیت وغیرہ۔ دوئم صفات مخصوص جیسے آدمیون مین حاکم وکیل موکل اور حیوانون مین درند پرند یا شیر و بھیڑیا وغیرہ۔ اور ہر صفت کسی لحاظ سے مشترک بھی ہوتی ہی اور کسی

اصل مین نربکلپ گیان ہی ایسا یعنی ہر سہ عیوب سے پاک ہوتا ہی بعد مین اودیا اور سنسکار وغیرہ کی وجہ سے یہہ ہر سہ عیوب گیان مین پیدا ہوجاتے ہین یعنی اول تو صرف ستّا ماتر کا پرتکش ہوتا ہے بعد مین ایسا وہم ہوجاتا ہے کہ یہہ چاندی ہے یا سیپ ہے ہمارے نزدیک یہہ دونون بھرم مین پس درحقیقت نربکلپ گیان ہی پرمان ہی اور بکلپ گیان اپرمان۔

پھر قانون انومان کے بارہ مین اودیا کے اوپر جو اعتراض کئے ہین وہ بھی سر اسر نادانی سے ہین کیونکہ دراصل اودیا نہ برہم مین مستغرق ہی اور نہ اوس سے علیحدہ ہی اور نہ وہ کچھ چیز ہے نہ ناچیز ہے غرضیکہ اودیا تمام روپ اور بچار سے منزہ ہے پس کوئی روشنی مین آسکتا رہا قانون آگم اوسکی نسبت وہی بات ہے کہ جبکہ وہ قانون پرتکش اور انومان کے موافق ہی تو اوسپر اعتراض تجویز کرنیکی ضرورت ہی نہین۔ اصل یون ہی کہ اونٹ تب تک ہی اپنے کو سب سے بڑا سمجھتا ہے جبتک پہاڑ کے نیچے کو نہین نکلتا اب بابو صاحب کو معلوم ہو جاویگا کہ کیسا ہوتا ہے بیان لارڈ۔

سب مسکراتے ہین۔ اور بعض واہ واہ کرتے ہین۔ اور بعض سنگر کمر تھپتپاتا ہی

پرمان چند۔ کیا کہنے صاحب یہہ وہی مثل ہی کہ ناچ نہ جانین آنگن ٹیڑھا۔ یا جیسا کہ لومڑی نے کہا تھا کہ انگور کھٹے ہین۔ یعنی اپنے کو جو تقاری حاصل نہوئی تو اوسکا نام مغز زنی اور طول رکھ چھوڑا ہے یہہ ظاہر ہوجاویگا کہ اپنے منھ میان مٹھو کون بنتا ہے۔

عدالت۔ بابو صاحب خوش مزاجی کے واسطے اور بہت وقت ہے اب مطلب نگاہ رکھئے۔

پرمان چند۔ مگر حضور یہہ بھی دیکھئے کہ کسکی جانب سے ہے۔

عدالت۔ خیر کسیکی جانب سے ہی۔

اور جو کہین کہ برہم سے علیحدہ ہی تو اوس سے ہی دوئی ثابت ہوئی۔ اور اگر اودیا کو ناچیز بتلاوین تو وہ کسیکی بھی باج اور جاسی نہین ہو سکتی یعنی جو محض ناچیز ہو وہ کسی کارج کی کارن اور سبب نہین ہوا کرتی۔

تیسرا قانون آلم اوسکی بابت گزارش ہی کر چکا ہون کہ وہ قانون ترکیش و انومان کے خلاف ہونے سے اپرمان ہے۔

اور پاخانہ پیشاب پاک و ناپاک وغیرہ جو ترکیش موجود ہین وہ وہم کیونکر ہو سکتے ہین جب انکو بھی برہم بتلایا گیا تو وہ پاک ذات کیونکر رہا۔ علاوہ اسکے پاخانہ پیشاب اور آب و طعام وغیرہ کی تفریق اور مغایرت کی وجہ بھی اگر اودیا یعنی جہالت ورہم ہی تو خود بابو صاحب مدعا علیہم تو عیوب جہالت وغیرہ سے مبرا ہین وہ ہی اسپر کیون عمل نہین فرماتے واہ یہہ ایسی ودیا خوب ہے کہ جو پاخانہ پیشاب آب و طعام و ہر ایک پاک و ناپاک کا فرق مٹا کر سب اندھا دھندہ کارخانہ پھیلاتی ہے اس سے تو ہماری اودیا اور جہالت ہی اچھی ہی۔ پس بابو صاحب خواہ مخواہ خود پسندی سے کہتے اور سمجھتے ہین کہ مین تردید کرتا ہون ورنہ محققان کامل کے نزدیک کچھ بھی تردید آپ نہین کر سکتے۔

پرمانا بھاس۔ جی صاحب۔ اپنے منہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے جسکو عدالت پسند کرے وہ صحیح۔ اور آپ اپنے بیان کی وقعت کیا سمجھتے ہین صرف اسقدر بات ہے کہ آپکو نغز نویسی کی زیادہ طاقت ہے اور مین طول کو فضول سمجھتا ہون۔ مختصر لفظون مین مطلب کا اظہار کرنا ہر ایک کا کام نہین۔ لیجئے اس مرتبہ بھی جو جو اعتراض آپنے کئے ہین ابھی اونکی تلعی کھولتا ہون اول آپنے جو فرمایا ہے کہ جو گیان سنشے وغیرہ سے مبرا ہوتا ہے وہی پرمان ہو سکتا ہے اس سے ہم کو انکار ہے۔ مگر یہہ کہنا کہ نرکلپ گیان ایسا نہین ہوتا سراسر غلط ہی بلکہ ہم کہتے ہین کہ

کے ذمہ کچھ خرابی نہین آسکتی۔ پس بخوبی ثابت ہے کہ ایکو برہم دوتیونا ستی" یعنی ایک برہم کے سولے دوسرا کچھ نہین۔

پرمان چند۔ حضور مجکو اگرچہ کچھ اور کہنے کی ضرورت معلوم نہین ہوتی لیکن معاملہ پیچدار ہے مبادا عدالت کو مغالطہ پڑجاے لہذا کسیقدر گزارش کرتا ہون۔

حضور پر واضح رہے کہ نرکلپ گیان کبھی پرمانیک اور درست نہین ہوسکتا بلکہ جو گیان سنشے (संशय اشتباہ) وپرجے (विपर्यय خلاف دانی) اندھیوسلے (अनध्यवसाय عدم ادراک) سے مبرا ہو وہی پرمان ہوسکتا ہے یعنی جبتک یہہ معلوم نہو کہ میرا علم ہر سہ عیوب مذکورہ سے مبرا ومنزہ ہے تب تک اُسکا علم پرمان یعنی حق دانی کا ذریعہ نہین ہوسکتا۔ خلاصہ یہہ ہے کہ کسی چیز کا مقا علم ہونا نرکلپ گیان اور علم کو عیوب سے مبرا تحقیق کرنیکا نام سکلپ ہے۔ پس اگر نرکلپ گیان کو ہی پرمان اور درست مانا جاوے تو سیپ مین چاندی کا مقا علم ہونا بھی جو صریح خلاف دانی ہے پرمان سمجھا جائیگا۔ مگر نہین بلکہ جب مذکورہ صدر سکلپ کے ذریعہ سے کامل تحقیق ہوجاوے تب کوئی علم پرمان ہوتا ہے۔

باقی یہہ بات کہ نرگیا اور ہیتو وغیرہ اودیا سے پرتی بھاسنے ہین یا دوئی وغیرہ کی کلپنا اودیا سے پیدا ہوتے ہین اُنکی نسبت مین پوچھتا ہون کہ وہ اودیا کہ جو قانون پرتکشن وانومان وغیرہ کی بابت بتلائی جاتی ہے کوئی چیز ہے یا ناچیز اگر نہین کہ کوئی چیز ہے تو پھر سوال ہے کہ برہم مین مشتمل ہے یا برہم سے علیحدہ۔ اگر برہم مین مشتمل بتلاوین تب تو ودیا ہی ہے اودیا کیونکر ہوسکتی ہے ورنہ برہم کو بھی اودیا حایل ہوگی۔ یہہ بہت بڑا ستم آتا ہے۔ اور برہم ہی جملہ بھرم گیان روپ اپرمان کا کارن قرار پاتا ہے پس پرمان کی پیدایش ہی محال ہوجائیگی یعنی صدانی و ناحق رسانی کا ذریعہ ایک ہوگیا۔

پرمان چند مسکرا کر چپ رہتا ہے -

عدالت - اچھا اچھا کہیئے -

پرمانا بھاس - حضور اول قانون پرتکش کی بابو صاحب نے یہہ تردید کی ہی کہ اگر برھم کی وحدانیت پرتکش سے ثابت ہوتی تو سبکو برابر ہوتی - مگر یہہ بات از بسکہ نادانی اور نافہمی کی ہی کیونکہ مین اول ہی کہہ چکا ہون کہ اودیا اور پورب سنسکار کی وجہ سے دوئی کا وہم ہو جاتا ہے ورنہ آنکھ کھولکر دیکھتے ہی اول سبکو ست ماتر کا گیان ہوتا ہی یہہ ہی نرکلپ گیان پرتکش کا سروپ ہے بعد اسکے جو نکلپ پیدا ہوتے ہین وہ اودیا وغیرہ کی وجہ سے ہوتے ہین جنکی کچھ اصل نہین اسلیئے اپرمان ہین - یہی وجہ ہی کہ سبکو اس بیان پر اتفاق نہین بلکہ اختلاف ہے جب ودیا یعنی جہالت رفع ہو جاتی ہی تو جو بچوبہ ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہی - بس نرکلپ پرتکش بہر حال ہمارے موافق ہے -

اب لیجئے قانون انومان - البتہ جو قانون پرتکش کے خلاف ہوتا ہے وہ انومان کا فقرہ موزون نہین ہوتا مگر ہمارا انومان کا فقرہ بحسب مذکورہ صدر قانون پرتکش سے موید ہے مخالفت جو نظر آتی ہے اوسکی وجہ صرف وہی اودیا اور جہالت ہی -

وہمی ترگنیا و ہیتو وغیرہ جو برتی جاتی ہین اونکا سبب بھی وہی اودیا ہے - بس یہی تمام باتون کا جواب ہی لہذا قانون انومان مین کچھ دوش نہین آتا -

اور پھر جبکہ پرتکش و انومان سے جسکا اثبات ہوتا ہو اوسیکا صریح بیان قانون آگم مین کیا گیا ہے تو اوسمین بھی کچھ دوش نہین آتا - جو اعتراض ہی وہ وہی رد ہو گیا اب اور کیا ضرورت ہی عدالت کی زیادہ سمع خراشی کرنے کی -

اور برہمن عدم پاک و ناپاک وغیرہ کے خیالات تو محض بھرم ہین اون سے اونکی پاک

معلوم ہوتے اور پرتی بھاستے ہین تب تو پھر بھی نوان گیان کا پیدا ہونا ناممکن ہوا کیونکہ سب پرتی بھاس روپ جو معرض بحث ہی اوسمین مستغرق ہوگئے کوئی ہیتو وغیرہ باقی نرہا - اور اگر بتلاوین کہ وہ پرتی بھاس (معرض بحث) سے باہر اور علیحدہ ہی ہین تو ولیسے ہی پرتی بھاس ان ہیتوین بوبھچار آیا یعنی یہ کہ بڑنگیا اور ہیتو وغیرہ پرتی بھاس مان توین گر پرتی بھاس سے باہر اور علیحدہ یعنی وحدانیت کے خلاف ہین -

سب تعجب اور واہ واہ کرتے ہین -

اچھا - قانون آگم وید جو ہے اوسکی زیادہ تردید کرنا مین فضول گوئی مین داخل سمجھتا ہون کیونکہ اوسکی تردید مین نقشہ تحریری داخل کر چکا ہون - علاوہ اوسکے اوسمین جو برہم کی صفات کا بیان کیا ہی کہ اگنی اوسکا سر اور سورج چندرمان اوسکی آنکھین اور وید اوسکے کلام وغیرہ وغیرہ یہ جملہ بیان ایسا ہی کہ جیسا کوئی بندھیا کے پوتر کے بواہ کا احوال بیان کرے - مطلب یہ ہی کہ جبکہ کوئی ایک برہم ہی ثابت نہوا تو اوسکے سر اور آنکھ وغیرہ کا بیان کیونکر راست ہو سکتا ہی پس سرے اور جملہ محققان کے خیال مین کوئی بھی قانون برہم کی وحدانیت کا سادھک نہین بلکہ بادھک ہے - بس اسیقدر کافی ہے حضور کے نئے نتیجہ نکالنے کو -

بڑے غضب اور ہنسی کی بات ہی کہ زرعہ فزارعہ - آب و طعام - پاخانہ پیشاب - بدبو خوشبو کوڑا کباڑ - مرض مریض - جھوٹ سچ - پاک و ناپاک - جاہل و جہل وغیرہ غرض سب کچھ عیوب اوسی پاک ذات برہم کے ذمہ لگائے جلتے ہین -

پرماتا بھاس (دکھڑا ہو کر) کیا خوب آپ اپنی دانست مین تو یون سمجھا ہوگا کہ اسکا بیان کی کوئی تردید ہی نہین بھلا ایسا نامعقول تنزل بیان کب قابل پذیرائی ہو سکتا ہے لیجئے مین اسکی ابھی تردید کئے دیتا ہون - عدالت اسپر کیونکر اکتفا کر سکتی ہی -

پرمان جیند۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ جو امر پریکٹش سے ثابت ہوتا ہے اوسمین کسیکو
مخالفت نہین ہوتی بلکہ سب پر یکسان اُسکا اثر ہوتا ہے جیسا کہ گمٹ و پٹ وغیرہ کے
پریکٹش مین کسیکو مخالفت نہین ہوتی۔ پس وحدانیت اگر قانون پریکٹش سے ثابت
ہوتی تو کچھ مباحثہ ہی اوسمین باقی نہوتا بلکہ مین اور آپ بھی لامحالا اوسکے قایل ہوتے۔ پس
قانون پریکٹش سے تو وحدانیت کا اثبات ہرگز نہین ہوسکتا۔ بلکہ قانون پریکٹش تو اوسکی
خلاف محض این و آن چنین و چنان وغیرہ کی علیحدگی اور تفریق کے موافق ہے چنانچہ
صریح جملہ اصحاب کے دیکھنے مین ایسا ہی آتا ہے۔

اب رہا قانون انومان وہ بھی بابو صاحب کے موافق ہرگز نہین کیونکہ اول تو قانون
پریکٹش کے خلاف جو انومان ہوتا ہے وہ خواہ کیسا ہی لااعتراض ہو مگر غلط سمجھا جاتا ہے
لہذا جبکہ قانون پریکٹش سے جملہ اشیاء کا اختلاف اور امتیاز ثابت ہے تو کسی بھی انومان
کے فقرہ سے وحدانیت کا اثبات نہین ہوسکتا۔

دویم وہ انومان کا فقرہ خود بھی متناقض اور معیوب ہے لہذا اوسکی کیا تاب ہے کہ قانون
پریکٹس کا مقابلہ کرے۔

دیکھیے سوال ہے کہ وہ وحدانیت کا سادھک انومان کا فقرہ جو بابو صاحب نے بیان فرمایا
اوسمین انومان کے اجزاے پرتگیا۔ ہیتو۔ اُدداہرن وغیرہ بھی پرتی بھاستی ہین یا نہین۔ اگر
کہین کہ پرتی بھاستی نہین تب تو اونکے بعدن اونکے انومان کا پیدا ہونا ہی ناممکن ہے
کیونکہ کوئی گیان اور انومان بلا اپنی سامگری اور سامان کے ہرگز پیدا نہین ہوسکتا۔ اور اگر
مانین کہ پرتگیا۔ ہیتو وغیرہ بھی پرتی بھاستی ہین تو اوسمین پھر سوال ہے کہ وہ اجزاے اُس
مذکورہ پرتی بھاس مین مستغرق ہی پرتی بھاستی ہین یا اوس سے علیحدہ۔ اگر اوسمین مشتمل

توہماری شہادت لسانی مین ظاہر ہو ہی چکے ہین مگر اور بھی بہت مقامات مین اوسکا تذکرہ ہے جیساکہ اتھربن وید کے منڈوک اُپنشد مین لکھا ہے کہ اگنی اوسکا سر اور سورج چندرمان اوسکی نیتر اور دسون سمت اوسکے کان اور وید اوسکے کلام اور بایو اوسکے سوانس اور سنسار اوسکی بدھ اور پرتھوی اوسکے قدم ہین اور تمام جگت کا جیو وہی ہے وہی آپ سب کچھ ہے اور بھلائی برائی کا اجر دینے والا اور پلنے والا بھی وہی ہے" اور بھی ہزار ہا مقولہ اس مضمون کے مصداق ہین مگر اسیقدر اطمینان کے لئے کافی ہین بس اب کوئی شک باقی نہین رہ سکتا اس مین کہ "دنیا بھر مین ایک برہم کے بجز اور کچھ بھی نہین" آیندہ ماننا نہ ماننا اختیار عدالت ہے -

حاضرین دریائے تحیر مین غرق اور منتظر ہوتے ہین کہ پرمان چند کیا کہتا ہے -

پرمان چند (تقریر حریف کو ہیچ سمجھتے ہوے بُشرہ سے) حضور انور پر روشن ہوگا کہ دلایل قانونی بھی جو پیش کیگئی ہین کس درجہ بیجا معقول ہین کہ جو عقلمندون کے نزدیک فضول سمع خراشی مین داخل ہین -

عدالت - صاحب ہمکو تو یہہ روشن نہین ہم تو سچ کہتے ہین کہ ہمکو تو تا ہنوز دلایل مذکورہ لا اعتراض معلوم ہوتی ہین اسی لئے ہم ایک نئی بات دل مین اثر کرنیسے حیران ہین -

فریق مدعا علیہم خوش ہوتے ہین -

پرمان چند (ہنسکر) حضور اسکی کچھ پرواہ نہین مجکو بخوبی اطمینان ہے کہ حضور مین تعصب مزاجی اور ناحق پرستی کا دخل نہین بس مین نے جو "روشن ہوگا" یہہ لفظ کہا ہے اُس سے "روشن ہوجاویگا" یہہ مطلب لے لیجئے -

حاضرین اور تعجب ہوتے ہین -

عدالت - اچھا کہیئے -

کے لحاظ سے سب مختلف انیک ہین۔ بابو صاحب اسکے خلاف ہین اگر اسطرح بیان لین یعنی
کہین کہ کسی نوع سے سب ایک ہین اور سطرح سے انیک تو بیشک ٹھیک ہی پھر کوئی مخالفت
نہین لہذا لالہ صاحب مذکور کا بیان کسی طرح بھی قابل اعتراض نہین۔ یہہ ہی جملہ شہادت
لسانی کی حقیقت۔

پرمانا بھاس۔ (شرمندگی سے) جناب عالی ہمارا بیان کچھ صرف گواہان کی شہادت کے
بھروسہ پر نہین بلکہ بوجہ مستند قانونی دلایل کے خود ہی ثابت اور روشن ہی چنانچہ اب
قانونی دلایل پیش کیجاتی ہین۔

اول قانون پرتیکش ہی ہمارے موافق ہے کیونکہ آنکھ کھولکر دیکھنے سے دفعتاً اول تو
تمام اشیا ایک ستّا روپ ہی نظر آتی ہین بعد اوسکے اودیا اور پورب سنسکار کی وجہ سے
اختلاف اور دوئی کا وہم ہو جاتا ہی اور اُسی ستّا کا نام برہم یا واجب الوجود ہی۔ کسی نے
اسی کے مصداق کیا اچھا کہا ہے۔ شعر نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے ؎
ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے۔ پھر بموجب قانون انومان کے بھی وحدانیت بخوبی
ثابت ہے۔ لیجئے انومان کا فقرہ یہہ ہے "تمام جگت سب ایک پرتی بھاس प्रतिभास
روپ ہی ہے (پکش) کیونکہ پرتی بھاس مین آوے ہی (دلیل) جو جو پرتی بھاس مین
آتا ہے وہ سب پرتی بھاس روپ ہی ہوتا ہے جیسے خود پرتی بھاس (تمثیل) پس چونکہ
تمام جگت بھی پرتی بھاس ہے (تکرار دلیل) لہذا ایک پرتی بھاس روپ برہم ہی
ہے۔ (نتیجہ)"

یہہ فقرہ بہمہ وجوہ لا اعتراض ہی بس کافی ہے۔

پھر قانون اگم یعنی وید بھی ہر نوع ہمارے خیالات کا حامی ہے یعنی اوسکے چند مقولہ

کے بیان سے آخر کسطرح یہی ثابت تو ہے کہ تمام اشیاء ایک ہین اتنا بیان ہی اونکا ہمارے نقیض
باجی اگر مخالف ہے تو اوسکا اسقدر اثر نہونا چاہیے پس بخوبی ثابت ہے کہ "ایکو برہم دتیو ناستی"
پرمان چند (ہنسکر) جناب عالی اسوقت مجھکو "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"
یہہ مصرعہ یاد آیا ہے۔ یعنی یہہ فقرہ کہ "مین بھی جاہل ہون" مین نے خود سوال کرکے گواہ سے
تسلیم کرایا تھا مگر مباحثہ مین اپنی طرف سے اسکا مطلب ظاہر کرنا سہو ہوگیا تھا شکر کا مقام
ہے کہ بابو صاحب نے خود مجھکو یاد دلایا۔ دیکھیے حضور بابو صاحب کی کس درجہ کی جرأت ہے کہ
ایسے گواہ کو کہ جسکی جہالت پر خود بھی متفق ہین شہادت مین پیش کیا اور صرف اوسیکی شہادت
پر مقدمہ اوڑایا چاہتے ہین وہی مثل کہ "گنجی پنہاری گور کھوؤن کا اینڈھوا"

مگر کیون جرأت نہو کہ آخر اونپر بھی تو جہالت غالب ہے بلکہ وہ تو اس فقرہ کو عدالت وغیرہ
جملہ اصحاب تک بڑھاتے ہین۔ ہاے افسوس شرم کا مقام ہے۔ بھلا فاضلان و تجربہ کاران کے
مباحثہ مین جاہلون کا کیا کام اور کسنے اونکو دخل دیا ہے۔ باقی یہہ اونکو اختیار ہے کہ وہ اپنے
گواہ کی معززی اور معتبری سے اب بھی انکار کرین۔ علاوہ ازین زبردست اعتراض تو یہی ہے کہ
گواہ اور مدعا علیہم جبکہ ایک تبلاے اور بلانے گئے تو ثبوت لسانی خود ہی رد ہو گیا۔

لالہ تھنجہت چند صاحب کے بیان کے بارہ مین نیاز مند اول ہی عرض کر چکا ہے مفصل ہیکہ
کہ جو چیز کسی نوع سے جیسی کہی جاتی ہے وہ ہر طرح سے ویسی نہین ہوجاتی۔ جیسا کہ میرا داخل کیا ہوا
عرضیہ دعوی اور بابو صاحب کا مدخلہ جوابدعوی بحیثیت کاغذ دونون ایک ہین وہ بھی کاغذ ہے
اور وہ بھی۔ یہہ اونکا سامانیہ گن ہے یعنی مشترک کلاس لحاظ سے کہ ایک عرضیہ دعوی ہے اور دوسرا
جواب دعوی۔ یا بلحاظ سنگیا سنکھیا لکشن وغیرہ وشیش کے ہرگز ایک نہین پس ایسا ہی لالہ صاحب
کے بیان کے موافق اگرچہ سب وستو یہہ سامانیہ گن کی اپیکشا ایک ہین لیکن وشیش یعنی وجہ امتیاز

کے ساتھہ ہی وہ مخالفت بھی تو کرتے ہین یعنی اگرچہ وہ کہتے ہین کہ جملہ اشیا کسی لحاظ سے
کتہنپوت ایک ہی ہین - مگر یہہ بھی اونکا بیان ہی کہ دوسری طرف غور کرنے سے نظاہر انیک
بھی ہین - اس اونکے بیان کی صداقت حضور کو اور جملہ حاضرین کو اخیر مین خود ثابت ہو جاویگی
در حقیقت کسی بات کو ایک طرح پر ان بیٹھنا ایسا مضر ہے جیسا کہ کوئی طفل اپنے باپ کا نام
کیہری سنگہ سنکر اوسکو سچا کیہری سنگہ مان جاوے اور بلحاظ اسی کے وہ اپنے باپ کی نزد
سے ڈر کر بھاگ جایا کرے اس حالت مین اوسکے دردشریک دوست اوسکو کیسا ہی سمجھاوین
کہ بیوقوف یہہ سنگہ (شیر) نہین بلکہ تیرا باپ ہی اور کیہری سنگہ تو صرف نام کے لحاظ سے
پکارا جاتا ہے مگر وہ طفل کسیکی کیون سنیگا - جیسا کہ کمترین اسوقت حقیقت کو ظاہر کرتا
اور بابو صاحب اوسپر اعتراض لاتے ہین لیکن عقلمند لوگ جانتے ہین کہ اوس طفل نافہم کا اوسکو
صرف کیہری سنگہ سمجھکر پرورش پیدا نہ سے محروم رہنا محض جہالت اور کم نصیبی ہی - چنانچہ
حضور عالی فراست سے بھی یقین کیا جاتا ہے کہ ضرور عدالت کو تحقیق ہو گیا ہوگا کہ ما رعا علیہم کا
جملہ اشیا کو صرف ایک برھم سمجھکر بے ایمانی اور خیانت کی جڑ قایم کرنا خالص طمع نفسی یا
نادانی ہی پس لالہ تہنپت چند کا بیان دراصل اصلیت کی جان اور حقیقت کا عطر ہے
اگر اوسکو بابو صاحب اپنے موافق مان لین تو پھر کیا شک ہے مدعی کے کامیاب ہونے مین
بس کافی سمجھتا ہون اسی مختصر مباحثہ کو -

پرمانا بھاس - حضور یہہ بھی معلوم ہی کہ ہمارے گواہ نے خود اقرار کیا ہے کہ مجھکو بھی اتودیا
یعنی جہالت مایل ہے پس اگر کسی مقام پر اوسنے غلطی بھی کی تو کیا عجب ہے کہ اوسکی وجہ بھی
وہی جہالت ہو - اور دیکھیے گواہ موصوف کی راست بیانی کہ اپنی جہالت کے اقرار سے جلسہ عام
مین سرا جلاس عدالت بھی منکر نہین ہوا پھر کیون اوسپر استدلال کیا جاوے اور لالہ تہنپت چند

اور کیون نکرے کہ جو بات واقعی ٹھیک ہوتی ہے اوس سے کب انکار ہوسکتا ہے۔ دیکھئے اول ہی گواہ موصوف فرماتے ہین کہ جسقدر معنی معلوم ہوتی ہی وہ صرف اودیا کی وجہ سے ہے اور وہ اودیا برھم سے علیحدہ ہے۔ ایک۔ دو بھی بیان کیا ہے کہ یہہ بیان میرا باعتبار ویدکے ہی پس وید سے بھی دوئی ثابت ہوئی۔ علاوہ اسکے وید کی تردید مین مین نے فہرست تحریری داخل کی ہے اوسکے بموجب جبکہ وید کی تردید ہوگئی تو تمام بیان کہ جو اوسکے اعتبار پر ہے خودہی رد ہوگیا۔

ایک اور تماشے کی بات رہگئی کہ وہ ہی معتبر گواہ صاحب کہتے ہین کہ مدعاعلیہم اور مین گواہ دو ہین اس سے بھی دوئی صحیح طور سے تسلیم ہوگئی۔ مگر پھر اس سے انکار بھی کیا بلکہ برخلاف اسکے کہا کہ مین اور مدعاعلیہم ایک ہی ہین اس موقع پر گواہ کا چکرانا قابل لحاظ ہے کہ اسکو "گویم مشکل وگر نگویم مشکل" کی حالت پیش ہوگئی تھی۔ یعنی اسکے انکار کرنے سے ایک بہت بڑا سقم اور عاید ہوا کہ گواہ اور مدعاعلیہم جبکہ دونون ایک ہوگئے تو اوسکو گواہی مین پیش ہونیکا منصب بھی نہین رہا بلکہ وہ خود مدعاعلیہم ہی ہوا مگر افسوس کہ طرفداری کی شراب کے خمار مین کچھ معلوم نہین ہوتا۔

زیادہ تر تاسف بابو صاحب کی عقل پر ہی کہ باوصف قانون پیشہ ہونے کے ایسے معاملے کی پیروی کرتے ہین۔ مگر ہان کیون نکرین کہ بموجب اونکے مسئلہ متنازعہ کے وہ اور مدعاعلیہم نیز گواہ بھی تو ایک ہی ہین۔ لیکن اب خوف یہہ ہوتا ہے کہ یہہ مسئلہ عدالت و نیز ہمارے تمہارے حاضرین پر بھی حملہ کرتا ہے (حاضرین سوال سنکر ہنستے ہین) پس میرے خیال مین محض نادانی ہے ایسے گواہ یا اوسکے بیان پر استدلال کرنا۔

لالہ گنھیت چند صاحب کے کلام پر جو کہا گیا ہے کہ وہ ہمارے موافق ہے یہہ نہین سوجھتا

اختلاف اوسکے بیان پر عاید ہے - اول تو علم و عالم و معلوم اور رحم و رحیم و مرحوم و بیاپیہ و بیاپک وغیرہ سے دوئی اور جدائی ثابت ہوئی جو وحدانیت کے خلاف ہے - دویم اگر تھاو شماو غیرہ سب ایک برھم ہی ہوتے تو سب مین خدائی صفتین بھی ضرور ہوتین یا برھم مین بھی وہ صفتین نہوتین - یہہ نا ممکن ہی کہ ہما شما مین وہ صفتین نہون اور برھم مین جو ایک ہمارا نام ہے موجود ہون یہہ بھی خلاف وحدانیت ہے -

ایسا ہی نراکار نرنجن آنند سروپ وغیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بجز برھم کے باقی اور اشیا ساکار او رنجن والی یا دکھ روپ ضرور ہین ورنہ ایسی تفریق و خصوصیت کا پیدا ہونا ممکن نہین خصوصاً غیر ذی روح مادہ سے تو برھم کی علیحدگی ضرور ہی ظاہر ہوتی ہے کہ جسمین ان صفتون کا ہونا بالکل نا ممکن ہی -

پھر یجر وید کے حوالہ سے جو یہہ کہا گیا ہے کہ جبکہ ہرن گربھ نے خیال کیا کہ بجز میرے اور کوئی نہین ہاور تنہائی سے مسرت اور آرام نہین تب بمجرد خواہش کے ایک سے دو ہو گئے - اس مین بھی اول تو اوس بیان سے اختلاف ہی کہ پرمیشور آنند سروپ و غیر متلون ہے - دویم جو محض ایک ہوتا ہے اوس سے دو ہرگز نہین ہو سکتے جیسا کہ پرمانو ایک ہے اوس سے کبھی دو نہونگے - لہذا یہہ بیان گواہ مذکور کا غیر ممکن اور جھوٹ ہی - پھر جبکہ دوئی کوئی چیز نہین تو دوئی کا نام کہان سے پیدا ہو گیا کہ برھم نے خود کہا مین ایک ہون بہت ہو جاؤنگا کیونکہ بموجب بیان گواہ مذکور کے بھی جو چیز نہین ہوتی اوسکا نام بھی نہین ہوتا یعنی نیست مطلق سے ہست نہین ہو سکتا جرح مین یہہ سوال اسی غرض سے گواہ کو تسلیم کرایا گیا تھا -

پھر گواہ مذکور نے اگرچہ بوجہ رعایت و طرفداری کے صریح طور سے بیان کیا ہے کہ سوائے برھم کے اور کچھ نہین لیکن پھر بھی چند مرتبہ اپنے بیان مین اوسنے دوئی کو بھی تسلیم کیا ہے

یعنی اُس سے سوال کیا تھا کہ تمکو بھی اودیا یعنی جہالت حاصل ہے یا نہیں جسکا مطلب یہہ تھا کہ گواہ اپنے کو جاہل نہیں بتلاویگا پس مجروح ہوجاویگا مگر گواہ موصوف نے آزادانہ طریق سے کہا کہ ضرور ہے۔ سرستی اسیکا نام ہے۔ شہادت تردیدی بھی کچھ ہو اوسمین کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ خود لالہ کنہیا چند صاحب ہمارے بیان کو قبول فرماتے ہین۔ پس اس حالتمین بہر حال تنقیح نمبر دو کا بھی ہمارے حق مین تجویز کرنا قرین انصاف ہے۔

اب قانونی دلیلات بیان کرتا ہون۔

عدالت۔ ذرا ٹھیریئے پہلے شہادت زبانی کو طے ہونے دو۔

پرمانا بھاس۔ بہت اچھا حضور۔

عدالت (پرمان چند سے) ہان صاحب کہئے جو کچھ کہنا ہے۔

پرمان چند۔ جناب عالی بابو صاحب کی طرف سے شہادت زبانی مین اس نمبر کے بارہ مین صرف ایک گواہ پیش کیا گیا ہے جسکو تسلیم ہے کہ مین رشتہ مین مدعا علیہم کا نبیرہ ہون چنانچہ رعایت اوسکی اوسکے بیان سے واضح ہے۔ پس اسکا اظہار ہرگز قابل اطمینان نہین۔

اب اون معزز گواہ صاحب کی اختلاف بیانی پر لحاظ فرمائیے جس سے خود اونکی فضیلت اور عظمت ظاہر ہوتی ہی بقول لیکہ "از کوزہ ہمان تراود کہ در وست"۔ اور ساتھ ہی اسکے یہہ بھی خیال رکھیئے کہ بندہ نے جو اوسکے اظہار پر جرح کی تھی وہ کہانتک معاملہ سے متعلق اور نا متعلق تھی گواہ مذکور بیان کرتا ہے کہ ایشور رحم و کرم و علم و حلم وغیرہ جملہ صفات سے موصوف ہے اور آنند سروپ نرا کار نرنجن سرب گیہ سرب بیاپک ربالو ونیائی ہے۔ اور نجاشما وغیرہ اور کوئی بھی اون خدائی صفتون کو نہین رکھتا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اس جرح مین وہ

آج ہمارے تو دل سے جگت کے کرتا ہونیکا اندھیرا ہی کھو دیا۔

عدالت (پرمانا بھاس سے) ہان صاحب کچھ اور کہنا ہے۔

پرمانا بھاس (دلیری سے) بس حضور کہان تک مغز زنی کریں۔ اب حضور خود غور فرمالیوین کہ کون راستی پر ہے۔ کیونکہ حضور کی طبیعت بھی اب اکتاگئی ہے۔

عدالت۔ صاحب ہم نہین اکتاتے رکتاتے۔ جو کچھ کہنا ہے کہو۔

پرمانا بھاس۔ بس حضور اور کیا کہینگے۔

عدالت۔ خیر شکر ہے کہ ایک نمبر سے تو انفراغ ہوا۔ اچھا صاحب تو اب دوسرا نمبر بھی اپنا طے کر لیجئے (منصرم سے) منشی جی نکلئے تنقیح نمبر دو۔

منصرم نکالتا ہے اور ملاحظہ کراتا ہے۔

پرمانا بھاس۔ یہ نمبر دو بھی ہمنے پنڈت ویانت سنگ کی شہادت سے جو ایک مغز اور عالم فاضل شخص ہے پایہ اثبات کو پہونچایا ہے چنانچہ گواہ موصوف کا صریح طور سے بیان ہے کہ تمام جگت مین ایک برہم کے بجز دوسرا کچھ بھی نہین اور جسقدر جدائی یا دوئی نظر آتی ہے وہ سب جھوٹی اور وہمی ہے۔ اور اوسی پربرہم پرماتما نے جب چاہا کہ وحدت سے کثرت ہو تو اشکال مختلف کو قبول کیا۔ اور اونکا بیان کسی طرح سے مجروح بھی نہین ہے یعنی مختلف اقسام کی جدائی نظر آنیکی وجہ اونسے دریافت کیگئی تھی اوسکے بتلانے مین بھی وہ مجبور نہین ہوے اور اونکے ایسے اعتقاد کی وجہ دریافت کیگئی تھی اوسکے اظہار مین بھی وہ مقصور نرہے۔ بلکہ وید مقدس کے حوالے بیان فرمائے چنانچہ اسی مضمون کی تصدیق اور بھی صدہا مقولہ وید کے مشہور عام ہین۔ اور صنعتون کی جرح مین بھی گواہ موصوف نے کہین دھوکھا نہین کھایا۔ پھر آگے چلکر بابو صاحب نے گواہ مذکور کو ایک عجیب مغالطین لا ڈالا تھا

کہ آگ گرم ہوتی ہی اوسکو اگر کوئی کہے کہ آگ سرد ہوتی ہے تو بہی راست کہیگا اور اگر گرم بتلائی جاوے تو بھی مانیگا۔ پس اوسکا خیال تو راست نہین ہو سکتا۔ اور اگر پکش اول مانین یعنی کہین کہ یہہ خیال اوسیکو ہوتا ہے جسنے تحقیق کر لیا ہو کہ مرکبات کرتا کے کئے ہوئے ہوتے ہین تو بھی نادرست ہے۔ کیونکہ جب کسی مین ہین کوئی گہرا گڈھا کھود کر مٹی نکال لیتے ہین تو بجاے مٹی کے آکاش ظاہر ہو جاتا ہے۔ اوسکو دیکھکر معًا یہہ خیال ہوتا ہے کہ پہلے اس سے تمام خلا مین بھی اسیطرح مٹی بھری ہوگی اوسکو نکالکر ایسے ہی کسی نے آکاش پیدا کیا ہوگا۔ پس یہہ خیال بھی اوسکا راست ماننا چاہئے۔ مگر یہہ مخالف کو بھی تسلیم نہین لہذا کسی امر کا معًا خیال ہونا بھی بلا کامل تحقیق کے ٹھیک نہین ہی۔ پس قصہ مختصر حقیقت یہہ ہی کہ اس قدیم اور لازوال جگت کا کرتا کوئی بھی نہین۔

بس یہہ ہی بابو صاحب کے اخیری اعتراضات کا مختصر جواب ہے۔

یہانتک بابو پریان چند کے کلام کا پہونچا تھا کہ سری ہری۔ دھرتی۔ کیرتی۔ بدھی لکشمی وغیرہ صدہا لیڈیون کے بدن پر کہ جنکا تماشے کے لئے ہجوم ہو رہا تھا خوشی سے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور جوش سرور کا یارا ے ضبط نہوا بس از حد اومنگ کی ترنگ مین آکر اپنے ہاتھوں بابو پریان چند کے اوپر پریم کے پھول برسائے اور پرشٹھا۔ پربھوتا وغیرہ لیڈیون نے خود بخود دُرِ محبت کے ہار بابو صاحب موصوف کی گردن مین پہنائے۔ جملہ مخالفین پر ندامت چھائی اور تمام حاضرین یورپین نے از بس شادی و شادمانی سے تال بجائی۔ جملہ انصاف پسند سامعین نے صدائے واہ واہ سے پکارا اور تمام خردمندان دوربین نے آفرین و مرحبا کا نعرہ مارا۔

مسٹر پیریا صاحب (کلکتہ بہادر تال بجاکر) او ہو صاحب پریان چند نے تو سوچ سمجھ کر

لکھو پلنا اور بیشمار تکالیف اور عذاب مین لگاکر بیوقوف اور بید وغیرہ نہ کہلاتا بلکہ ہر ایک
طرح کی آلایش اور آمیزش سے منزہ دمبرا رکھکر آرام مین رکھنا - اجسام وغیرہ کے بنانے سے
مطلب ہی یہہ ہے کہ خالص روح کچھہ نہین کر سکتی - اور ایشور مین حرکت اسلئے غیر ممکن ہے
کہ اول تو عرض کر ہی چکا ہون کہ خالص روح مین ایسی ہلنا چلنا وغیرہ حرکت نہین ہوتین
دوم ایشور سرب بیاپک کہلاتا ہے اور جس مقام مین جو بیاپک ہوتا ہے اوس مقام مین اوسکی
حرکت نہین ہو سکتی مثلاً آکاش وغیرہ کہ جس سانچے مین بیاپک ہوتے ہین اوسمین وہ ہرگز حرکت
نہین کر سکتے یہہ قانونی دلیل بیان کیگئی - اور دوسری بکلپ سے بھی ایشور سرب بیاپک مین حرکت
کا ہونا ممکن نہین کیونکہ خیال کرو کہ جو پردیس جس جگہہ سے حرکت کرتا ہے وہ جگہہ خالی رہتی ہے
یا اوسکی جگہہ کوئی دوسرا پردیس آجاتا ہے اگر وہ خالی رہتا ہے تب تو خود ہی ابیاپکتا ثابت
ہوگئی اما اگر اوسکی جگہہ اور آجاتا ہے تو اس تیسرے پردیس کی جگہہ خالی رہیگی غرضیکہ اسطرح
بہرحال اخیر مین ایک پردیس کی جگہہ خالی ماننی پڑیگی اور اوسی سے ابیاپکتا بھی - ورنہ انوستھا
دوش آویگا - پس سرب بیاپک مین حرکت کسی نوع سے بھی نہین ہو سکتی اور جسمین حرکت نہین
ہوتی وہ صانع بھی نہین ہو سکتا - مثلاً اگر کمھار مین حرکت نہو تو وہ گھٹ کا کرتا بھی نہین ہو سکتا -
پس نتیجہ یہہ ہوا کہ غیر مجسم اور غیر متحرک اور غیر متلون ایشور جگت کا کرتا ہرگز نہین ہو سکتا -
پھر یہہ بھی کہا گیا ہے کہ "جگت کی رچنا ایسی ہے کہ اوسکو دیکھکر معاً یہہ خیال ہوتا ہے کہ
یہہ کسیکی کی ہوئی ہے" - بیشک ہوتا ہوگا - لیکن مین دریافت کرتا ہون کہ یہہ خیال
اوسیکو ہوتا ہے کہ جسنے گھٹ و کمھار وغیرہ کو دیکھکر یہہ یقین کر لیا ہو کہ جملہ مرکبات کرتا کے
کئے ہوئے ہوتے ہین - یا اوسکو بھی جسنے کچھہ تحقیق نہ کیا ہو - در جواب اسکے اگر پکش دوئم یعنی
غیر تحقیق کو بتلاوین تب تو نادرست ہے کیونکہ اوسکو کچھہ بھی تحقیق نہین مثلاً جسکو یہہ تحقیق نہین

جسم کے پردیس بھی بلا کسی کارن کے اوسی طرح ہلتے ہین اور ایسا ہی جسم کے پردیس بھی اگر روح
کی مرضی کے خلاف کسی مرض لرزہ یا تشنج و یا اختلاج وغیرہ سے جسطرح پر حرکت کرین تو
لامحالہ روح کے پردیس بھی (جو اوس عضو مین ہین) اوسی طرح حرکت کرتے ہین چنانچہ
مین اگر اپنے ہاتھ سے بابو صاحب کا کوئی عضو پکڑکر اوپر اوٹھاؤن تو ضرور بابو صاحب
کی روح کا وہ حصہ بھی جو اوس عضو مین ہوگا اوپر اوٹھ جاویگا پس اگر کہین کہ روح ہی اعضا
کی حرکت کی کرنیوالی ہے تو جبکہ اعضا کے تشنج وغیرہ کی وجہ سے روح مین حرکت ہوتی
ہے تو بیجان اعضا بھی روح کی حرکت کے کرتا ہوے اور جیسا کہ یہہ ظاہر ہے کہ اگر جیو
حرکت نہ کرے تو تمھارا جسم کچھہ نہین کرسکتا ایسا ہی یہہ بھی مخفی نہین کہ اگر ہاتھ اکڑ جاوے
تو جیو بھی کچھہ نہین کرسکتا - پس لامحالہ تسلیم کرنا ہوگا کہ روح کی حرکت سے عضو اور عضو
کی حرکت سے روح خود بخود ہی حرکت کرتی ہے ایک کو دوسرے کی حرکت کا کرتا کہنا صرف
بیہودہ ہے درحقیقت اونمین ایسا ہی نت نیمتک بھاؤ ہے - پس سمجھہ لو کہ مردہ اجسام
کے ہاتھون سے اسلئے گھٹ پیدا نہین ہوتے کہ اونمین حرکت نہین اور حرکت اونمین اسلئے
نہین کہ اوس حرکت کا نمت کارن روح کی حرکت اونمین موجود نہین - مگر ایسا نمت نیمتک
بھاؤ یا حرکت ایشور مین مانی نہین گئی کہ جو جگت کا نمت کارن ہوسکے - اور نہ ایسا نمت
نیمتک بھاؤ یا حرکت ایشور مین ممکن ہوسکتی ہے کیونکہ ایسا نمت نیمتک بھاو تو اونمین ہی ہوتا
ہے کہ جو کمہار کی مانند مجسم ہون جیسا کہ کمھار کے مردہ اجسام مین اور دیگر روحون کے (جو اوس
جسم سے علیحدہ ہین) پردیسون مین نمت نیمتک بھاو نہین ہوسکتا -

خلاصہ یہہ ہے کہ اگر خالص روح بھی کچھہ کرسکتی تو آپکا ایشور بھی (الغرض اسکے کرتا ہے)
ایسی پاکیزہ ارواح کے ذمہ یہہ ہمیشہ و ہر وقت کی باربرداری یعنی جسم کہ جسکے ہمراہ ہر لیا بلکہ

علاوہ یہ بین اس بین ایسے ہی مٹی بین یہہ ہرگز نہیں کہ کارج بین جو حالت ہوتی ہے کارن بین بھی کلیتاً وہی حالت ہوتی ہے۔ یعنی پارچہ اگر جلتا ہے تو جولاہہ نت کارن بھی جل جاتا ہے نہیں بلکہ ہمارا مطلب ہے کہ کارج بین جو تغیر ہوتا ہے وہ بلا کارن کے تغیر کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس خلاصہ یہہ ہوا کہ ایشور کو جگت متلون کا کرتا ماننا ہی جاوے تو اوس بین بھی تلون تولامحالہ ماننا ہوگا اور ایشور متلون ہوتا نہیں پس یا تو اسکا کرتا ایشور نہیں اور یا ایشور غیر متلون نہیں لیکن اگر کرتا نہ مانین تب تو ہمارا دعوی قابل ڈگری ہی ہے اور اگر کہین کہ ایشور بھی متلون ہے تو اوسکی خدائی بھی غارت ہوئی اور ایشور کے بجز اور کوئی کرتا ہو نہیں سکتا لہذا اس صورت بین بھی کرتا ثابت نہوا یعنی وہی ہمارا دعوی قابل ڈگری قرار پایا۔ غرضیکہ بات بہر حال یہی ماننا چاہیے کہ ایشور غیر متلون مزاج جگت متلون کا صانع ہرگز نہیں۔ اور اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جگت کے کرتا ہونے سے اسطرح ایشور کی تمام دیگر صفتون کو بھی زلزلہ آتا ہے۔

اب تیسرے نمبر بین یہہ کہا گیا ہے کہ اگر گھٹ کی کرتا کمہار کی روح نہوتی تو مردہ اجسام کے ہاتھ بھی گھٹ کے کرتا ہوتے۔ اگرچہ اسکے جواب بین بین بھی یہہ کہہ سکتا ہون کہ اگر گھٹ کے کرتا کمہار کے ہاتھ نہوتے تو خالص روح بھی گھٹ کی کرتا ہوا کرتی۔ مگر نہیں بلکہ بین اس کارن و کارج کو شرح دکھلاتا ہون۔

جناب عالی جبکہ روح بین گھٹ کے کرنیکا ارادہ ہوتا ہے تو وہ روح اپنے پردیس کو حرکت دیتی ہے اوس حرکت کے نت سے وہ ہاتھ وغیرہ بھی کہ جنہیں وہ پردیس مذکورہ محیط ہین حرکت کرتے ہین اور وہ ہاتھون کی حرکت گھٹ کی کرتا ہوتی ہے ایسا ہی اون ہاتھ وغیرہ اعضا اور روح کے پردیس بین نمت نیمتک بھاو بنا ہوا ہے یعنی جسطرح جیو اپنے پردیس کو ہلاتے

اچیتن پدارتھ بھی ہوتے ہین خواہ اس کرتا کا کارن کوئی اور چیتن ہی ہو مگر وہ اوسی سردی وغیرہ کے کاریہ کہلا سکتے ہین پس یہی ہمارا مطلب ہے یعنی ہم کب کہتے ہین کہ بلا کارن کوئی کاریہ ہوتا ہے فرق اتنا ہے کہ آپ کہتے ہین کہ ایشور اچیتن ہی کارن ہوسکتا ہے اور ہم کہتے ہین کہ اچیتن نمت کارن سے بھی کاریہ ہوجاتے ہین اسیکو خود بخود ہونا کہتے ہین چنانچہ آپ نے بھی اسکو مان ہی لیا پس یہہ امر تو طے ہوا کہ جملہ مرکبات مین چیتن کرتا کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ بعض اولہ وغیرہ کاریہ چیتن کرتا کے بدون کسی اچیتن نمت کارن کی وجہ سے خود بخود ہی ہوجاتے ہین۔ اور اگر اب بھی اسمین کوئی شک کرے تو ایسے کوڑھ مغز کے سمجھانے سے ہم معافی چاہتے ہین اور نہ ہم مین اوسکے سمجھانے کی توان ہے اور نہ اوسکے سمجھانے کا یہہ موقع ہے کیونکہ یہہ تجربہ کاران کی عدالت ہے نہ کہ لڑکے پڑھانے کی۔

پھر اسیکے متعلق یہہ کہا گیا ہے کہ ایشور جولاہے کی مانند نمت کارن ہے اسلئے کاریہ کے تلون سے اوسمین کچھ بھی تغیر نہین آسکتا۔ یہہ بھی محض نادانی کی بات ہے کیونکہ اول تو جبکہ ایشور کو سرب بیاپک مانا جاتا ہے تو ہر ایک دپادان کارن بیاپیہ کے تلون سے اوسکے بیاپک ایشور مین بھی ضرور تلون آنا چاہئے پس یون بھی محفوظ نہ رہا۔

قطع نظر اسکے مان لو کہ اس طریق سے تلون نہین بھی آتا مگر طریق دوم سے بھی ایشور مین تلون لازمی ہے کیونکہ وہ ایشور کرتا کسی کاریہ کو پیدا کرکے مثل جولاہے و کمہار وغیرہ کے اوس سے علیحدہ نہین ہوجاتا بلکہ اوسمین ہر دم موجود رہکر اوسکے قایم رکھنے یا بگاڑنے سنوارنے والا بھی وہی ہوتا ہے لہذا پھر کاریہ کی ترقی و تنزل سے ایشور نمت کارن مین بھی ترقی و تنزل وغیرہ تغیر ضروری اور لازمی ہے۔ جولاہے و کمہار وغیرہ مین تلون اسوجہ سے نہین ہوتا کہ وہ اونکے ساتھ رہکر چلنے وغیرہ کی کریا کے کرتا نہین ہوتے بلکہ علیحدہ رہتے ہین

نہ سمجھنا چاہیے چنانچہ اس بیان کا اثبات مع تمثیل وغیرہ پہلے بخوبی ہو چکا ہے مطلب یہ ہی کہ جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ بستو کا سروپ ایسا ہی ہی یعنی ہر ایک بستو مفرد و مرکب دونون روپ ہی تو اوسمین دوش تجویز کرنیکی کیا ضرورت ہی۔

علاوہ اسکے اگر یہہ بھی فرض کرین کہ بروقت دوش آتا ہی ہی تو بھی ہم مفرد پکش کو چھوڑ دینگے اور پھر بلا اعتراض ایشور کو مرکب تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ بمقابلہ مفرد سمجھنے کے دریتہ کشتیہ کال وغیرہ کی وجہ سی ایشور کو مرکب ماننا زبردست ہے پس بہر حال دس ایشور ذو الجلال کا مرکب ہونا لاکلام ہی مگر وہ صنعت نہین ہی یہہ مسلمہ ہی لہذا اوسکی نظیر سے جگت بھی اگرچہ مرکب ہو مگر صنعت ہرگز نہین ہو سکتا یعنی بابو صاحب کے مینہ مرکبات کی حجت بہر صورت دیہچا رہی ہے اور قطع نظر اسکے اگر بابو صاحب کے بقول ایشور کو مفرد ہی مان لیوین تو بھی کوئی ضروری بات نہین کہ اوسکے کرتا کا خیال نہو۔ بابو صاحب کہتے ہین کہ مجردات سب اول ہوتے ہین اور مجردات سے ہی مرکبات کی ترکیب شروع کیجاتی ہی۔ مین کہتا ہون کہ مرکبات ہی سب اولی ہوتے ہین اور مرکبات سے ہی مجردات علیحدہ کئے جاتے ہین۔ ایسی کوئی دلیل پیدا نہین ہی جس سے بابو صاحب کا قول مقدم ہو اور میرا نہو لہذا تینون قسم مین سے کسی طرح مانتے پر بھی بیان بابو صاحب کا متناقص اور واہیات معلوم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہہ کہی گئی ہی کہ اود وغیرہ کا کرتا سردی وغیرہ اور اوسکا کوئی اور اوسکا بھی کوئی اور غرضیکہ اخیری کرتا سب کا وہی ایشور ہے اس بیان سے بابو صاحب اگر کچھ بھی شرم سے آشنا ہون تو بہتر ہے کہ پھر کبھی مباحثہ کا نام نہ لین کیونکہ اونکو مباحثہ کی تمیز نہین کہ خود اونکا بیان اکثر اونکے مخالف ہوتا ہے یعنی بیان مذکورہ سے بابو صاحب نے خود تسلیم کر دیا کہ بعض مرکبات اود وغیرہ کا کرتا ایشور چتین کے بجز کوئی سردی وغیرہ دیگر

عدالت۔ (اور کیا (پرمان چند سے) ہان بابو صاحب کہئیے اسکا جواب۔ مگر مہربانی سے آپ بھی اب ذرا زبان کے گھوڑے کی باگ کھینچیے۔

حاضرین گرداب تحیّر سے چونکتے ہین۔

پرمان چند (مسکرا کر) جناب عالی معاملہ کی اصلیت تو بولنے سے ہی کھلتی ہے یون اگر حضور کہین تو مین خاموش ہی ہو رہون ورنہ حقیقت یہہ ہے کہ مین نے نہایت ہی اختصار سے کام لیا ہے۔ اگر یہہ نہوتا تو قریباً ایک دفتر ابھی مباحثہ کے لئے درکار ہوتا۔

عدالت (ہنسکر) بابو صاحب خفا ہوجئیے جسقدر آپکا دل چاہے کہئیے۔

پرمان چند۔ حضور کیا کہیے یہہ مقدمہ ہی ایسا ہے فریق ثانی نے تو دو اعتراض وہائے اور چپ ہو رہے اب اونکی تردید اور اپنے سوالات قایم کرنا اور خود ہی اونکی ترمیم تنسیخ کرکے اثبات جتلانا غرضکہ بہرحال ایک دیرینہ خیال ناقص کے جمے ہوئے نقش مخالفان کے صفحۂ دل سے صاف کرنا کچھ سہل بات نہین ہے۔

عدالت۔ بیشک۔

پرمان چند۔ اور سچ پوچھیے تو اس تمامی طول کی بنیاد بھی بابو صاحب کی نافہمی ہے ورنہ ایسے ایسے اعتراضات کے جوابات کیا میرے بیان متذکرہ سے برآمد نہین ہوتے مگر سر کر صرف بابو صاحب کے سمجھانے کے لئے ہی کہنا پڑتا ہے۔

عدالت (ہنسکر) اچھا اچھا کہیے۔

پرمان چند۔ حضور اول یہہ تمیز کرنا چاہیے کہ دوش کس مین آیا کرتا ہے غور فرمائیے کہ جو چیز پوشیدہ ہو دوشن اوسی مین آسکتا ہے اور جو چیز بہ تکلیف آنکھون کے سامنے موجود اور بظاہر تپت سدہ ہو اوسمین دوشن ہرگز نہین آسکتا اگر آتا بھی ہو تو بھی

مفرد ہے وہ مرکب نہیں ہوتی اور جو مرکب ہے وہ مفرد نہیں۔ پس ایشور کا مرکب ہونا غلط ہے۔
پھر جس حالت مین کہ ایشور مفرد مان لیا جاوے تو پھر بھی اوسکا کوئی کرتا تجویز کرنا صریح غلطی اور کوتاہ فہمی ہی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مجردات سبب اولی ہوتے ہین یعنی مجردات سے ہی مرکبات کی ترکیب شروع کیجاتی ہے۔
دوسری بات یہہ ہی کہ اولہ وغیرہ کا کرتا سردی وغیرہ اور سردی وغیرہ کا کرتا گردش دوران وغیرہ اور اوسکا کرتا وہی ایشور علےٰ ہذالقیاس ثابت ہی کہ جملہ مرکبات کا کرتا ضرور ہوتا ہے پس اولہ وغیرہ کا بلا کرتا کے ہونا بھی غلط ہوا پھر یہہ جو کہا گیا ہے کہ کاریہ کی ترقی و تنزل سے ایشور کارن مین بھی ترقی و تنزل ہونا چاہئے یہہ بیشک ٹھیک ہوتا اگر ہم ایشور کو ہر کاریہ کا اُپادان کارن (علت مادی) کہتے مگر ہم ایشور کو نمت کارن بتلاتے مین پس اوسمین ترقی و تنزل نہین ہوتا کیونکہ کاریہ کی ترقی و تنزل سے بیشک اُپادان کارن (مادہ) مین تو تغیر آتا ہے مگر نمت کارن مین ہرگز نہین آتا جیسا کہ پارچہ وغیرہ کے کاریہ سوت وغیرہ اوپادان کارن تو ضرور جلتے مین مگر جولاہہ وغیرہ نمت کارن نہین جلا کرتے ایسا ہی ایشور کے نمت کارن (کرتا) ہونے مین بھی کوئی ہرج کسیطرح کا نہین۔
سوئم یہہ ہی کہ اگر گھٹ کی کرتا کمھار کی روح نہوتی تو مردہ اجسام کے ہاتھ بھی گھٹ بنا سکتے الا یہہ غیر ممکن ہی پس غیر مجسم کا کرتا ہونا بھی رد نہین ہوا۔
بس میرے نزدیک یہی تمام تقریر کا لب لباب ہی باقی طول فضول ہے۔ اور ہان ایک یہہ اور دریافت کرنا ہے کہ جگت کی رچنا ایسی ہی کہ اوسکو دیکھکر بلا لحاظ کسی اعتقاد طرفین کے معاً یہہ خیال ہوتا ہے یا نہین کہ یہہ کسیکی بنائی ہوئی ہے پس اصلیت یہہ ہے کہ جگت کا کرتا ایشور ضرور ہے۔

ایشور سے غیر متعلق معلوم ہوتے ہین - اور اونکے اس قول کے بیشک ہم بھی موافق ہین ہی اور کچھ اعتراض نہین کہ جیسا کہ اونکا بیان لاارد ہے ویسا ہی اونکا دید شریف بھی لاارد ہوگا چنانچہ یہہ پہلے بھی عرض کرچکا ہون کرر سکر بابو صاحب کی تکرار کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے -

پس اب حضور غور فرماوین کہ بابو صاحب کے تمام الفاظ کی تردید قرار واقعی ہوچکی یا نہین یون اپنی زبان سے کون کہتا ہے کہ مین جھوٹا ہون اور مختصر تو یہہ ہے کہ اگر تعصب سنگہ کا اصرار نہوتا تو شاید بابو صاحب خود بھی اقرار کرلیتے -

بعض دور اندیش حاضرین - اوہو بیشک اس دنیا کا کوئی کرتا ہرگز نہین -

بعض کوتہ اندیش شائقین - صاحب یہہ - تو ہم ہرگز نہ کہینگے کہ دنیا کا کرتا نہین یون ہم یہ جواب خواہ آوے یا نہ آوے - مگر ہان بابو پرمان چند صاحب کی تقاری این کچھ کلام نہین قابل تحسین و آفرین ہے -

بعض حاضرین دوسرون سے - ارے میان آؤ بھی یہہ تو دنیا کے جھگڑے چلے ہی جاتے ہین کبھی ختم نہین ہوتے -

بعض دیگر حاضرین (جواب مین) بھائی واہ مزا آرہا ہے ہم تو ابھی نہ جائینگے چلو تم ہم آتے ہین -

پرمانا بھاس (کھڑا ہوکر خجالت آمیز لہجہ سے) حضور بابو صاحب سچے اور ہم جھوٹے - اصل یہہ ہی کہ ہمسے آپکی برابر زبان زوری ہرگز نہین ہوسکتی لیکن پھر بھی چند اعتراضات اور سوالات مختصر عرض کرتا ہون -

اول دیکھئے بابو صاحب کی زبردستی کہ ہر ایک اشیا کو مفرد بھی بتلاتے ہین اور مرکب بھی اسمین یہہ اعتراض ہی کہ دو برُدھ دھرم یعنی مخالف خواص ایک چیز مین نہین رہ سکتے یعنی جو شی

مشہور عام ہی الا تاہم اون کا توصل ہرگز نہین ہو سکتا اور نہ کوئی اونکو جبراً علیحدہ کرتا ہے
اور یہہ بھی واضح ہے کہ رات یعنی جسکی وجہ سے وہ علیحدہ ہوتے ہین وہ ایک غیر ذیروح چیز ہے جو
نہ اونکے علیحدہ کرنیکا ارادہ رکھتی ہی مگر خود بخود ایک خاصیت ذاتی سے وہ علیحدہ ہو جاتے
ہین پس اسطرح جیو کو اپنا دکھ و نقصان خود گوارا نہو لیکن کسی نمت سے مجبوراً گوارا اور اختیار
کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ثقیل چیز کھانے کے بعد پیٹ مین درد ہو جاتا ہے۔

اب یہان شاید حضور کے یا بابو صاحب کے دل مین یہہ اعتراض ہو کہ اونکی علیحدگی کا باعث
بھی اشیور ہی ہے خود بخود اپنی تکلیف کو کوئی گوارا نہین کرتا (عدالت کا منبر پر انگلی مار کر
اعتراض نہ اکو دل مین ظاہر کرنا) لیکن یہہ اعتراض غلط ہے۔ اور اگرچہ اسکی غلطی ثابت کرنے
مین مشاہدہ کے خلاف ہونا ہی کافی ہے لیکن پھر بھی ہم ایک اور دلیل بتلاتے ہین کہ اگر اشیور
اسکا باعث ہوتا تو اسکو یہہ کیا ضرورت تھی کہ رات کو ہی اونکو علیحدہ کیا کرتا کیا وہ دن مین سزا
دینے کو توانا نہین جیسا کہ سرکار انگلشیہ کسی مجرم کو دن مین رہا اور رات کو قید نہین کرتی بلکہ
برابر شب و روز قید رکھتی ہی پس اس انتظام مین پرمشیور کا دخل بتلانا اوس بیچارہ پر ناحق تہام لگانا ہے
علاوہ برین سانکو تفرقہ اور دن مین توصل یا کسیکو کسیوقت کچھ بھی سزا جزا دینا وغیرہ جسقدر کہ
دنیا کے وقوعہ مین اون سب مین تغیر و تبدل و ترقی و تنزل ہوتا رہتا ہی وہ سب کارن کے اوپر منحصر
ہے یعنی کارن مین تغیر و تبدل ہو تو کاج مین بھی ترقی و تنزل وغیرہ ہوتا ہے ورنہ نہین ہوتا مگر
چونکہ اشیور (کارن) مین ایسا تغیر و تبدل ہرگز نہین مانا گیا لہذا یا تو تفرقہ و توصل یا قرضہ
دلوانے ونہ دلوانے وغیرہ وقوعہ مین بھی تغیر نہوگا اور یا اشیور غیر متلون اصل ایک سر و پا انکا
کارن نہوگا۔ مگر دنیاوی وقوعات مین تو تغیر و تبدل عیان ہی ہی۔ پس لامحالہ یہی ثابت ہوتا
ہے کہ اشیور غیر متغیر ہرگز اونکا کارن نہین لہذا اس دلیل سے بھی قرضہ دلوانا وغیرہ روانہ حرکات

اور ایشور کے مرکب ہونیکی مخالف دلایل پہلے رد کر ہی چکا ہون لہذا کوئی دلیل باقی نرہی
ایشور کے صنعت نہ ہونے مین۔

پس ہنوز بابو صاحب کو بحث کرنیکا طریقہ نہین آیا لہذا ظاہر ہیکہ جو بات واگذاشت ہوتی ہے
وہ صرف نادانی یا فریب ہے اور بعد مین جو ظاہر کیجاتی ہے وہ جیون تیون تاکید اور سنہائی سے۔

پھر قرضہ دلوانے وغیرہ کے لیے علیحدہ دلیل کی اس غرض سے ضرورت ہے کہ یہہ کوئی لازمی
امر نہین کہ جو جگت کا صانع ہو وہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا بھی منتظم ہو اگر قرضہ دلوانے وغیرہ کا
منتظم نہو تو بادھک کیا ہے چنانچہ یہہ پہلے ظاہر ہی کر دیا گیا تھا۔ خیر۔

اب اوس دلیل کی تردید پر جو اعتراض ہین اوسپر غور فرمائیے کہ وہ کیا بیہودہ ہے یعنی
آپ فرماتے ہین کہ موہن دھول کا جو درشٹانت ہے وہ ایک فرضی بات ہے یعنی موہن دھول کچھ
چیز نہین۔ عدالت پر واضح ہے کہ یہہ ایک جہالت کی بات ہے کیونکہ موہن دھول وغیرہ جادو
مشہور عام ہین اور جو مشہور عام ہوتے ہین وہ کسیوقت اور کسی مقام مین ضرور موجود ہوتے ہین
غلط نہین ہوتے گو کمیاب ہون۔ جیسے جواہرات جو مشہور ہین وہ کسیوقت اور کسی مقام مین
ضرور موجود ہین۔ چنانچہ جادو کے زور سے سانپ کے پکڑنیوالے یا اوسکے زہر رفع کرنیوالے
وغیرہ اکثر آنکھون سے دیکھنے مین آتے ہین۔ ایک منتر زرد و سرخ زنبور (بھڑ و تتیا) کے زہر کو
جھاڑنے کا ہمارے شاگرد رشید اس چلکانوی کو یاد ہے بارہا آزمایا تیر بہدف پایا جسکو
اعتبار نہو ہم اب تجربہ کرا سکتے ہین۔ علاوہ اسکے فرض کرو کہ موہن دھول وغیرہ آپکی نگاہ
مین کچھ نہون مگر اوسکو چھوڑکر اور بھی ہزارہا تمثیل ہم بیان کر سکتے ہین چنانچہ دیکھو چکوا چکوی
کی تمثیل نہایت ہی موزون اور لا اعتراض ہے یعنی رات کے سمت سے چکوی کو چکوے سے
لامحالہ علیحدہ ہونا پڑتا ہے باوصفیکہ دونون باہم نہایت شوق ملنے کا رکھتے ہین کہ انکی بیقراری

آپ فرماتے ہین کہ تمام صنعتون کا شروع صانع وہی ایشور ہی - یہہ کہنا محض کج فہمی نہین تو اور کیا ہے - پس اسکی مخالفت کرنا بلاشک حق مین داخل ہی لہذا عین صواب اور فرض ہے -

پھر اول یہہ تسلیم ہو ہی چکا ہے کہ ابدو ازلہ حرکات خودبخود واقع ہوتی ہین لیکن اب کہتے ہین کہ "یہہ سہواً کہا گیا تھا کیونکہ قرضہ دلوانا وغیرہ جو اعمال کی سزا جزا ہین وہ ایشور کے تعلق ہی ہین - لہذا اسکی نسبت بھی مباحثہ ختم نہین ہو سکتا" یہہ بڑی نادانی کی بات ہی کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اگر یہی قول سہواً کہتے ہون اور آیندہ پھر اوسیکو تسلیم کرنا پڑے ورنہ یون تو تمام مباحثہ کو اسی عذر سے (کہ سہواً کہا گیا تھا) رد کرکے پھر از سر نو مباحثہ کر سکتے ہین اور پھر اوسکو بھی اوسی عذر سے چھوڑکر پھر اور مباحثہ علیٰ ہذا القیاس - غرضیکہ نتیجہ یہہ ہوا کہ جبکہ ایک مرتبہ کوئی امر تسلیم ہوگیا پھر اوسکی نسبت مباحثہ ختم ہو جاتا ہے ورنہ پھر اگر اوسپر بحث کیجاے تو سلسلہ ختم کبھی نہوگا پس اگرچہ بحسب دلیل مذکورہ مباحثہ اس بارہ مین ختم ہوگیا لیکن ہم چونکہ ہر طرح حق رسانی پر آمادہ ہین اور ہر ایک اشتباہ کے رفع کرنیکا ہمارا ارادہ ہی لہذا ہم پھر بھی اوسپر بحث کرنیکو حاضر ہین - جو بابو صاحب نے دلایل پیش کی ہین اونکی تردید کرینگے -

پھر بابو صاحب نے یہہ جو فرمایا ہے کہ "یہہ کہنا کہ شروع مین ایشور کا صانع ہونا ہستہ ہی خبط الحواسی کی بات ہے جبتک ہماری دلایل رد نہ کیجائین" اب چونکہ وہ دلایل بھی تمام و کمال رد ہوگئین لہذا میرے نزدیک جو انکو خبط الحواسی کی باتین بتلاوے وہ خود باہوش و حواس ہوکر اپنے ہی دل مین انصاف کرے کہ کسکی باتین خبط الحواسی کی ہین -

اور اب وہ معززنی بھی عدالت پر بخوبی واضح ہوگئی ہوگی کہ جسکی بابو صاحب کی رائے مین تردید نہین ہو سکتی اور جو ہر امر کو پایہ اثبات کو پہونچاتی ہی پس اب بھی بابو صاحب کا کیا منشہ ہی ظاہر کرنیکا اور نہ ہنوز اجسام غیرہ کا بلا صانع کے ہونا رد کیا گیا پس افسوس کہ اتنے پر بھی بابو صاحب خجل نہین ہوتے

یعنی مشاہدے کے خلاف اور غلط ہے اور اگر اسیکا نام غیر جسمی ہی تو تبلاؤ کہ کسطرح اشیور بھی کسکے جسم مین حلول کرکے صنعت کرتا ہے۔ پس ابتدائی اور لاثانی تو کیا اشیور کسی بھی قسم کا کرتا ثابت نہین ہوسکتا۔

اور جب اشیور کا صانع ہونا غلط ہوا تو محیط کل کا صانع ہونا بھی ثابت نہوا کیونکہ اسی پر استدلال کیا گیا تھا۔

اب دیکھئے کہ ابھی سمجھنے کی استعداد پر شیخیت بگھاری جاتی ہی اور ہمپر طنز کیا جاتا ہے کہ "ہمچو ما دیگرے نیست" پس یہہ مثل وہی ہوئی کہ "چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد" یعنی خود اپنے الفاظ سے اپنی جہالت ظاہر فرماتے ہین اور دوسرون کو جاہل تبلاتے ہین۔

پھر وہ پچار دوش بھی رد نہین ہوا کیونکہ کمھار کی امور تیک روح گھٹ وغیرہ کی کرتا تو کیا ثابت ہوتی بلکہ کسیکی بھی کرتا ثابت نہوئی دیکھو بیان کتیرین مذکورہ سابق کو۔

اور جبکہ کسی ہشیار کا کرتا اشیور ثابت نہوا تو اولاد وغیرہ کا بلا کرتک کے ہونا لااعتراض ہوگیا اسی لئے مین نے کہا تھا کہ اسکی جو مخالفت کیجاتی ہی وہ بوجہ ناواقفیت قانون مباحثہ کے ہے چنانچہ اب اوسکی تصدیق ہوگئی اور کوئی شک نرہا۔

اور جبکہ اولاد وغیرہ کا بھی کسیکو کرتا تبلایا جاتا ہے تو یہہ مشاہدہ کے خلاف ہے ہی۔

اور حاضرین کے دلون مین اکثر اسلئے شکوک ضرور رہتے ہین کہ ہر شخص علم مباحثہ کی کامل استعداد نہین رکھتا لہذا جبکہ مخالف کی جانب سے ناقص دلیلین ظاہر کیجاتی ہین تو متوسط عقل کے آدمی ضرور مشتبہ حالت مین ہوجاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ نہ معلوم کون حق پر ہی۔ پس بعض تو حق کی طرف رجوع ہوتے ہین اور بعض غیر حق کی طرف بھی۔

اب عدالت انصاف سے غور فرماوے کہ ہماری کونسی دلیل کی تردید کیگئی ہی کہ جسکے زعم سے

ہزارون فایدے متصور تھے۔

اب آگے چلکر میرے اوپر بابو صاحب نے دھوکھا دہی کا الزام لگایا ہے اوسکی بھی حقیقت اور کمترین کی عادات حضور انور پر روشن ہین یہہ مین یقیناً کہتا ہون کہ بابو صاحب ایسے ایسے الزام بجہہ عداوت قایم نہین کرتے بلکہ درحقیقت وجہ اسکی یہہ ہی کہ جبتک اپنی کم علمی اور کوتہ اندیشی آپکو معلوم نہین ہوتی تب تک دوسرے کے اوپر ہزارون طرحکے شک پیدا ہوا کرتے ہین اور جبکہ معاملہ کی اصلیت تک رسائی ہوجاتی ہی تو پھر خود اوسکو شرمندہ اور نادم ہونا پڑتا ہے اسیلیے اوسکی شکایت ادھر سے کچھہ نہین کیجاتی۔

لیکن غور کیجیے آپ کہتے ہین کہ گھٹ کا کرتا لکھا کے ہاتھون کو بتلایا یہہ دھوکھا دیا ہی۔ عدالت کو معلوم ہوگا کہ یہہ دھوکھا ہے یا کسیکی نادانی اور نافہمی ہے۔ بلکہ گھٹ کا کرتا اوتھون نے بھی خود لکھا رکے جسم کو تسلیم کیا ہے پھر کہئے کہ دھوکھا کیونکر رہا۔

لیکن بابو صاحب دوران بحث مین ایسے سرگردان اور پریشان ہوتے ہین کہ کبھی کچھہ کہتے ہین اور کبھی کچھہ فرماتے ہین متعلق اور غیر متعلق یا مناسب نامناسب وغیرہ کا کچھہ بھی خیال نہین چنانچہ اب اونھون نے لکھار کے ہاتھون کی حرکت وغیرہ کی بحث پیش کی ہے لہذا اب مجھکو اسکے بھی چھلکے اوکھاڑنے پڑے۔

حضور پر واضح ہی کہ بحث صرف یہہ ہی کہ آموتریک یعنی غیر جسم بھی کرتا ہوتا ہے یا نہین۔ نہ یہہ کہ روح کرتا ہوتی ہی۔ پس بغرض اسکے کہ لکھار کی روح ہی ہاتھون کی کرتا ہے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ روح بحالت مجسمی کرتا ہے یا غیر مجسمی۔ اگر بحالت مجسمی بتلادین تب تو قانون کی دفعہ ہم حرف ج کے موافق سدھہ سادھیہ دوش اوسپر عاید ہی یعنی یہہ ثابت ہی ہے۔ ہم خود ہی کہتے ہین کہ مجسم کرتا ہوتا ہے۔ اور اگر کہین کہ غیر مجسمی کی حالت مین کرتا ہے تو یہہ پرتگیا دہ

اگر بابو صاحب کی طرح کوئی زمانہ کا اصل نہ بھی انوستھا دوشن کے خوف سے قایم کرے تو کیسی کوتاہ عقلی کی بات ہی کیونکہ زمانہ کی قدامت مین کلام نہیں ہو سکتا پس نتیجہ یہہ ہوا کہ جیسا کہ باوصف انوستھا دوشن کے زمانہ کو اناد مانا جاتا ہے ایسا ہی پیدایش انسان کا سلسلہ بھی اناد ہے خلاصہ یہہ ہوا کہ اناد شیا مین انوستھا وغیرہ دوشن تجویز کرنا بیجا ہے - کمال افسوس اور تعجب ہے کہ اس انومان سے کہ ہر اولاد اپنے والدین سے پیدا ہوتی ہے جو جگت کا سلسلہ اناد یعنی قدیمی ثابت ہوتا ہے اُسکو تو غلط بتلایا جاتا ہے - اور ایشور کرتا جو کسی قانون سے ثابت نہیں اوسکو زبردستی منانا چاہتے ہین

پھر یہہ جو کہا ہے کہ ایشور مفرد اور سادھارن کرتا ہے اسلئے اُسکا کوئی کرتا نہیں ہم کہتے ہین کہ جگت بھی اسادھارن کارج ہو اسلئے اسکا بھی کوئی کرتا نہین - اور مفرد ہونا ایشور کا غلط بتلایا ہی گیا پس ایشور کا کرتا بھی ضرور ماننا چاہئے یا جگت کا بھی کرتا نہ مانو -

پھر یہہ بیان ہمارا قانون انومان اور پرتیکش گیان وغیرہ کے ذریعہ سے بخوبی ثابت ہی چنانچہ انومان کا پریوگ (فقرہ) عرض کیا جاتا ہے - کسی انسان کی پیدایش بلا مجامعت والدین کے ہرگز نہین ہو سکتی کیونکہ ہر انسانی جسم اونکے نطفہ اور خون حیض سے حمل مین ہی بنتا ہے جیسا کہ ہما شما وغیرہ کی تولید - پس اب بھی اگر کوئی بلا دلیل اسکی مخالفت کرے تو محض باولا ہے - سخت حیرت کی بات ہی کہ شروع مخلوقات مین تو ہزارون آدمی یکلخت ایشور ہر مرتبہ بلا والدین کے سنجوگ کے پیدا کرتا ہے اور اب ایک آدمی بھی کہین اور کبھی اُس خدائی طریقہ سے پیدا نہین ہوتا کاشکے اگر ایشور ہمسے صلاح لیتا تو ہم غایت درجہ کم از کم ہر سال دو چار آدمی کو تو ضرور اُس طریقہ سے پیدا کرنے کا مشورہ دیتے بلکہ فرض جتلاتے جس سے اُسکی خدائی مین بھی کسیکو کسی طرح کا شک نہو سکتا اور اوسکی صانع گری کا بہترین ثبوت ہوتا اور دو چار روح بھی حمل کی تکالیف اور غلاظت وغیرہ سے محفوظ رہکر خدا کی اور ہماری جان کو دعا دیا کرتین وغیرہ وغیرہ

ہوتے ہین اگر یہہ کہنا اونکا ٹھیک ہے تو پھر ہمکو اور کیا چاہیے مثل ہے کہ اندھے کو
کیا چاہیے دو نین یہی تو ہمارا مطلب ہے - مگر بابو صاحب جو انوستھا دوش کے خوف
سے کہتے ہین کہ اونکا مطلب نہین نکلتا یہہ اونکی غلط فہمی ہے کیونکہ جو واقعہ بظاہر
مربیت سبتہ یعنی عقل مصلحت سنج اور حواس سلیم کے موافق ہو اُسمین اگر کسی دوشن کا
احتمال ہو تو بھی دوشن نہین سمجھنا چاہیے مثال اسکی پہلے عرض کرچکا ہون ہان جو واقعہ
ثابت نہو سکتا ہو تو سمجھو کہ اسمین کوئی دوش ہے مگر جبکہ صریح کوئی چیز موجود ہو اوسمین
دوشن تجویز کرنیوالا وہی کہلاتا ہے مثل ہے کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے - ورنہ جیساکہ بابو
صاحب کے موکل یعنی مدعا علیہم کا خیال ہے کہ دنیا کا سلسلہ قدیم ہے یعنی میعاد معین کے
بعد پرلے ہوتی ہے اور پھر سرشٹی ہوتی ہے اسیطرح سلسلہ قدیم ہے اگر یہی ٹھیک مطلب جاوے
تو اسمین بھی انوستھا دوشن کیون نہین آویگا اور بابو صاحب پرمانو جیو وغیرہ کو اناد
کیونکر ثابت کرسکینگے - درحقیقت بات یہہ ہی کہ جو اشیار قدیم یعنی اناد ہین اونکی انادتا
یعنی قدامت کے علم تک اپنی رسائی نہین اسلیئے اونمین انوستھا دوشن یعنی دور تسلسل کا
احتمال ہوتا ہے مگر نہین بلکہ جیساکہ پرمانو روح وغیرہ اناد اشیا مین یہہ خیال مناسب نہین
کہ یہہ کہان سے آگئے اور کون انکو لایا وغیرہ (اسی دوشن کے خوف سے بابو زباندراز خان
کے موکل کہتے ہین کہ پہلے سوائے خالق مطلق کے اور کچھ نتھا) ایسا ہی سلسلہ اناد مین بھی
ایسا تصور اور احتمال زیبا نہین کہ اسمین انوستھا آتی ہے -

ایک تمثیل اور عرض کرتا ہون کہ جو بالکل مشابہ ہے وہ یہہ ہے کہ مثلاً کال یعنی زمانہ کا
اثبات بھی اسیطرح ممکن ہی کہ زمانہ حال سے پہلے اور زمانہ تھا اور اُس سے پہلے اور علی ہذا لقیاس
جہانتک ہم مین بچار کرنیکی طاقت ہے بچار ینگے مگر آخر مین مجبوراً کہنا پڑیگا کہ زمانہ اناد ہے

تو بھی بھی غلط ہے کیونکہ خاصیت اور دربیہ کا ابھید ہے یعنی خاصیت صفت اور دربیہ موصوف ہے اور صفت موصوف لازم ملزوم ہوتے ہین لہذا شروع مین اگر خاصیت نہ تھی تو دربیہ بھی نتھے اور اگر نہین تھے تو بابو صاحب کے دعوے کے خلاف مولوی اگیان فان نساب کا جواب عارض ہوتا ہے پس اس بحث کو چھوڑ کر ادسپر مباحثہ کرنا لازم ہے چنانچہ آیندہ کیا جاویگا مگر اب بابو صاحب کو بھی برعکس اپنے جواب کے اُسپر ہی استدلال کرنا چاہئے چونکہ وہ نہین کرتے بلکہ اُسکو غلط بتلاتے ہین لہذا یہ بھی صحیح نہوا کہ شروع مین خاصہ ہی پیدا کیا گیا تھا پس نتیجہ وہی ہوا کہ شروع مخلوقات مین بھی صانع کا اثبات نہین ہوسکتا۔

قطع نظر اسکے بابو صاحب ایکٹ انومان کے ذریعہ سے جملہ مرکبات کو ایک جنس اور کرتا کے کئے ہوے ثابت کرتے ہین اور ہم بذریعہ قانون پرتکش کے دکھلاتا ہون کہ بعض مرکبات کرتا کے کئے ہوے اور بعض بلا کرتا کے خود بخود واقع ہوتے ہین ایک جنس کے ہرگز نہین۔ عدالت پر واضح ہے کہ کوئی انومان جو قانون پرتکش کے مخالف ہو خواہ وہ لا اعتراض بھی ہو ہرگز صحیح نہین ہوتا کیونکہ قانون پرتکش انومان سے مقدم اور بلوان ہوتا ہے جیسا کہ کوئی انومان کرے کہ آگ سرد ہے کیونکہ منجلہ اربع عناصر کے ایک عنصر ہے۔ اور ہم اُسکو پرتکش چھو کر دکھلاوین کہ آگ سرد نہین بلکہ گرم ہے تو لامحالہ وہ انومان اُسکا غلط سمجھا جاویگا تو بس بابو صاحب کے ایسے انومان کی تو پرتکش کے مقابلہ کیا اصل ہے کہ جسپر سینکڑون اعتراض غالب ہین بہرحال قانون پرتکش کہتا ہی کہ ایشور کسی مرکبات کا صانع نہین۔

پھر بابو صاحب کہتے ہین کہ یہ کہنا ہمارا صحیح ہے کہ ہر ایک اولاد کے والدین ضرور

تحصیل ہی عارض ہوتی ہے اور قانون انومان کے نفقرہ مین ہی کار آمد ہوتی ہے نہ کہ قانون پرتکش مین علے ہذا لقیاس جبکہ مقناطیس کے مقابل سوئی کی حرکات کا کرتا کوئی پرتکش نہین اور مدعا علیہم کے معتبر گواہ کو بھی یہہ قبول ہے تو دفعہ ہذا سے اسکی تردید نہین ہوتی۔

(بعض حاضرین حیرت سے دلمین کہتے ہین " اوہو دیکھو کیا کیا نئی نئی باتین معلوم ہوتی ہین اور تمام یوروپین چیرس دیکر اپنا دلی سرور ظاہر کرتے ہین)۔

اسپر بابو صاحب غالباً یہی کہینگے کہ ان اشیا کا کرتا یعنی ایشور جو ثابت کیا جاتا ہے وہ قانون پرتکش سے دیکھنے کے قابل ہی نہین لیکن یہہ بھی غلط ہے کیونکہ مین پہلے ہی مدلل بیان کرچکا ہون کہ مجسم اشیا کا کرتا مجسم یعنی پرتکش دیکھنے کے قابل ہی ہوتا ہے لہذا چونکہ جگت مجسم ہے پس اسکا کرتا بھی اگر کوئی ہوتا تو ضرور مجسم ہی ہوتا۔ جسکا کوئی جواب معقول ہنوز نہین دیا گیا اور نہ دیا جا سکتا ہے۔

پھر بابو صاحب کا یہہ کہنا صریح جھوٹ ہے کہ ہمنے جملہ مرکبات کو ایک جنس کے ثابت کئے ہین کیونکہ اونھون نے تسلیم کیا ہے کہ بعض مرکبات کا اب صانع ہوتا ہے۔ اور بعض بلا صانع کے ہی ہوتے ہین پس ایک جنس کے کیونکر ہوسکتے ہین۔

باقی یہہ جو کہتے ہین کہ شروع مین سب کا کرتا تھا یہہ صرف کہنے کی بات ہے ورنہ اسکی اصلیت کوئی نہین چنانچہ ابھی اسکے بارہ مین مین نے عرض کیا ہے کہ شروع کرتا کا کوئی ثبوت نہین لیکن اسکو بھی چھوڑکر اسی بارہ مین اس مرتبہ اور سوال کرتا ہون کہ شروع مین ایشور نے تمام مرکبات کی صنعت کردی تھی یا اونمین مرکب ہوجانیکا خاصہ پیدا کردیا تھا اگر کہو کہ صنعت کردی تھی تو یہہ محض نادرست ہے کیونکہ بدیہہ روز بروز لکھو کہا نئی صنعتین پیدا ہوتی ہین۔ اور اگر کہو کہ ہر ایک اشیا مین خاصیت پیدا کیگئی تھی

کہ اب یہہ خود بخود واقع ہوتے ہین پھر ویچار کیونکر نہوا - خلاصہ یہہ ہے کہ جبکہ اب بعض مرکبات
کا خود بخود مرکب ہونا تسلیم ہے تو بابو صاحب دل کھولکے بتلادین کہ پھر کس اعتبار اور
حجت پر ایشور کو شروع مخلوقات مین کرتا سمجھتے ہین یہہ خیال تب ہی تک پیدا ہوسکتا تھا
کہ جبتک یہہ سمجھتے تھے کہ بلا صانع کے کبھی کوئی مرکب نہین ہوتا پس ویچار دوش ہرگز
رد نہین ہوا - علاوہ اسکے وید کے مضمون اور حروف سے بھی ویچار آتا ہے کیونکہ وید کا اپنے
گایتری وغیرہ چھندیا اونکار وغیرہ حروف سے مرکب ہونا بدیہی ہے مگر اوسکو بابو صاحب نے
بھی صنعت نہین مانا بلکہ کہتے ہین کہ وید قدیم ہے - پس جبکہ وید وغیرہ باوصف مرکب ہونیکے
صنعت نہوے تو ویچار دوش برابر آیا - پھر اولوا ابدان یا مقناطیس وغیرہ کی نظایر پر
جو قانون انوبان کی دفعہ حرف الف عارض تبلائی وہ ہرگز نہین ہوسکتی بابو صاحب کا
خیال غلطی پر ہے کیونکہ ادھر سے انکو تمثیلاً پیش کرنیکی غرض ہرگز نہین بلکہ بات یہہ ہے کہ اونکو بذریعہ
ایکٹ انوبان کے کرتا کی سدھی کرتے ہین اور ہم اونھین کو بذریعہ قانون پرتکش کے اسکے
خلاف بلا کرتا کے دربیہ کشش کال وغیرہ کے سنجوگ سے خود بخود پیدا ہوتے بھی دکھلاتے ہین
جیسا کہ دمثل مقدمہ ہاتھ مین اوٹھاکر) کوئی شخص انوبان سے کہتا ہو کہ تیل تواتر چند
کے مقدمہ کی نہین ہے کیونکہ تیل تواتر چند کبھی کوئی مقدمہ دایر نہین کرتا - اور ہم اوسکو
پرتکش دکھلادین کہ یہہ مسل تواتر چند کے مقدمہ ہی کی ہے پڑھکر دیکھلو اور تواتر چند مقدمہ
کی پیروی کرتا ہوا سبکے سامنے موجود ہے - پس اگرچہ مثل مذکور معرض بحث مین ہے لیکن
جبکہ وہ قانون پرتکش کے ذریعہ سے تواتر چند کی ثابت ہوتی ہے اور مخالف بھی اسکو
قبول کرتا ہو تو مثل مذکور کو تمثیلاً پیش کرنیکی ہمکو کیا ضرورت ہے نہ قانون پرتکش مین تمثیل
کی ضرورت ہوتی ہے پس دفعہ ٦ قانون انوبان کی محض غیر متعلق ہے کیونکہ دفعہ کو باعتبار

باقی ہین اور جب ایک ہوجاتی ہین تب تحمل ہونے کی تمثیل مذکورہ سابق کے مرکب نہین بلکہ مفرد ہی ہوجاتی ہے پس سب ہی اشیا مفرد اور سب ہی مرکب ہوسکتی ہین لہذا ایشور کو بھی اس دلیل سے بری کرنا محض جہالت ہے۔

حاصل اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ اگر مرکبات کا مصنوع ہونا ضروری ہے تب تو ایشور بھی (جو نکہ مرکب ہے) مصنوع ہوا اور اگر ایشور باوصف مرکب ہونیکے بھی مصنوع نہین تو دیگر جملہ مرکبات بھی مصنوع نہونگے۔

اب ہمین ایک سوال اور کرنا ہون کہ مرکبات مصنوع کیون بتلائے جاتے ہین - در جواب اسکے اگر کہین کہ اونکے اجزا جمع کرنیوالا کوئی ضرور ہوتا ہے اسلیئے - تو مرکبات دلیل نرہے بلکہ خود مدلول ہوگئے یعنی جیسا کہ اجسام وغیرہ کا صانع ثابت کیا جاتا ہے ایسا ہی مرکبات کے جمع کرنیوالے کا اثبات بھی ضرور کسی دلیل سے کرنا چاہیے نہ یہ کہ خود مرکبات کو ہی دلیل مین پیش کرنا۔ مگر مرکبات کے اجزا کے جامع کے اثبات مین کوئی دلیل پیدا نہین - لہذا جگت کے صانع کا وجود ہنوز کسی دلیل سے ثابت نہین ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔

قطع نظر اسکے اگر فرض بھی کرین کہ ایشور مفرد ہی ہے تو بھی کوئی ضرور نہین کہ وہ بلا کرتا کے ہو لہذا اسکا بھی کرتا کیون نہ مانا جاوے۔

اچھا - ا آگے اور اور اجسام وغیرہ مرکبات سے جو ہمنے دیکھا روتی دیا تھا وہ بھی رتد نہین ہوا - کیونکہ یہان تک تو تسلیم ہی ہے کہ اب اونکا کرتا اور صانع کوئی نہین صرف اسقدر کے اوپر بحث ہے کہ کبھی اونکا کرتا کوئی تھا - یہ محض ایک دھ ہے اور کسی طرح سے ثابت نہین ہوسکتا ہے - کیونکہ اسکے اثبات مین صرف یہی دلیل تھی اور اسی وجہ سے کرتا کا خیال پیدا ہوتا تھا کہ جملہ مرکبات کا صانع ہوتا ہے اب اسی دلیل کو مان لیا غلط یعنی مشاہدہ کبتا ہی

اور مرکب ثابت کرنے کے لیئے اوسے کسی کا ترکیب دیا ہوا یعنی صنعت ثابت کرنا لازمی رہا۔ پس ایسے اثبات پر علاوہ ابتدا دوش عارض ہو چکے اور تیز آشرے دوش بھی آتا ہے لہذا آپکا دعویٰ بدستور غیر ثابت ہی رہا۔

یعنی خلاصہ یہہ ہے کہ اگر تم یہہ کہتے ہو کہ ایشور کا ترکیب دینے والا کوئی نہین اسلیئے وہ صنعت نہین تو ہم کہتے ہین کہ سورج چاند و زمین وغیرہ کا بھی ترکیب دینے والا کوئی نہین پس وہ بھی صنعت نہین ہو سکتے اب جس دلیل سے سورج و چاند وغیرہ کا صانع ثابت کرنا چاہتے ہو اُسی سے ایشور کا صانع ہونا بھی ضرور ماننا پڑیگا۔

حاصل کلام اس تمام بیان کا پھر مختصر عرض کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ جو دو یا چند چیزین باہم ایک حلقہ مین اجتماع ہوتی ہین وہ خواہ علیحدہ علیحدہ ہون یا ایک میک ہوجاوین مگر مرکب کہلاتی ہین پس ہر ایک چیز اپنے دربیہ کشیتر کال باگن پر یائے کا مجموعہ ہے لہذا کتھنجت مرکب ہین۔ اس نیاے سے ایشور بھی اپنے دربیہ کشیتر کال باگن پر یلے سے مرکب قرار پایا۔ پس اب اگر کوئی کہے کہ جو مرکب ہوتا ہے وہ صنعت ہوتا ہے تو لامحالہ اُسکو ماننا پڑیگا کہ ایشور بھی صنعت ہے۔ اسکو اور شرح کرتا ہون کہ اگر بابو صاحب اب بھی کہین کہ جو ملکر ایک میک ہوجاوین وہی مرکب ہوتے ہین۔ ایشور سے تو دربیہ کشیتر کال وغیرہ علیحدہ علیحدہ ہین لہذا وہ مرکب نہین۔ تو مین اُن سے دریافت کرتا ہون کہ گھڑے کی تمثیل جو اونھون نے لپنے بیان مین پیش کی ہے اُسکے پُرزے ہی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہین لہذا وہ بھی مرکب نہوگی اور جب مرکب نہوگی تو بقول اونکے صنعت بھی نہوگی پس بہتر ہے کہ اپنی پیش کردہ تمثیل سے ہی وہ خود جھوٹے ہوگئے۔ مطلب یہہ ہے کہ ایک قسم کی چند چیزین بھی جبتک مجموعہ ہوکر چند ہی رہتی ہین تب تک ہی مرکب نام

اجتماع ہے لہذا وہ بھی مرکب اور اسلئے صنعت ہوا۔ اور ایشور کا پردیشون کا مجمع ہونا اسِدّھ بھی نہین کیونکہ اوسکو آپ نے سرب بیاپک یعنی محیط کُل مثل آکاش کے مانا ہے اسقدر طویل ایک پردیش یعنی پرمانو[1] ہرگز نہین ہوسکتا ورنہ آکاش بھی ایک پردیشی قرار پاوے اور اوس سے مختلف مقامون مین مختلف شبد وغیرہ جیسا کہ مخالف مانتے ہین ہرگز نہین پیدا ہونگے ایسا ماننے مین اور بھی بہت دوش آتے ہین۔

لیکن ہان اسکے علاوہ اب آپ یہہ کہینگے کہ ایشور فی الحقیقت ایک دیشی تو نہین بلکہ ایک قسم کے لاتعداد پردیشون یا پرمانوون کا مجموعہ تو ہو لیکن مرکب نہین کیونکہ مرکب وہ ہوتا ہے جسکے اجزا کسی زمانہ مین علیحدہ علیحدہ ہون اور پھر کسی نے اونکو ترکیب دیا ہو اور ایسا مرکب بھی صنعت ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا ماننے سے جگت کے صنعت ہونے مین جو مرکب ہونا دلیل بیان کی تھی وہ کچھ بھی نہین رہتی یعنی مرکب صنعت کے معنے ایک ہوگئے اور انمین کوئی دلیل و مدلول نہ رہا یا دوسرے الفاظ مین یون کہئے کہ ایک کا ثبوت دوسرے کا تابع رہا یعنی جگت کو صنعت ثابت کرنیکے لئے تو اوسکا مرکب ہونا ضروری ہے

جسمین ایک پُدگل پرمانو (ناقابل تقسیم ذرہ مادّی جسے فلسفیان ہند نے اتنا چھوٹا مانا ہے کہ کئی سنکھ کے اجتماع کو بھی ہماری نگاہ مین لانیکے لئے شاید ہی کوئی تیز سے تیز خوردبین قابل ہوسکے) سماوے

[1] اگرچہ پرمانو کے لفظ کا اطلاق عموماً اشیاء مادّی کے ذرات پر ہی ہوتا ہے یعنی عموماً پرمانو سے مراد پُدگل پرمانو ہوتی ہے تاہم چونکہ اس لفظ کے معنی جزو لایتجزی کے ہین اسلئے بلحاظ معنی یہہ لفظ اشیاء مادّی یا غیر مادّی ہردو کے اجزاء لایتجزی کے لئے لایا جاسکتا ہے۔

تو معلوم ہوگا کہ ایسے ایسے اعتراضات کی کچھ بھی اصلیت نہین کیونکہ اول تو آمین یہہ سوال ہے
کہ دو مختلف دربیون کے سنجوگ کا نام بھی مرکب ہے یا نہین - اگر ہے تب تو اعتراض کی
کچھ ضرورت ہی نہین یعنی ایشور کا مرکب ہونا ثابت ہوگیا کہ دربیہ شیتر کال وغیرہ کا سنجوگ
ایشور سے اسیطرحکا ہے - لیکن اگر برعکس اسکے یہہ کہین کہ مختلف دربیون کے اجتماع کو
مرکب نہین کہتے تو اسی حجت سے روح اور جسم کے سنجوگ کو بھی (کہ دونون مختلف دربیہ
ہین) مرکب نہ سمجھنا چاہیے اور جب مرکب نہوے تو بقول آپکے صنعت بھی نہوے تو بس
نتیجہ یہہ ہوا کہ یا تو خدا کو بھی مرکب مانو اور صنعت یا جیو اور جسم کو بھی مرکب نہ مانو اور نہ صنعت مانو
اچھا اب دوسرا سوال اسمین یہہ ہے کہ ایک ہی دربیہ کی چند حالتین باہم میل کرتی ہین تو
وہ مرکب ہوتی ہین یا نہین - اگر کہین کہ ہوتی ہین تب تو یہہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے
اور جھوٹ ہے کیونکہ بالی اور کڑا وغیرہ سے ملکر بنے ہوے سونے کو کوئی مرکب نہین کہتا
اور اگر کہو کہ ایک جنس کے دربیہ کی حالتون کے اجتماع سے مرکب نہین ہوتا تو بس کوئی
بھی مرکب نہوا بس اسی دلیل سے اجسام وغیرہ کو بھی کہ ایک قسم کے پدگل پرمانوؤن
(ذرات مادّی) کا مجموعہ ہے مرکب نہ سمجھنا چاہیے -
علاوہ اسکے اس تمام جھگڑے کو چھوڑکر اگر یہہ فرض بھی کرلین کہ ایک دربیہ کی چند حالتون
کے اجتماع سے بھی مرکب ہوتا ہے (کسی نظر سے یہہ ٹھیک بھی ہوسکتا ہے) تو اول تو سبب
مذکورہ صدر جسم و روح چونکہ دو مختلف دربیہ جمع ہین ایک دربیہ کی چند حالتون کا مجموعہ نہین
لہذا وہ مرکب نہونیسے صنعت قرار نہ پاوینگے اور دوئم ایشو بھی چونکہ ایک ہی دربیہ کے لاتعداد پردیشون[۵۱] کا

---

[۵۱] پردیش چیز کے چھوٹے سے چھوٹے ایک جزو کا نام ہے - یا یون کہئے کہ اُسقدر جگہہ یا مقام کا نام ہے

ہوسکتا ہے چنانچہ ایسا ہی ایشور کے بارہ مین بیان کیا گیا ہے یعنی ایشور کو ہم ایشور سے ہی مرکب نہین بتلاتے بلکہ درب٘یہ کشیتر وغیرہ چند اشیا سے مرکب بتلاتے ہین پس یہان تک تو لا اعتراض ہے۔ اب رہی یہہ بات کہ جو چند چیزین ملکر ایک ہو جاوین اسکو مرکب کہتے ہین یہہ غلط ہے کیونکہ کوئی چیز کسی دوسرے درب٘یہ مین ملکر اپنے دربیہ گُن سُبھاؤ کو نہین چھوڑتی اگر چھوڑ دیتی تو اُسکا ناش ہو جاتا مگر ناش کسی دربیہ کا نہین ہوسکتا۔ تو نتیجہ اس گفتگو کا یہہ ہوا کہ کوئی دربیہ کسی دربیہ سے ملکر ایک بیک نہین ہوتا بلکہ سب اپنے اپنے درب٘یہ گُن سُبھاو مین قایم رہتے ہین۔ ہان یہہ بات ضرور ہے کہ چند چیزون کے ملنے سے ہی مرکب نام ہوتا ہے چنانچہ اوپر عرض کر چکا ہون۔

اب اسمین ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف دربیہ کا سنجوگ تو بلاشک ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن جب ایک ہی دربیہ کی چند شکلین باہم میل کرتی ہین تو اونکے ایک بیک ہو جانے مین کیا شک ہے جیسا کہ ایک سونے کی بالی اور کڑا انگوٹھی وغیرہ ملکر سب ایک ہو جاتے ہین۔ ایسے اعتراض وہ کرتے ہین جنکو اپنے اقوال کی خبر اور تمیز نہین۔

پرماتا بھاس (درمیان مین) کیون یہہ اعتراض تو واجبات سے ہے۔ یون کہئیے کیا ہوتا ہے اسکی تردید کیجیے۔

پرمان چند (ملایمی سے) ذرا ٹھیریے بابو صاحب سُنتے جائیے دیکھئیے تردید ہوتی ہے یا نہین درمیان مین بولنے کا آپکو کوئی حق نہین۔

پرماتا بھاس۔ بیشک درمیان مین دخل دینے کا قاعدہ تو نہین لیکن کیا فایدہ پھر طول کلامی ہوتی۔ اسلئے مین نے ابھی جواب دریافت کر لیا ہے۔

پرمان چند۔ آپ ذرا سُنتے جائیے۔ مین خود ہی جواب عرض کرتا ہون۔ اگر ذرا توجہ کیجیے

پیش کیں مگر طرفہ فشانی سے اونکے خلاف ایک بھی لایق دلیل نہ ظاہر کیگئی اور کیوں کیجا وے کہ راست راست ہی ہوتا ہے اور جھوٹ جھوٹ - اور دلیل مخالف تو نہ ظاہر کیگئی - نہ کیجا سکی گر افسوس کہ وہ انکو سمجھے بھی نہیں قطعی - پس میری وہ حالت ہوئی بقول شخصے کہ دوہا مورکھ کو پوتھی دئی بانچن کو گن گاتھ * جیسے نرمل آرسی دئی اندھ کے ہاتھ + اور زیادہ تاسف یہہ ہے کہ تاہم میرا بیان متناقض بتلایا جاتا ہے اور دل مین بہت خوش ہوتے ہین - کسی بزرگ کے بقول کہ بلی کے دودھ پی جانے کا تو اسقدر رنج نہین مگر وہ جو بھکر دم ہلاتی ہے وہ زیادہ ناگوار ہے -

اور غضب یہہ ہے کہ مین نے کیسی سیدھی سیدھی باتون مین عدالت کو سمجھایا مگر تاہم وکیل مخالف نے ایسے ایسے دھوکے دیے پیچ ڈالے کہ یقین ہے کہ ہنوز بعض حاضرین کے شکوک رفع نہین ہوے ہونگے کسی شاعر تجربہ کار نے اسی کے مصداق کیا اچھا کہا ہے

قطعہ پھول لایا نہ سرو پھل لایا * راستی مین تو کچھ نہ دیکھی بات
جھوٹ لکھا ہے شیخ سعدی نے * راستی موجب رضائے خداست

اس لئے اس مرتبہ شہسوار عدالت ذرا غور کے گھوڑے کو نظر انصاف کے کوڑے سے میدان بیان مین دوڑا دے تو امید کامل کیجاتی ہے کہ پھر منزل مقصود حق داتی تک عنقریب رسائی ہوگی اور شاہد حق رسانی کی فوراً جلوہ نمائی -

جناب عالی صفات کے اختلاف کا مباحثہ تو اب ختم ہو ہی گیا ہے عدالت خود اسپر لحاظ فرماوے - اب صرف قانونی مباحثہ کی بیدہ دری قابل غور ہے - اول اعتراض ایشور کے مرکب ہونے پر ہے لہذا پیشتر اوسکی حقیقت حضور پر روشن کرتا ہون -

یہہ حضور کو معلوم ہی ہے اور مخالف کو بھی تسلیم ہے کہ مرکب دو یا زیادہ چیزون سے ہی

جنابا اس طرف سے جو کوئی امر واگذاشت کیا جاتا ہے وہ صرف طول کلامی کے خوف سے ہوتا ہے ورنہ یہہ نہ سمجھئے کہ ہم اُس سے ناواقف ہین یا کوئی دلیل ہی نہین رکھتے ۔
علی ہذا القیاس قرضہ دلوانے اور منتظم وغیرہ کے لئے علیحدہ دلیل اسلئے ظاہر نہین کیگئی تھی کہ جبکہ بابو صاحب مخلوقات کا صانع ایشور کو مان جائینگے تو قرضہ دلوانے کا منتظم کیون نہین مانینگے مگر جبکہ انھون نے علیحدہ دلیل چاہی تو ادھر سے علیحدہ بھی پیش کیگئی ۔
اسکے ہم مقبل ہی ہین کہ یہہ جیسے سہواً اظاہر کیا گیا تھا کہ اب جملہ حرکات خود بخود واقعہ ہوتے ہین چنانچہ ایکمرتبہ یہہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ قرضہ دلوانا وغیرہ اُسکے زیر اختیار ہین ہے اب اس دلیل پر جو اعتراض ہے اُسکی حقیقت دیکھئے کہ یہہ تو بابو صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ اپنا نقصان اور تکلیف کوئی خود گوارا نہین کرتا مگر پھر کہتے ہین کہ کسیوجہ سے گوارا بھی کرتا ہے ۔ یہہ غلط ہے کیونکہ موہن دھول کی جو نظیر بیان کی ہے وہ ایک فرضی بات ہے جیسا کہ آکاش کے پھول ورنہ اسکا کہین بھی وجود نہین یہہ سب مکار لوگون کے ڈھکوسلے ہین پس ہماری دلیل ہرگز و بھاری نہین ۔
اور واقعی جیسا ہمارا بیان لاردّ ہے ویسے ہی وید شریف بھی لاردّ ہین ۔ پس بابو صاحب نے اپنی دانست مین ہمارے بیان کی تردید اگرچہ کی ہو گر درحقیقت کسی لفظ کی بھی تردید اُنسے نہین ہوئی اور نہوگی ۔ افسوس کہ ہم کہان تک اونکے ہمراہ مغزنی کرین گے بقول اُنکے کہ " جھوٹے کے آگے سچا رو دیتا ہے " یہہ درست ہے ۔
تعصب سنگھ وغیرہ (خوش ہوکر) واہ بابو جی واہ ۔
پرمان چند (طیش کھاکر) حضور یہہ دیکھئے کہ مین اول ہی گزارش کر چکا تھا کہ مین کہان تک ایسی کوتہ اندیشیون کی تردید کرونگا ۔ کمترین نے کیسی کیسی روشن دلیلین

خلاف کیونکر بتلایا جاتا ہے اور حاضرین کو اس بیان مین کیا شک پیدا ہو سکتا ہے۔
پھر جبکہ جو جو اعتراض کیے جاتے ہین اُن سبکی تردید اس طرف سے بلا تامل ہو جاتی ہے
تو ہم یہہ کیونکر نہ کہین کہ تمام صنعتون کا شروع صانع وہی ایشور ہے تاہم ہٹ دھرمی سے
اُسکی مخالفت کیجاتی ہے۔
پھر یہہ بات ہماری طرف سے ضرور ثابت کیگئی تھی کہ اب روزانہ حرکات خودبخود واقع ہوتے
ہین اِلّا قرضہ دیوانا وغیرہ جو اعمال کی سزا جزا ہین وہ اب بھی ایشور نے اپنے تعلق رکھی
ہین ورنہ کسیکو کیا معلوم ہے کہ اِسکے مقدر مین کیا ہے پس اسکی نسبت بھی ہنوز مباحثہ ختم
نہین ہو سکتا۔
اور یہہ جو کہا جاتا ہے کہ شروع مین صانع ہونا ایشور کا اسدھ ہے کمال خبط الحواسی کی
بات ہے کیونکہ پھر لکھتا ہون کہ بہت دلایل اِس بارہ مین ظاہر ہو چکین چنانچہ ابھی پھر
از سرِ نو مین نے اِسکو ثابت کیا ہے جبتک وہ تمام دلایل رد نہون کیونکر اسدھ بتلایا
جاتا ہے۔
زیادہ مغززنی سے البتہ کوئی امر پایہ اثبات کو نہین پہونچتا مگر ہان ایسی مغززنی ہے
کہ جسکی تردید نہو جیسا کہ بیان کمترین کا۔ اسلیئے ہمارا طرز کرنا بھی جایز ہے کیونکہ جب
دلایل مذکورہ ابدان و اجسام وغیرہ کا بلا صانع کے ہونا رد کر دیا گیا ہے اب شرم
کرنی چاہیے ہمکو یا بابو صاحب کو۔
پھر ایشور کے صنعت ہونے مین یہہ دلیل جو بتلائی ہے کہ وہ مرکب ہے یہہ غلط ہے۔
دلیل اسکی شروع مین ظاہر کر چکا ہون بس ایک وہی دلیل کافی ہے ایشور کے صنعت
نہونے مین۔ بابو صاحب سے دریافت کیجیے کہ اب تو بحث کا خاتمہ ہو گیا یا اب بھی اور کچھ کمی ہے۔

جو بابو صاحب اپنا مطلب نکالتے ہین وہ غلط ہے کیونکہ اسی دلیل سے کرتا ثابت ہوتا ہے۔
غور کرو کہ جبکہ ہر اولاد کے والدین یعنی اُسکے کرتا ثابت ہوے تو آخیر مین ایسا کرتا ضرور تصور کرنا چاہیے کہ جسکا کرتا نہو ورنہ انوستھا دوشن (تسلسل) آویگا پس جو ایسا کرتا ہے اُسکو ہم ثابت کرتے ہین لہذا یہہ دلیل ہمارے ہرگز مخالف نہین ہوسکتی۔ اور اگر کہین کہ اس آخری کرتا ایشر کا بھی کرتا کوئی ضرور ہونا چاہیے سو نہین کیونکہ وہ اسادھارن کرتا ہے اور مفرد ہے جو مرکب ہوتے ہین یا سادھارن کرتا ہین اونھین کا کرتا ہوتا ہے۔ پھر بابو صاحب نے اس امر مین کہ کمھار کے مجسم ہاتھ گھٹ کے کرتا ہین حضور کو کیسا دھوکا دیا ہے اور آپ کو تسکین ظاہر کیا ہے لیکن ہمکو اطمینان ہے حضور کی زندہ دلی پر ورنہ بابو صاحب کا وتیرہ ہی یہہ ہے جاے غور ہے کہ کمھار کے ہاتھ تو گھٹ کے کرتا بیشک ہین مگر اُن ہاتھون کی حرکت کا کرتا بجز روح کے کون ہے پس اسی نظیر سے تمامی مرکبات کا صانع ایشور ثابت اور لا بد عرض ہے۔ درمیانی کرتا خواہ کوئی اور کسیقدر ہون مثلاً درخت کا مالی اور مالی کا کوئی اور اور اُسکا کوئی اور مگر آخری اور لاثانی کرتا سبکا ایک ایشور ہی ہوسکتا ہے۔ پھر جب ایشور کرتا ثابت ہوگیا تو وہ محیط ہی ہے لہذا محیط کل کا صانع کل ہونا بھی روشن ہے۔
اب عدالت غور فرماے کہ سمجھنے کی استعداد کسکو نہین ورنہ یون تو ہر کوئی کہتا ہے کہ
ہمچو ما دیگرے نیست۔
اور جبکہ امور تیک کمھار کی روح مور تیک گھٹ کی یا ہاتھون کی حرکت کی کرتا ثابت کیسیع تو دیبچار دوش بھی رد ہوگیا۔
اور جبکہ جملہ اشیا کا کرتا ثابت کر دیا گیا تو اولاد وغیرہ کا کرتا کے بدون نہونا بخوبی ثابت ہوگیا اب قانون مباحثہ سے ناواقفی کی اسمین کونسی بات ہے۔ اور نہ معلوم کہ یہہ مشاہدے

ایشور نے ہر ایک اشیار کی حرکات اور صفات مقرر کر دی ہین اوسیکے موافق وہ ہمیشہ کاربند ہوتی ہین پس ایشور ہی اُنکا بھی کرتا ہوا جیسا کہ گھڑی کے پُرزے حالانکہ خود بخود چلتے ہین لیکن گھڑی ساز نے چونکہ شروع مین اُنکا چلنا مقرر کیا ہے لہذا وہی اُنکا کرتا ہے پس اس دلیل سے جبکہ ہر اک مرکبات کا کرتا ثابت ہوتا ہے تو وہ بچا رکیب آسکتا ہے۔ ہرگز نہین۔

علاوہ اسکے اولاد ابدان یا مقناطیس وغیرہ کی تمثیل سے جو یہہ خیال کیا جاوے کہ کوئی صانع نہین تو محض غلط ہے کیونکہ اگرچہ یہہ بظاہر خود بخود ہوتے ہوے معلوم ہوتے ہین مگر دراصل پرمیشور ہی اُنکا بھی صانع ہے کیونکہ یہہ بخوبی مسلم عام ہے کہ کوئی انتظام بلا منتظم کے اور کوئی مرکب بلا ترکیب دینے والے کے نہین ہوتا پس اس فقرہ مین یہہ اولاد وغیرہ سب بکشش یعنی معرض بحث مین آگئے پھر انکو تمثیل مین پیش کرنا محض خلاف قاعدہ ہے اور قانون انومان کی دفعہ ۶ حرف الف اسپر عارض ہے یعنی سادھسم دوش اسمین آتا ہے۔ ہان اگر بابو صاحب کو کوئی تمثیل ایسی یاد ہو کہ جو معرض بحث مین نہو تو بیان کرین۔

حاضرین تعریف کرتے اور داد دیتے ہین۔

پھر بابو صاحب نے جو یہہ فرمایا کہ قانون انومان کے ذریعہ سے صرف وہی ثابت ہو سکتے ہین جو ایک جنس کے ہون بیشک یہہ درست ہے مگر اسی دلیل مذکورہ بالا سے ہمنے ثابت کیا ہے کہ جملہ مرکبات ایک جنس یعنی کسی صانع کے صنعت کیے ہوے ہین پس اُس سے صنعت ہونا سکا ثابت ہی ہے پھر اسکی مخالفت کیون کیجاتی ہے۔

پھر یہہ بیان بھی ہمارا صحیح ہے کہ ہر ایک بچہ کے والدین ضرور ہوتے ہین مگر اس سے

یا کثرت مجامعت کرتا ہے تو کبھی آلہ تناسل یا سوزاک و آتشک وضعف دماغ وغیرہ امراض کی نرم وسخت سب قسم کی تکالیف کو خود ہی مجبوراً گوارا کرتا ہے۔ لہذا دلیل مذکورہ ویبھچاری ہے۔ ابد ہا وید شریف وہ بھی بقول اُنکے جیسا اونکا بیان لا رد ہے ویسا ہی وہ بھی لا رد ہے۔

پس اور کوئی فقرہ تمثیل مین اول سے آخر تک باقی نہین کہ جسکی تردید نہین کیگئی لیکن پھر بھی یہی کہے جاناکہ ہماری تردید نہین ہوئی نہ ہوسکتی ہے۔ ایک عجیب تعصب سنگہ صاحب کی مہربانی اور اس مثل کے مصداق ہے کہ جھوٹے کے آگے سچّا رو دیتا ہے۔

حاضرین دریلے حیرت مین غوطہ کھاتے ہین۔

بابو پرمانا بھاس (پریشان ہوکر) حضور صفات کے اختلاف کے مباحثے بیشک بابو صاحب تنگ نہونگے ہم ہی تنگ سہی کیونکہ ہمکو اسقدر زبان زوری نہین آتی اور اگرچہ قانونی مباحثہ بھی بہت کچھ ہوچکا مگر اُسکی تردید کرنی ضرور ہے لہذا گزارش ہے کہ اول بابو صاحب کی یہی زبان زوری دیکھئے کہ دھینگا تانی سے پرمیشر کو بھی مرکب بنائے دیتے ہین مگر قانون انوان کی دفعہ ۵ کا حرف الف اسپہ عارض ہے یعنی انیتہ اور غیر ثابت ہے کیونکہ مرکب وہ ہوتا ہے کہ جو دو یا زیادہ چیزین ملکر ایک ہو جاوین۔ مثلاً پرمانوؤن کے اجتماع سے اجسام۔ مگر ایشور چونکہ دریہ کشیتر کال وغیرہ سے ایک میک نہین ہوتا بلکہ دریہ کشیتر کال وغیرہ علیحدہ ہین اور پرمیشر علیحدہ لہذا اُن سے ایشور کا مرکب ہونا اسّدھ یعنی غیر ثابت ہے۔

پھر اولیا ابدان کے بڑھنے وغیرہ کی تمثیل سے جو ویبھچار بتلاتے ہین وہ بھی نہین کیونکہ ہم اولیا وغیرہ تمام مرکبات کو صنعت ثابت کرتے ہین یعنی ہم کہتے ہین کہ شروع مخلوقات مین

کہ بابو صاحب اسقدر طنز کی باتین کہتے ہین لیکن کچھہ شرم نہین کرتے۔

پھر صرف اسقدر کہنے سے کہ ایشور صنعت نہین ہو سکتا کچھہ مطلب حاصل نہین ہوتا نہ یہہ بحث کا طریقہ ہے۔ جبتک کہ کوئی دلیل نہ ظاہر کیجاوے تب تک ایشور کے مرکب ہونے سے وبھچار کیون نہین مانا جاویگا۔

پس چونکہ ہماری کسی دلیل کی تردید ہنوز نہین ہوئی لہذا یہہ کہنا کہ باصفات ایشور صانع ہے آگ مین باغ بتلانا ہے۔

اور قرضہ دلوانیکا منتظم بھی بلادلیل کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ یہہ ضروری بات نہین کہ دنیا کا ناظم (اگر کوئی ہو تو) قرضہ دلوانے وغیرہ کا جھگڑا بھی اپنے ذمہ رکھے۔ چنانچہ یہہ بیان خود انکے سوچن بادھت ہے یعنی ابھی بابو صاحب نے فرمایا ہے کہ ایشور شروع مخلوقات مین صانع ہوتا ہے روزمرہ کی حرکات کا صانع نہین اور اوسکی نسبت دلیل جو ظاہر فرمائی ہے اُس سے اور بھی جہالت واضح ہوتی ہے کیونکہ خود ہی قرضہ دلوانے وغیرہ حرکات روزانہ کے انتظام سے انکار کرنا بلکہ صرف شروع مخلوقات کا صانع سمجھنا اور خود ہی قرضہ دلوانے وغیرہ روزمرہ کی حرکات مین بھی دلایل پیش کرنا محض کوتاہ اندیشی ہے۔ اب عدالت پر ظاہر ہوا ہوگا کہ کوتہ اندیش کون ہے کہ یہہ بھی بچار نہین کیا جاتا کہ اب مین نے کیا کہا تھا اور اب کیا کہتا ہون۔ پھر اس دلیل سے یہہ ثابت بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اگرچہ یہہ بات صحیح ہے کہ کوئی جیو اپنے لئے سزا و دکھہ پانا بعض گوارا نہین کرسکتا گر کسی وجہ سے مجبوراً کرنا بھی پڑتا ہے مثلاً موہن دھول یا شراب وغیرہ کے نشہ سے جیو باولا ہو جاتا ہے حالانکہ کسیکو یہہ گوارا نہین۔ یا جب کوئی شخص نادانی و کم فہمی سے جلق و اغلام متواتر کرتا رہتا یا زن مریضہ یا حایضہ سے مباشرت

وستوسروپ ہی ایسا ہے کیا وہ ایک طرح بیان کرکے نار استگوئی کے زمرہ مین
آجاوین - پس اونکے ستند ہونے مین کیا کلام ہے - اگر بابو صاحب ایکٹ مباحثہ سے
واقف ہوتے تو ہرگز ایسی باتین نکرتے کہ جسمین فضول ہی اور عدالت کی تضیع اوقات
ہو اور حاضرین کو اشتباہ اور شک کا ضماد گھیرے - پھر جبکہ ایشور کبھی بھی کسیکا کرتا
ثابت نہوا تو یہہ کہنا کہ شروع مین تمام صنعتین ایشور کی ہوئی ہین اب اونکی حرف
نقل کیجاتی ہے بہت ہی کم عقلی کی بات ہے خواہ کسیقدر خوشی سے کہی جلے - ایسے
بیان کو بھی اگر ہم اسِدھ نہ بتلاوین تو ہماری وکالت ہی کس لئے ہو فضول ہی -
پھر اسقدر تو بابو صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اب روزانہ حرکت خود بخود ہی ہر ایک شیا
کی واقع ہوتی ہین کیونکہ ایشور نے بعد مخلوقات کی پیدایش کے ہر ایک اشیاء کے کا
مقرر کردیئے چنانچہ اوسی کے موافق تمام اشیاء کاربند ہوتی ہین - اگرچہ اس بیان سے
روزانہ حرکات سزا جزا اور قرضہ دلوانا وغیرہ ہماری متنازعہ حرکات ایشور سے متعلق
نہین ہے پس مباحثہ ختم ہوگیا - مگر چونکہ یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ شروع مخلوقات مین
ایشور نے تمام حرکات مقرر کردی ہین اسلیئے اسکی تردید کرنا بھی مین مصلحت سمجھتا ہون
اور وہ اسیقدر کافی ہوگی کہ یہہ بیان بھی منونا اسِدھ ہے کسی دلیل سے ثابت نہین
کیا گیا - اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ اسقدر مغززنی صرف اسی کے اثبات کی غرض سے کیگئی
صحیح ہے لیکن یہہ کچھ ضروری بات نہین کہ جس بات کے لئے مغززنی کیجاوے وہ
ثابت ہی ہوجاوے ورنہ پھر میرا بیان ہی سِدھ کیون نہ سمجھا جاوے ؟ کیونکہ غالباً
مین نے زیادہ مغززنی کی ہوگی - پھر ہمارا بیان بالا یعنی ابدان و اجسام سورج وچاند
وغیرہ کا صنعت نہونا جیسا کہ دہوا حضور پر روشن ہی ہے - کہان تک افسوس کیا جاوے

کمھار کی روح گھٹ کی کرتا ہے - افسوس بابو صاحب کو تو شرم نہ آئی صریح دروغگوئی پر لیکن
حضور زمانہ دل سے غور فرماوین کہ کمھار کی روح نے گھٹ مین کیا کیا - لامحالہ آپکو یہی کہنا پڑیگا
کہ کچھ نہین البتہ گھٹ کمھار کے ہاتھون کا کیا ہوا ہے جو مجسم ہین - لہذا اب بابو صاحب
دریافت فرمائیے کہ بادھت دوش میرے بیان پر آیا یا کہ اونکا بیان پرتیکش بادھت ہے -
اسیطرح محیط کو بھی جو آپ کرتا بتلاتے ہین وہ بھی نادانی ہے کیونکہ ہمارا اعتراض محیط کل پر
ہے اور آپ تمثیل دیتے ہین اسکی کہ جو صرف اپنے کام مین محیط ہے مگر اس سے ہمکو انکار
نہین - واقعی جو کرتا ہوتا ہے وہ اپنے کام مین محیط ہوتا ہی ہے نہ کہ محیط کل - پس بابو صاحب
کو چاہیے کہ پیشتر بیان کی ماہیت سمجھنے کی طاقت پیدا کرین بعد مین مباحثہ کرنیکا نام
لین - پھر کمھار کی روح کو جو مورتیک گھٹ کا کرتا بتلا کر ویبھچار دوش دیا تھا چونکہ مینے
دکھلا دیا کہ روح کرتا نہین لہذا ویبھچار دوش بھی غلط ہوگیا یعنی ہمارا یہہ پریوگ لااعتراض
رہا کہ مورتیک کا کرتا مورتیک ہی ہوتا ہے -

پھر ایک یہہ بڑی زبردستی کی بات ہے کہ بابو صاحب مشاہدہ کے خلاف بھی ثابت
کرنیکو آمادہ ہین یعنی کہتے ہین کہ زید کے والدین اگرچہ پوشیدہ ہون مگر اونکے ہونے مین
کچھ شک نہین ایسا ہی اولہ وغیرہ کے کرتا مین بھی کچھ شبہ نہین - افسوس ہے کہ اتنا
نہین سمجھتے کہ زید کے والدین کے بارہ مین تو اول یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ کوئی انسان
بلا والدین نہین ہوتا اسلئے اوسکے والدین کے ہونے مین شک نہین مگر اولہ وغیرہ کے
کرتا مین تو ہنوز یہہ ثابت نہین ہوا کہ یہہ بلا کرتا کے نہین ہوتے پس اونکے کرتا کو اس
تمثیل سے کیونکر فرض کرلیوین - ہمارے قانون آگم یا بیان لالہ کنھیت چند صاحب
پر جو یہہ اعتراض ہے کہ ہر امر سے اقرار و انکار کیا گیا ہے - یہہ بھی نادرست ہے - کیونکہ

اب ہم اس بحث کو بھی چھوڑکر صرف بابو صاحب کی مئوید حجت پر ہی صبر کرتے ہین اور دعوی
کرتے ہین کہ خود وہ ہمارے موافق ہے وہ یہہ ہے کہ بابو صاحب فرماتے ہین کہ ہر ایک بچہ
کو دیکھکر یہہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ والدین بھی ضرور ہونگے کیونکہ بلا والدین کسیکی ولادت
نہین ہوتی - اب ہم آپسے سوال کرتے ہین کہ یہہ انومان بابو صاحب کا درست ہے یا
نادرست - اگر درست ہے تب تو کرتا کے انومان کے مخالف ہونے سے ہمارے موافق ہی ہے
یعنی جبکہ اسیطرح ہر شخص کا وجود بلا اوسکے والدین کے ہونا ناممکن ثابت ہوا تو کوئی فرد بشر
بھی ایشور کا کیا ہوا نرہا پس قانون انومان بھی بابو صاحب کے مخالف ہوا - بڑا غضب
یہہ ہے کہ قانون انومان سے تو سلسلہ پیدایش مسلسل اسیطرح ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص
اپنے والدین سے پیدا ہوتا چلا آیا ہے مگر بابو صاحب اسکے خلاف نہ معلوم کس قانون
سے کہتے ہین کہ شروع پیدایش مین انسان بلا والدین ایشور کے پیدا کئے ہوئے تھے - اور
اگر کہین کہ یہہ انومان ہمارا نادرست ہے تو اسکے ذریعہ سے جو اپنے دعوے کا اثبات چاہا تھا
وہ نہوگا اور اجسام وغیرہ مرکبات کا صانع کوئی ثابت نہوا -
علاوہ اسکے یہہ انومان غلط ہو بھی نہین سکتا کیونکہ نرباد ھہ ہے اور اسیطرح بیاپتی پائی جاتی
ہے یعنی اگر والدین ہونگے تو اولاد ہوگی اور اگر نہین ہونگے تو نہین ہوگی پس یہہ انومان ہی
خود کرتا کے مخالف ہے - اب عدالت غور فرمائے کہ فضول گوئی اور زبان ندری کون کرتا ہی
اور اثبات و تردید کسکے معقول یا غیر معقول ہین -

جملہ حاضرین شرور آمیز نگاہ سے حیرت کرتے ہین - اور مدعی خوش ہوتا ہے -

اچھا اب مین نے جو سوالات قایم کئے تھے اونکی تردید پر لحاظ فرمایئے - اول اسپر کہ امور تنبیک
کرتا نہین ہوتا آپ نے بادعت دوش تبلایا ہے اس سے کہ غیر مجسم ہی کرتا ہوتا ہے جیسے

اور نہ جملہ چوپایوں کے سینگ ہونا بیاپتی گیان کے موافق یعنی لازم ملزوم ہے - البتہ
گائے بھینس جسقدر ہوں اونکے سینگ ثابت ہوسکتے ہیں کیونکہ وہ سب اس دلیل کے
اور اُن سے یہ دلیل لازم ملزوم ہے - پس اسی سے حضرت کی مُبینہ دلیل کو مشابہ کیجیے
یعنی اسیطرح گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع دیکھنے سے یہہ انومان ہرگز زیبا نہیں کہ تمام کائنات
کا صانع ہوتا ہے کیونکہ تمام مرکبات گھٹ پٹ کی جنس کے نہیں ہیں بلکہ اونکے مخالف
معلوم ہوتے ہیں - البتہ یہہ انومان ہوسکتا ہے کہ تمام پوشیدہ گھٹ پٹ بھی صانع
کے کیئے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سب ایک ذیل کے ہیں - پس امید کرتا ہوں کہ اب عدالت کو
بخوبی اطمینان ہوگیا ہوگا کہ واقعی جو کرتا کی کی ہوئی ہیں اونکی نظیر سے جو کرتا کی کی ہوئی نہیں ہیں
اونکا بھی کرتا فرض کرلینا خلاف قانون ہے - خلاصہ یہہ کہ اس قسم کے انومان (قیاسات)
محض جہالت یعنی بیاپتی گیان کے نجاننے سے ہوتے ہیں - ورنہ زید کے چار بیٹوں کو
دیکھکر ہندہ (زید کی منکوحہ) کے حمل کے بچہ کو بھی اس دلیل سے کہ زید کے نطفہ سے مذکر
ہی اولاد ہوتی ہے لڑکا تصور کرنا ٹھیک ہوجاوے مگر نہیں ہوتا کیونکہ حمل والا بچہ ممکن
ہے کہ لڑکی ہووے اور اسمیں کوئی بادھک نہیں - غرضیکہ اور بھی ہزارہا تمثیلیں اسی قسم
کی موجود ہیں - پس ایسا انومان کرنیوالا اہماری دانست میں ایسا ہے جیسا کہ آجکل کم عقل
کے آدمی شروع بارش میں مینڈکوں کی کثرت کو دیکھکر خیال کرتے ہیں کہ مینڈک آسمان سے
برستے ہیں ورنہ زمین پر اسقدر زمین کہاں سے آجاتے - بیوقوف یہہ خیال نہیں کرتے کہ
ایسے ہی آسمان پر کہاں سے آتے ہیں چنانچہ جو چیز قدرتی پیدا ہوتی ہے اوسکو دیکھکر
یہی نادان لوگ کہتے ہیں کہ اسکا کرتا ایشور ہے لیکن یہہ خیال نہیں کرتے کہ ایشور کرتا کیوں
اور کیونکر ہوسکتا ہے - خیر -

وہ صنعت ہوتا ہے۔ عدالت گویا ہوگا کہ اسکی تردید احقر پہلے ہی گزارش کر چکا ہے
یعنی یہہ کہ یہہ ہیتو ویبھچاری ہے کیونکہ بادل وغیرہ مجموعہ ذرات آب وغیرہ ہونے سے
مرکب ہین اور صنعت ہین ہین اور نیز اشیور خود جسکا صنعت نہونا تسلیم ہے بلحاظ
مجموعہ صفات ہونیکے مرکب ثابت کیا جا چکا ہے جو ہنوز لا رد ہے۔ اسکو بھی چھوڑکر
بچہ کے جسم کے جوانی تک بڑھنے سے بھی ویبھچار آتا ہے کیونکہ اسکا بڑھانیوالا ابھی کوئی
ثابت نہین ہوسکا پس مرکبات صنعت ہین یہہ بہرحال مشتبہ ہے لہذا اسر و باشبہ
دوشن کیونکر رد ہوا ہرگز نہین ہوا۔

پھر دیکھی ہوئی چیز کی نظیر سے ہر ایک پوشیدہ اشیار کی خاصیت وحقیقت ثابت
نہین ہوسکتی۔ اسکی تردید بھی نہین ہوئی کیونکہ اسکے جواب مین بابو صاحب کہتے ہین کہ
پوشیدہ اشیار کے علم مین ہی قانون انومان کام آتا ہے یہہ کیسی نادانی کی بات ہے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے بیان کو بالکل سمجھتے ہی نہین۔ خیال کیجئے کہ مین کہتا ہون
کہ اس سے ہمکو انکار نہین کہ قانون انومان پوشیدہ اشیار کے ثابت کرنیکے لئے ہی
ہوتا ہے مگر اون ہی اشیار کے کہ دیکھی ہوئی اشیار کے ذیل مین ہون اور وہ بیاپتی
گیان سے اُبرُدہ یعنی ہیتو سے ابنا بھاوی ہون مثلاً کوئی شخص گائے بھینس بکری وغیرہ
سینگ والے چوپایون کو دیکھکر اور ہر ایک کے سینگ پاکر اپنی کم فہمی سے قانون انومان
کی یون درگت کرے کہ چونکہ ان گائے بھینس بکری وغیرہ مین سے ہر یک چوپایہ کے سینگ
دیکھنے مین آتے ہین اسلئے گدھے کے بھی ضرور سینگ ہوتے ہین کسواسطے کہ وہ بھی مثل
ان گائے بھینس وغیرہ کے چوپایہ ہی ہے" تو ایسے شخص کو قانون انمان کے جانتے اور بخوبی
سمجھنے والے کیا محض نادان اور کوتاہ فہم نہ کہینگے۔ کیونکہ سب چوپایے ایک ذیل کے نہین

ہے کہ جبکہ ہمارا بیان جو سراسر وید کا مضمون ہے لا رد ہے تو ویدون کے لا رد ہونے مین کیا شک ہوسکتا ہے وہ خود ہی پرمانیک قرار پاتے ہین۔
اب نہ معلوم کہ وہ کونسے لفظ ہین کہ جنکی بابو صاحب نے تردید کردی ہے فضول شخیت سے کیا فایدہ ہمارے نزدیک تو ہنوز کچھ تردید نہوئی اور نہ ہوسکتی ہے زبان زوری خواہ کوئی کسیقدر کرے۔

بیریت چند۔ واہ بابو جی واہ۔

حاضرین سب حیران ہوتے اور پربان چند کی طرف چونکتے ہین۔

پرمان چند۔ حضور بابو صاحب کے نزدیک خواہ تردید نہو لیکن جناب فیضمآب پر روشن ہوگا کہ مین اونکے ہر ایک لفظ کی تردید کرچکا ہون۔ اُسکے خلاف اس مرتبہ بھی جسقدر میرے بیانات کی تردید اور اپنے کے اثبات مین زبان کھولی گئی ہے وہ سب یاوہ گوئی اور فضول بلکہ بعض خود اُنکے مُضر ہے۔ چنانچہ اُسکی حقیقت دکھلاتا ہون۔
اول عدالت اور رحمت وغیرہ کے اختلاف وغیرہ کے مباحثہ سے نہین ہرگز تنگ اور نہ یہہ میرے کسی لفظ سے ظاہر ہے۔ حضور پر واضح ہے کہ میری نسبت یہہ صرف تہمت ہے بلکہ مین کسی مباحثہ سے بھی روگردان نہین ہان البتہ فضول تضیع اوقات سے مین سخت متنفر ہون اور یہی مین نے کہا تھا مگر بابو صاحب اب چونکہ اُسمین کچھ کہہ نہین سکے لہذا اسکو کھینچ کر تا بلا کر خاموش ہوتے ہین۔ خیر اب دلایل قانونی پر بھی یقین ہے کہ عنقریب یہی مباحثہ ختم ہوگا حضور ذرا توجہ فرماوین اُسکے جواب پر۔
اول اجسام وغیرہ کو صنعت ثابت کرنے مین یہہ دلیل بیان کی ہے کہ جو مرکب ہوتا ہے

کہتے ہین کہ یہہ کسی پرمانڑ سے سِدّھ نہین افسوس کہ کیا اونکو ابتک یہہ معلوم نہین ہوا کہ یہہ اسقدر مغز زنی اور کوشش صرف اِسی کے ثابت کرنیکے لئے تو لیگئی اور کیجاتی ہے تو پھر اڑین اس کہنے پر کہ اب بھی یہہ اسِدّھ ہے ۔

پھر ابدان واجسام سورج وچاند وغیرہ کا صنعت ہونا بحسب مُبینہ بالا اسِدّھ ہے یہہ جو فرمایا ہے تو مین اوس مبینہ بالا کو رد کر چکا ہون پس اونکے صنعت ہونے مین اب کیا کلام رہا ۔

پھر ایشور کو صنعت بتلا کر جو ویبھچار دوش دیا ہے وہ محض نادانی ہے کیونکہ ایشور ہرگز مرکب نہین ہو سکتا لہذا صنعت بھی نہین اور نہ اوس سے اُنکا دعوی ثابت ہوتا ہے اور نہ بادل وادو بجلی وغیرہ سے کوئی ویبھچار آتا ہے کیونکہ ہم اونکا بھی صانع ایشور کو مانتے ہین ۔ پس ہمارا پریوگ دویم (جگت کا صانع ایشور باصفات ہے) بھی بخوبی ثابت ہے کیونکہ اُسکے خلاف جو دلایل تبلائے گئے تھے اُن سب کی تردید ہو چکی ہے اور کوئی دلیل اُسکے مخالف باقی نہین ۔

ایک اور بات ظاہر کیگئی ہے کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کے منتظم کے اثبات مین کوئی کامل دلیل چاہیے حالانکہ میرے نزدیک اب بھی قرضہ دلوانے وغیرہ کے منتظم کا اثبات ایشور کرتا کے اثبات پر ہی منحصر ہے کیونکہ جب دنیا کا کرتا ثابت ہوا تو اگر وہ قرضہ دلوانے وغیرہ یعنی سزا جزا کا انتظام ہی نکریگا تو اُسکے کرتا ہونے سے کیا نتیجہ ہوگا پس وہ علیحدہ دلیل کی تلاش کرنا فضول ہے تیسری بھی مین ایک لارد دلیل اور بھی پیش کر چکا ہون پھر معلوم بابو صاحب یہہ کیون فرماتے ہین کہ کوئی کامل دلیل نہین دیگئی ۔

اور رویہ تعریف کے بارہ مین اور زیادہ کیون تضیع اوقات کیجاسے صرف یہی کافی دلیل

ویبھچار دوش اسپر عارض ہے۔
اور تیسرا پریوگ بھی بجسب دفعہ مذکورہ ویبھچاری ہے کیونکہ زید کے والدین اگرچہ پوشیدہ
ہون مگر اونکے ہونے مین کچھ شک نہین کسیوقت اور کہین وہ ضرور موجود تھے۔ایسا
ہی اولاد وغیرہ کا کرتا بھی ایشور ضرور ہے اور اونکے قانون آگم کی حقیقت تو ظاہر ہی
ہے کچھ کہنے کی حاجت نہین کہ ہر ایک مت اسمین انکاری ہے اور اقراری بھی۔ دیکھو بیان
لالہ تصحیت چند صاحب کو۔
پس ہر سہ پریوگ مذکورہ سے جو ہمارے بیان پر بادھت دوشن عائد کیا تھا وہ ہرگز
نہین ہوسکتا۔ بابو صاحب بہت خوش ہوے ہونگے پریوگ مذکورہ کے اظہار سے
اور اپنے دلمین اونکو لا رد سمجھتے ہونگے کہ فرماتے ہین کہ انکی تردید اگر ہوسکے تو کیجیے۔
پھر جبکہ ہم ثابت کر چکے کہ ایشور جگت کا کرتا ہے تو خوش ہو کر یہہ کیون نہ کہین کہ شروع
مین تمام صنعتین ایشور نے کین اور اب انکی نقلین کیجاتی ہین۔ پس کسی نوع سے
بادھت وغیرہ دوش ہمارے بیان پر عاید نہین۔
اب اسقدر دلایل کے اظہار کے بعد بھی اسکو اسدّھ تبلاے جانا ایک زبردستی کی
بات ہے دھینگا تانی اسیکو کہتے ہین۔
پھر سوال جو کیا ہے کہ ایشور شروع مخلوقات مین صانع تھا یا کہ اب روزانہ انواع حیوان
کا ناظم بھی وہی ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ ہر پرلے کے بعد ایشور ہر ایک قسم کی مخلوقات
کو ایک ہی قدیمی طریق سے پیدا کرتا ہے اور ہر اشیا کے شبھاد اور کام مقرر کردیتا
ہے چنانچہ اوسی کے موافق سب چیزین کاربند ہوتی ہین پھر میعاد مقررہ کے بعد پرلے
ہوتی ہے اور اسیطرح پھر صانع کامل جگت کی صنعت کرتا ہے۔ لیکن بابو صاحب

جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ جسقدر صنعتین ہین اونکا کرتا ضرور ہوتا ہے خواہ بظاہر ہو یا پوشیدہ
پھر جبکہ ہم کسی جسم وغیرہ صنعت کو دیکھتے ہین تو ہمکو ضرور انومان ہوتا ہے کہ اسکا
بھی کرتا کوئی ضرور ہے اور وہ کرتا ایشور ہی ہوسکتا ہے پس یہہ اوداہرن دتمثیل)
بالکل مشابہ ہے لہذا اور زیادہ فضول گفتاری سے کیا نتیجہ ہے - اسپر اگر کوئی دوشن
بابو صاحب دیکھتے ہین تو شوق سے دیوین -

سب حاضرین چونکتے ہین اور پریت چند کر ٹھوکتا ہے -

آریہ چند - اور کیا - شاباش -

پرمان چند مسکراتا ہے -

پرماتما بھاس - اچھا اب آگے بادھت دوشن کے اثبات مین جو بابو صاحب نے
ہوشیاری دکھلائی ہے اور سوالات قایم کیے ہین لیجیے اونکی تردید -
اول یہہ جو فرمایا ہے کہ غیر مجسم اور محیط کرتا نہین ہوتا اسپر قانون انومان کی دفعہ ۲
حرف ب عاید ہے یعنی یہہ پرتیکش بادھت ہے کیونکہ فی الحقیقت غیر مجسم ہی کرتا
ہوتا ہے جیسا کہ کمھار وغیرہ کی روح جو غیر مجسم یعنی اموُرتیک ہے وہ گھٹ وغیرہ
مجسم یعنی موُرتیک کی کرتا ہے - پھر محیط ہی کرتا ہوتا ہے کیونکہ ہم اول ہی کہہ چکے ہین
کہ کرتا اگر اپنے کاریہ مین بیاپک نہو تو اُسکا رچنے والا کیونکر ہوسکتا ہے مثلاً کمھار
اگر گھٹ کاریہ سے علیحدہ رہے تو گھٹ ہی نہین پیدا ہوسکتا پس یہہ بھی رد ہو ہے
پھر دوسرا پریوگ بھی بسبب مذکورہ بالا خود رد ہوگیا کیونکہ ہمنے اُسکے خلاف ثابت
کیا ہے کہ انت اور موُرتیک گھٹ (یعنی فانی و مجسم گھڑا) کی بھی کمھار کی انت اور اموُرتیک
(غیر فانی و غیر مجسم) روح کرتا ہے پس قانون انومان کی دفعہ کے حرف ج کے موافق

چھوٹتے ہو۔

پرمانا بھاس۔ ارے بھائی اور کیا بڑ چود کھیڑا تو ہے ہی۔

تعصب سنگھ۔ تب بھی آخر کچھہ تو کہنا چاہیئے۔

پرمانا بھاس۔ بھائی اور کیا کہین خاک عدالت خود غور فرماویگی۔ ٹھیرو اب کہنے دو ورنہ مضمون کی آمد مین فرق پڑتا ہے۔

بیپریت چند۔ ہان کہنے دو جی۔

پرمانا بھاس (عدالت سے) ہان حضور اب لیجیئے دلایل قانونی۔ کیونکہ جب اصل مباحثہ ہمارے موافق ہوجاویگا تو یہہ فروعات تو خود بخود ہی طے ہوجاوینگے۔ اچھا اول یہہ جو کہا گیا ہے کہ یہہ ثابت نہین کہ اجسام سورج وچاند وغیرہ صنعت ہین لہذا سہ ویا پرہ دوشن عارض ہے۔ یہہ غلط ہے کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہین کہ جو مرکبات ہین وہ سب صنعت ہین لہذا یہہ دوشن ہرگز عاید نہین ہوسکتا۔ پھر یہہ جو بیان کیا کہ جو کرتا کی کی ہوئی ہین اونکی نظیر سے جنکا کرتا نہین اونکا کرتا فرض کرلینا خلاف قانون ہے۔ یہہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ حضور ذرا غور فرماوین کہ اگر ایسا نہو تو قانون انومان ہی بالکل رد ہوجاتا ہے۔ یعنی قانون انومان کی ضرورت ہی کسی ظاہر اشیاء کے دیکھنے سے پوشیدہ کے ثابت کرنے مین ہوتی ہے جیسا کہ اب ہم دیکھتے ہین کہ جسقدر بچے ہین اونکی والدین ضرور ہوتے ہین اور بلا والدین کے بچہ نہین ہوسکتا خواہ وہ پوشیدہ ہون یا ظاہر تو پھر کسی خاص بچہ کو دیکھکر یہہ انومان ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اسکے والدین بھی ضرور ہونگے خواہ وہ ہمکو نظر نہ آوین۔ لیکن بابو صاحب کے بقول یہہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ اگر وہ ہمکو نظر نہین آتے تو کبھی بھی نہونگے اسطرح

وہ کہتے ہین کہ اُسکے ایک ایک لفظ مین ہزار ہزار معنی ہین پس نتیجہ یہہ ہوا کہ اوسکے الفاظ کے معنی جو کوئی بیان کرے تو کوئی اوسکے خلاف استدلال نہین کر سکتا کیونکہ نہ معلوم کہ مخالفین مین سے کون غلطی پر ہے لہذا یہی دلیل کافی ہے اُسکی تردید کو کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسا متزلزل بیان ایشور کی جانب سے ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا۔

اسکے علاوہ بابو صاحب کے دعوے کی تردید ہوجانے سے بھی وید شریف کی تردید ہوگئی اب میرے نزدیک ایسے الفاظ اور کوئی نہین ہے کہ جنکی تردید کیجاے۔

جملہ حاضرین خوش ہوتے اور بعض بآہستہ آواز ایک دوسرے سے یون گفتگو کرتے ہین

ایک۔ اوہو بھائی پرانٹ چند کیا ہی غضب کا پتلا ہے۔

دوسرا۔ واقعی صاحب اسکی باتین کمال تعجب انگیز اور پُر حیرت ہین۔

تیسرا۔ پُر حیرت کیا ہین جناب ایسی ہین جنکو سنکر مزا آتا ہے دیکھئے کہ مجکو ایک نہایت ضروری کار درپیش ہے مگر جانے کو دل نہین چاہتا۔

چوتھا۔ بھائی پہلے ہی سے کیون گھبرائے جاتے ہو ذرا بابو پرمانا بھاس کی گفتگو بھی تو سنو کیا کہتے ہین۔

بابو پرمانا بھاس کھڑا ہوتا ہے اور تعصب سنگھ کمر ہمت چست کرتا ہے۔

پرمانا بھاس (خجالت اور فریب آمیز گفتگو سے) جناب عالی مباحثہ بالائی (یانچہ خلاف رحمت وعدالت وغیرہ) بہت کچھ ہوچکا چنانچہ بابو صاحب بھی اُس سے تنگ معلوم ہوتے ہین لہذا مین اُس بکھیڑے کو چھوڑ کر اب صرف اصل مباحثہ اور دلایل قانونی پر زور دیتا ہون۔

تعصب سنگھ (گھبراکر آہستہ سے) یہہ لوجی واہ بابوجی واہ اسکو کیون

علاوہ برین یہہ بیان کہ مرکبات سب صنعت ہوتے ہین خود بھی وبیچاری ہونے سے ہیچکارہ ہے باعتبار بادل وبجلی واولہ وغیرہ نظایر مرکبات مذکورہ سابقہ کے جنکا غیر مصنوعی ہونا بدیہی اور مسلمہ عام ہے - خلاصہ یہہ ہوا کہ بابو صاحب کے مقبولہ مرکبات کا بھی صانع ثابت نہین -

یہہ کیفیت ہے ہمارے تمام اعتراضات کی تردید کی جسکے اعتبار پر بابو صاحب فرماتے ہین کہ ہمارا دوسرا پریوگ بلا اعتراض اور خود بخود ثابت ہے یہہ کچھ بات نہین کہ ہمنے پہلے اوسکے خلاف بیان کر دیا تھا -

حضور پر واضح ہوگا کہ اُس کہنے کا مطلب یہہ تھا کہ ہم صرف اسکے خلاف ہین مگر کوئی اعتراض اسپر نہین رکھتے - بلکہ صاف الفاظ مین یہہ کہا گیا ہے کہ جبکہ جگت کا کرتا کوئی ثابت نہین تو کچھ ضرورت نہین اسکی تردید کی کہ باصفات صانع ہے اور سوا اسکے پہلے ہمنے اسپر اعتراض ظاہر بھی کر دیے ہین بلکہ اسکے خلاف ثابت کر دیا ہے یہہ کہ باصفات ایشور کبھی صانع نہین ہو سکتا - اُسکی کوئی تردید نہین کیگئی - چنانچہ اس مرتبہ بھی ہمنے قانون انوبان کی جن دلیلون سے صانع کا عدم ثابت کیا ہے وہ سب باصفات ایشور کے صانع ہونیکے خلاف ہین لہذا اس پریوگ کی تردید مین بھی وہی کافی ہین باقی رہا یہہ کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا منتظم بھی ایشور ہے - اسکو بھی جو مخلوقات کے صانع ہونیکی دلیل سے ثابت سمجھتے ہین یہہ کیسی کوتاہ فہمی کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مخلوقات کا صانع کوئی ہو مگر قرضہ دلوانے وغیرہ کا منتظم نہو لہذا جبتک کوئی کامل دلیل پیش کیجاوے تو یہہ ہرگز ثابت نہین ہوگا -

رہا وید شریف - اسکا منزل او رمختلف بیان ہونا خود بابو صاحب کو تسلیم ہے یعنی

تب تو اسِدھ ہے اور پرتگیا نتر دوشون سے بھرا ہوا - اور اگر رونا پیدائش کا بھی ایشور صانع بتلایا جاتا ہے تو اکلام بادھت ہے کیونکہ اسکے خلاف اجسام غیر مصنوعی کے لئے تو طریقہ پیدائش قدرتی بخوبی ثابت ہے - اور اجسام مصنوعی کے صانع کمہار وجولاہہ وغیرہ انسان بہیہ مین جسکے اقبال مین آپکو بھی کوئی تامل نہین اور نہ کسیکو ہوسکتا ہے -

اب عدالت غور فرمالے کہ بابو صاحب نے پہلے تو گھٹ پٹ وغیرہ انواع جگت کو صنعت مانکر اسکے صانع کو ثابت کیا مگر جب اسیر سِدھ پکشا بھاس اور بادھت پکشا بھاس نامی الزام آتے دیکھے تو الزام اول کو دور کرنیکے لئے اجسام سورج وچاند وغیرہ کو زیر بحث تسلیم کیا اور دوم سے بچنے کو گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع ایشور کو بحالت ابتدائی مانا - مگر افسوس کہ بابو صاحب یون بھی الزامون سے بری نہو سکے کیونکہ اس صورت مین ان پر کئی اور الزام اسِدھ ہیتو ابھاس اور پرتگیا نتر نگرہ استھان وغیرہ آلگے -

اب رہا وہ بیبچار[1] دوش وہ بھی اسیطرح لارد ہے کیونکہ اگرچہ ایشور کو مفرد بتلاکر دوشن مذکورہ کو رفع کرنا چاہا ہے لیکن قطعاً بہر نوع مفرد کوئی نہین ہوسکتا یعنی جو مفرد ہے وہی اپنے گُن پریلے اور دربیہ کشیتر کال وغیرہ سے مرکب بھی ہے مثلاً ایشور بھی اپنے گُن وسکھ وتوان وایشورتو ومقام وکال سبھاو وغیرہ سے مرکب ہے پس ایسے ایشور کو اگر صنعت مانوگے تو وہ بیبچار دوش برابر عاید رہتا ہے - اور اگر صنعت نہین مانوگے تو دعوی ہمارا خودبخود ثابت ہوگیا یعنی یہہ کہ بعض اشیاء کرتاکی کی ہوئی ہین گھٹ پٹ وغیرہ اور بعض قدرتی ایشور وکال آکاش اور اجسام سورج وچاند وغیرہ -

---

[1] دیکھو صفحہ ۳۳ فٹ نوٹ سطر ۳

۳- جیسے گھڑا او پارچہ وغیرہ کے صانع کمہار و جولاہہ وغیرہ -
۴- چونکہ ایشور فانی و متلون مزاج نہین ہے -
۵- اسلئے وہ فانی و متلون دُنیا کا کرتا بھی نہین -

تیسرا پریوگ

۱- اجسام سورج و چاند وغیرہ کی پیدایش قدرتی ہی کسی صانع باعلم کی صنیعت نہین
۲- کیونکہ انکا صانع باعلم کبھی کسی نے پرتکش نہین دیکھا -
۳- جنکا صانع باعلم کبھی کسیکو پرتکش نہین ہوتا اونکی پیدایش قدرتی ہی ہوتی ہے
جیسے سمندرون سے بخارات کا اوڑکر بادل و اولہ و برف وغیرہ بنجانا -
۴- چونکہ سورج و چاند وغیرہ کا صانع باعلم بھی کبھی کسی نے نہین دیکھا -
۵- اسلئے انکی پیدایش بھی قدرتی ہی ہے -

اور بھی ہزارون تمثیلین بدیہی ہین جنکا اسوقت بیان کرنا فضول اسوقت تضیع اوقات کرنا ہے اور ایسا ہی قانون آگم بھی جنکی صداقت حضور پر آیندہ روشن ہوگی اسکے خلاف ہے پس بادھت دوشن بھی ہرگز رد نہین ہوا -

پھر وسی بادھت دوشن کی مخالفت مین یہہ کہنا تو کہ شروع مین تمام سنتین ایشور نے کی تہین اب کلال وغیرہ اُنکی نقل کرتے ہین ایک دھینگا دھینگی کی بات ہے کیونکہ یہہ خود ابتدا ہے کسی دلیل سے ثابت نہین - اور اوس دوشن کے رفع کرنے مین نہ اسکا کچھہ اثر ہو سکتا ہے بلکہ اس بیان سے وہ ہمارا ظاہر کیا ہوا بادھت دوشن اور زیادہ تر غلبہ پاتا ہے - چنانچہ مین سوال کرتا ہون کہ ایشور کو شروع مخلوقات کا ہی صانع ثابت کیا جاتا ہے یا اب روزانہ پیدایش کا بھی صانع و ناظم بتلایا جاتا ہے - اگر شروع مخلوقات کا ہی صانع ایشور ہے

جو کرتا کی کی ہوئی نہیں اونکا کرتا فرض کر لینا خلاف قانون و مصلحت ہی جیسا کہ آم و سیب وغیرہ پھلدار درختون کی تمثیل سے سرو و شمشاد وغیرہ درختون کو بھی پھلدار بتلانا یعنی ایسا انومان کا پریوگ کہنا کہ جو درخت ہے پھلدار ہوتا ہے جیسا کہ آم وغیرہ ہیں سرو و شمشاد بھی چونکہ درخت ہین لہذا ضرور پھلدار ہین محض نادانی کی بات ہے ۔ پھر بادھت دوش کا جواب بھی ٹھیک نہین ہوا کیونکہ اول تو گھٹ پٹ وغیرہ کی اپیکشا بادھت ہونا تسلیم ہی ہے جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ ایک جزو مین دوش لگتا ہے ۔ قطع نظر اسکے اجسام سورج و چاند اور سکھ دکھ وغیرہ کا کرتا ہونا بھی ایشور کا بادھت ہے کیونکہ قانون انومان اسکے خلاف موجود ہے

لیجئے اسکا حوالہ

۱- ایشور جگت کا کرتا صانع نہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پرتگیا (دعوے)

۲- کیونکہ وہ غیر مجسم و بیاپک و محیط کل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیتو (دلیل)

۳- (۱) جو غیر مجسم و بیاپک و محیط کل ہوتا ہے وہ کرتا نہین ہوتا ۔ جیسے آکاش وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ انوے اداہرن (تمثیل موجبہ)

(ب) اور جو کرتا ہوتا ہے وہ غیر مجسم و بیاپک و محیط کل نہین ہوتا جیسے کمہار جلاہا وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ویتریک اداہرن (تمثیل سالبہ)

۴- چونکہ پرمیشور بھی غیر مجسم و بیاپک و محیط کل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اُپ نے (تکرار دلیل)

۵- اسلئے وہ جگت کا کرتا نہین ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نگمن (نتیجہ)

دوسرا پریوگ

۱- فانی و تغیر پذیر و متلون دنیا کا صانع غیر فانی و غیر متلون ایک ایشور نہین ہو سکتا ۔

۲- کیونکہ اشیاء فانی و تغیر پذیر کا صانع فانی و متلون مزاج ہی ہوتا ہے ۔

شک و شبہ نہوتا۔ صرف بذریعہ قانون انومان کے اسکا اثبات کرنا چاہتے ہین اور دلیل یہہ پیش کرتے ہین کہ یہہ صنعت ہین اور کوئی صنعت بلا صانع کے نہین ہوتی جیسے گھٹ پٹ وغیرہ۔ اسکے اوپر ہزارون اعتراض ہین۔ اول تو اجسام سورج چاند وغیرہ کا صنعت ہونا ہی ثابت نہین کیا گیا پس ایکٹ انومان کی دفعہ ۵ حرف الف کے موافق سروپا سدھ دوش ہی اسپر کافی ہے۔ علاوہ اسکے جنکا کرتا دیکھا گیا ہے اونکی نظیر سے

ف سروپا سدھ یا سادھیہ سم ہیتوا بھاس وہ دلیل ناقص ہے جو خود ثبوت کی محتاج ہو۔

ہیتو ابھاس کی دیگر اقسام:۔

(۲) انیکانتک یا سوبھچار (अनेकान्तिक या सव्यभिचार) وہ دلیل ناقص ہے جو مخالف دعوے کے لئے بھی درست ہو۔

۱۔ نشچت وپکش برتی۔ جو موضوع دیگر کے محمول مخالف پر بھی صادق آوے۔

۲۔ سنشکت وپکش برتی۔ جو اوسی موضوع مین مخالف محمول کا امکان بھی ظاہر کرے۔

(۳) ورُدھ (विरुद्ध) وہ دلیل ناقص ہے جو دعوے کے خلاف کو ثابت کرے۔

(۴) اکنچتکر (अकिञ्चित्कर) وہ دلیل ناقص ہے جو سدھ پکش ابھاس یا بادھت پکش ابھاس کے اثبات مین پیش کیجاوے (دیکھو کتاب ہذا کا صفحہ ۱۳ فٹ نوٹ سطر ۸ و ۱۵ و ۱۷ و صفحہ ۱۴ فٹ نوٹ سطر الغایت ۱۵

(۵) پرکرن سم (प्रकरणसम) وہ دلیل ناقص ہے جو امر زیر بحث یا زیر تحقیقات کا کوئی جزو ہو

(۶) کالاتیت (कालातीत) وہ دلیل ناقص ہے جو بیموقع و بے محل پیش کیجاوے یا جسمین وقت کا فرق یا عدم ثابت ہو۔

کیونکہ یہ تپکش تو مسلمہ عام ہوتا ہے یعنی اگر جگت کا کرتا پرکش ہوتا تو کسیکو بھی اسمین

(۱۴) اننو بھاشن - اہل مجلس نے جس مضمون کو بخوبی سمجھ لیا ہو اور مدعی نے بھی تین بار اسکا اظہار کر دیا ہو ایسے سمجھے اور جانے ہوے دعوے کو سنکر چپ ہو جانا اور کچھ جواب نہ دینا۔

(۱۵) اگیان - جس مضمون کو مدعی نے تین بار کہدیا ہو اور سامعین نے بخوبی سمجھ بھی لیا ہو اُسے نہ سمجھنا۔

(۱۶) اپرتی بھا - فریق ثانی کے دعوی کو بخوبی سمجھ کر بھی کسی خوف یا سہو وغیرہ کی وجہ سے وقت پر جواب کا نہ دیسکنا۔

(۱۷) وکشیپ - جواب نہ بن آنے پر کسی ضروری کام وغیرہ کا عذر یا بہانہ پیش کرکے مباحثہ کو ملتوی کرا دینا - یا اور کچھ جھگڑا اٹھا دینا یا غصہ کرنا۔

(۱۸) متانوگیا - دعوی یا اثبات دعوی مین فریق ثانی نے جو نقص بتلایا ہو اسکی تردید کرکے یہہ کہنا کہ جو نقص تم میرے دعوے یا اثبات دعوے مین نکالتے ہو وہی نقص تمہارے دعوے یا اثبات مین موجود ہے۔

(۱۹) پرنیو یوجیہ اپیکشن - فریق ثانی کو نگرہ استھان مین آجانے پر بھی اوسکی گرفت کرنا

(۲۰) نراتو یوجیا نو یوگ - فریق ثانی کو نگرہ استھان مین نہ آنے پر بھی اوسکو نگرہ استھان مین آیا ہوا بتلانا۔

(۲۱) اپ سدھانت - اختلاف بیانی - یعنی جو امر پہلے تسلیم کر لیا ہو یا خود مان رکھا ہو اوس سے مخالف کوئی بات کہنا۔

(۲۲) ہیتوابھاس - غلط دلیل دینا۔

نیائے درشن ادھیائے ۵

توکس پرپاٹھ سے کیا جاتا ہے۔ یعنی پرتگیش پرپاٹھ سے تو انکار کرنا سدھ ہی نہین ہوتا

تو گھڑا بھی غیر فانی ہی ہوگا۔

ایسے جواب سے فریق اول پر پرتگیاہانی دوش آتا ہے۔

(۳) پرتگیا ورودھ۔ دعوی اور دلیل کی آپسمین مخالفت ہونا۔

(۴) پرتگیا سنیاس دعوے کی تردید ہونے پر اُس سے انکار کرنا کہ یہہ میرا دعوی نتھا۔

(۵) ہیتو انتر۔ ایک دلیل کی تردید ہو جانے پر دوسری دلیل دینا۔

(۶) ارتھانتر۔ اثناء مباحثہ مین کسی مطلب کو چھوڑکر دوسری بحث کرنا یا کسی ایسی بات کا بیان کرنا جسکا دعوے کے اثبات یا تردید مین کچھ تعلق نہو۔

(۷) نرارتھک۔ بے معنی بحث کرنا۔

(۸) اوگیا تارتھ۔ کسی مضمون کو ایسے الفاظ مین بیان کرنا کہ دوہرانے تہرانے پر بھی نہ تو فریق ثانی کی سمجھ مین آوے اور نہ دیگر سامعین مین سے کوئی سمجھ سکے۔

(۹) اپارتھک۔ ایسی بے سلسلہ گفتگو کرنا جسمین ایک بیان کا دوسرے سے کچھ تعلق نہو۔

(۱۰) اپراپت کال۔ اثبات دعوی مین بے ترتیبی کا ہونا اور ہر بیان کے لئے موقع ومحل کا کچھ لحاظ نکرنا۔

(۱۱) نیون۔ مضمون کو پورا نہ بیان کرنا بلکہ اُدھورا چھوڑ دینا جس سے صاف کوئی نتیجہ نہ نکلے۔

(۱۲) ادھک۔ ضرورت سے زیادہ بولنا اور ایک دلیل یا مثال مدلول کے اثبات کے لئے کافی ہونے پر بھی اور اور دلایل یا امثال پیش کرنا۔

(۱۳) پنرُوکت۔ ایک ہی بات کو بلا ضرورت دوبارہ سہ بارہ بولنا۔

عدات لحاظ فرماویے میرے کلام پر کہ اگر اجسام سورج چاند وغیرہ کا کرتا ہی ثابت کیا جاتا ہے

(۱) پرتگیا نتر۔ لئے ہوے دعوے کی تردید ہونے پر اُسی دعوے مین کوئی اور بات بڑھا گھٹا کر اُسے بیان کرنا۔

مثلاً مدعی کا دعوی ہو کہ "آواز فانی ہو" کیونکہ وہ مثل گھڑے وغیرہ کے حواس سے محسوس ہوتی ہے۔

اسپر فریق ثانی اسکی تردید مین کہتا ہے کہ جسطرح عمومیت حواس سے محسوس ہونے پر بھی غیر فانی ہے اسیطرح آواز بھی غیر فانی ہے۔

اسکے جواب مین فریق اول کا یہہ کہنا کہ "عمومیت ہر جا موجود ہونیکی وجہ سے حواس محسوس ہونے پر بھی غیر فانی ہے۔ مگر چونکہ آواز مثل گھڑے کے ہر جگہہ موجود نہیں ہے اسلئے گھڑے وغیرہ کی طرح یہہ بھی ضرور فانی ہے" پرتگیا نتر نگرہ ستھان دوش کہلاتا ہے۔ کیونکہ یہان دعوی مین آواز کا ہر جا موجود نہونا اور ایزاد کر دیا گیا ہے۔

(۲) پرتگیا ہانی۔ دعوے سے گر جانا بوجہ اپنے مخالف مثال قبول کر لینے کے۔

مثلاً مدعی یہہ دعوی کرے کہ "آواز فانی ہو" اور دلیل یہہ پیش کرے کہ "کیونکہ وہ حواس محسوس ہونیوالی اشیا مین سے ہے مثل گھڑے کے"

اسپر فریق ثانی اس دعوے کی تردید کیلئے یہہ مثال پیش کرے کہ "عمومیت باوجود حواس محسوس ہونیکے غیر فانی ہو" اسیطرح آواز کو حواس سے محسوس ہونے پر بھی ہم غیر فانی ہی کیون نہ مانین۔

اسپر فریق اول یون جواب دے کہ اگر عمومیت بوجہ حواس سے محسوس ہونیکے غیر فانی ہو

اور علم ہرگز نہین ہوا کہ ہماری عدالت لاحاصل ہو ورنہ بلا تامل ایسی فضول کاری اور گناہ بے لذت سے دست برداری حاصل کرکے ہمارے خیال کے موافق اس انتظام کو کردنی خویش آمدنی پیش پر چھوڑ جاتا بلکہ اغلب ہو کہ اوسنے ایسا کیا ہو اور بابو صاحب اپنی ناواقفکاری اور ناخبرداری سے ہنوز ایسا بیان کرتے ہون ورنہ بخوبی روشن ہو کہ بابو صاحب کا ایشور محض ناتجربہ کار اور فضول شعار ہے۔ خلاف اسکے یہہ کہنا کہ اسکو سب کچھ معلوم ہے ایسا ہے کہ جیسا روز روشن مین دوسرے کو لاٹھی پکڑا کر اسکے پیچھے ٹٹول ٹٹول کر چلنے والے کو تیز چشم اور عاقل مہذب بتلاتا ہے۔

اب قانونی مباحثہ اور بھی زرا غور طلب ہے۔

اول سدّھ پکشا بھاس دوش کی جو تردید کی ہو وہ بھی نادرست ہے کیونکہ کرتا تمام جگت کا ثابت کیا جاتا ہے اور گھٹ پٹ وغیرہ بھی اُسی جگت کے اجزاے اور اعضا ہین پس چونکہ اونکا کرتا کمہار وغیرہ سدّھ ہی ہے لہذا اسدّھ پکشا بھاس دوش برابر عارض رہتا ہے مگر اب جو اسکے خلاف یہہ کہا گیا ہے کہ ہم سورج چاند وغیرہ اجسام کا کرتا جو اسدّھ ہے اوسیکو سدّھ کرتے ہین اسپر اگرچہ پرتگیا نتر نگرہ ستھان[1] وغیرہ دوش آتے ہین جنکے سبب قاعدہ قانون مباحثہ اور بحث کرنیکی ضرورت باقی نہین رہتی مگر ہم چونکہ تمامی اعتراض اور شکوک کے رفع کرنیکو آمادہ ہین لہذا ہم اسپر بحث کرتے ہین۔

---

[1] نگرہ استھان = موقعہ گرفت۔ یعنی اثناء مباحثہ مین کسی فریق کا ایسے موقعہ پر آجانا جہان فریق ثانی اُسے گرفت کرکے آگے بڑھنے سے روک دینے کا مجاز ہو سکے۔

یہہ حسب ذیل بائیس[؟] اقسام کے ہین۔

تو وہ ہرگز نتیجہ اچل ایک سروپ اور غیر متغیر نہین ہو سکتا۔ پھر رحم کی وجہ سے ہجانند سروپ
مین خلل نہ سمجھنا بھی ازبس نادانی ہے کیونکہ یہہ ہمنے مانا کہ ایشور ہمہ توانا کی خواہش بہت جلد
پوری ہوتی ہے مگر پھر بھی خواہش اور حصول مرادمین خواہ کسیقدر ہو وقفہ ضرور ہوتا ہے پس
ہجانند کیونکر رہ سکتا ہے اسی اپیکشا سے جابجا ست شاسترون مین خواہش کو دکھ
کہا گیا ہے۔ اسکے علاوہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ رحم کی تولید ہی دکھ سے ہے یعنی
اول دکھی کے دکھ کو انبھو کرکے دلمین ویسا ہی دکھ پیدا ہوتا ہے من بعد رحم یعنی اسکی
دکھ دور ہونیکی خواہش ہوتی ہے پس مطلب یہہ ہوا کہ رحم کے ساتھ دکھ لازمی امر ہے تو اب
کہئے کہ خداوند رحیم کا ہجانند کہان رہ سکتا ہے۔ اسیطرح بیتراگتا اور رحمت مین بھی
دشمنی لازم ہے کیونکہ راگ صرف تین قسم کے ہوتے ہین ایک کسی سے محبت اور اسکے دکھ
مین دکھی ہونا اور دکھ رفع ہونیکی خواہش کرنا وغیرہ یہہ راگ اور رحم کے ذیل مین ہین۔ دوسرے
کسیکو آزار دینا یا نفرت کرنا اور کسیکی تکلیف مین خوش ہونا وغیرہ یہہ نرمرہ دویش مین تیسرے
ان دونون طرحکے خیالات سے آزاد اور منزہ رہنا اسیکو بیتراگتا کہتے ہین۔ ان تینون قسمون سے
زیادہ اور کوئی قسم نہین ہو سکتی۔ اب خیال فرمائیے کہ رحم اور بیتراگتا مین کیسا اختلاف ہے یعنی وہ
دونون ایک وقت مین یکجا ہرگز نہین رہ سکتے پس اسمین کچھ شک نہین کہ اگر ایشور رحیم ہے
تو بیتراگ نہین اور بیتراگ ہے تو رحیم نہین۔ اور اس نقص کے رفع کرنیکے لئے اگر کہین کہ
کسیوقت بیتراگ اور کسیوقت رحیم ہے تو وہی تلون مزاجی کا اژدہا اسکی خدائی کو نگل جاتا ہے
ایسا ہی ناتجربہ کاری اور جاہلی کا اعتراض بھی ہمارا لاجواب ہے بلکہ ایک اور نقص فضول کاری
کو ہمراہ لیکر چمک دمک سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب یہہ ظاہر اور تسلیم بھی ہے کہ عبرت نہین
ہوتی بلکہ روز بروز گناہ الضاعف ہی تو بہر طور واضح ہے کہ خداوند عادل کو ہنوز یہہ تجربہ

اب رہی یہہ بات کہ قانون آگم یعنی وید کی تردید مین تحریر پیش کیگئی ہے اوسکی نسبت مین صرف اسوقت اسقدر کہتا ہون کہ وید کی عبارت نہایت دشوار فہم او اوسکے ایک ایک لفظ مین ہزار ہزار معنی محفوظ ہین نہ معلوم کہ الفاظ زیر بحث کا کیا مطلب ہے پس اغلب ہے کہ مترجم یا معترض نے خلاف نتیجہ اخذ کرکے اعتراض کیا ہو لہذا جبکہ جب دلیلات مذکورہ سابق ہما را دعویٰ بخوبی ثابت ہے تو چونکہ وہ سراسر وید شریف کے موافق ہے لہذا وید کا لا اعتراض ہونا خودبخود روشن ہے اور زیادہ فضول کیون تضیع اوقات کی جاے۔

حاضرین خوش ہوتے اور داد دیتے ہین۔

پرمان چند ایسی کم فہمی کی وجہ سے کچھ بھون چڑھا کر، جناب عالی ایسی ایسی تردید کا پیش کرنا خالص عدالت اور فریقین کی تضیع اوقات کرنا ہے حیران ہون کہ کب تک ایسی کج فہمیون کی پردہ دری کرتا رہونگا عدالت ذرا غور کرے کہ بابو صاحب نے رحم اور عدالت کا اختلاف بخوبی تسلیم کر لیا ہے یا نہین۔ یعنی اونکا قول ہے کہ پرمیشور کسیوقت رحم کرنے سے رحیم اور بعض وقت انصاف کرنے سے عادل ہوتا ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ ایک وقت مین دونون صفت ایشور مین ہرگز نہین رہتین پھر بعد اس بیان کے بھی یہہ کہنا کہ رحمت و عدالت مین اختلاف نہین ایسا ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میری ماتا بانجھ ہے۔ یعنی یہہ سوچن بادھت ہے۔

اب اسکے علاوہ عدالت کو ایک اور سقم کی طرف توجہ دلاتا ہون۔ وہ یہہ ہے کہ بابو صاحب نے خودہی اس بیان سے اُس ذات پاک پر تلون مزاجی کا بھی الزام لگایا جس سے اوسکے نتیجہ اچل ابناشی وغیرہ صفات بھی رد ہوئین کیونکہ جو کبھی رحیم ہو اور کبھی عادل وغیرہ

حقیقت کی نگاہ سے اگر دیکھا جاوے تو گھٹ پٹ وغیرہ کا کرتا بھی ایشور ہی ہے کیونکہ شرع میں جسقدر صنعتیں ہیں وہ سب ایشور نے ہی کی ہیں - اب کوئی خواہ اونکی نقل کرتا رہو - پھر ہماری دلیل کے اوپر جو آپ نے دوش تبلایا وہ بھی نادانی سے ہے کیونکہ اگرچہ کال آکاش وغیرہ نتیہ ہیں مگر زیر بحث شریر و سکھ دکھ وغیرہ انتیہ ہی ہیں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ہے اور پچھاردوش تو ہرگز عائد نہیں ہوتا کیونکہ ایشور وغیرہ کا کرتا کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ صنعت نہیں بوجہ اسکے کہ مفرد ہیں جو مفرد ہوتا ہے صنعت نہیں ہوتا جیسا کہ آکاش و روح وغیرہ - اور مرکبات ہیں وہ سب صنعت ہوتے ہیں جیسے گھٹ پٹ وغیرہ جنکے ہم کرتا کا ہونا ثابت کرتے ہیں تو ایشور وغیرہ مفردات سے کیونکر وہی پرتبلایا جاتا ہے - اب چونکہ تمام عذرات کی تردید کردی گئی لہذا دوسرا فقرہ ہمارا جو بڑا اعتراض ہے خود ہی ثابت ہوگیا - یہہ کوئی بات نہیں کہ ہمنے پہلے اوسکے خلاف بیان کردیا تھا کیونکہ اسکی تردید کی غرض سے تو یہہ حجت پیش ہی کیگئی تھی پس بالصفات ایشور کا جگت کا کرتا ہونا بخوبی ثابت ہے - اچھا - اب یہہ جو ظاہر کیا گیا ہے کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا منتظم کوئی ثابت نہیں کیا گیا اسکا اثبات ایشور کے کرتا ہونیکے اثبات پر منحصر ہے یعنی جب جگت کا کرتا ایشور ثابت ہوجاویگا تو قرضہ دلوانے وغیرہ کا منتظم بھی بلاشبہ وہی قرار پاویگا - اسی غرض سے اسکے لئے کوئی علیحدہ حجت پیش نہیں کیگئی تھی مگر چونکہ بابو صاحب کم فہمی سے علیحدہ دلیل مانگتے ہیں لہذا اسکے لئے بھی علیحدہ دلیل پیش کیجاتی ہے تاکہ اس خیال کی تردید کیجاوے کہ اسکے اثبات میں کوئی دلیل نہیں - لیجئے - قرضہ دلوانے وغیرہ جبلہ سزا و جزا وغیرہ انتظام کا ناظم وہی ایشور جگت کا کرتا ہے کیونکہ جیتن جیو خود بخود اپنے لئے انواع اعمال کی سزا گوارا نہیں کرسکتا اور نہ حسب دلخواہ آرام حاصل کرسکتا ہے جیسے کوئی ذی روح نہیں چاہتا کہ مجھکو کسی نوع کی تکلیف ہو - بس ابھی اکتفا کرتا ہوں -

چترنا رتھ ہوتی ہے اور ایسا ہی رحم کرنے سے اسکے سچانند سروپ مین بھی کچھ خلل واقع نہین ہوتا کیونکہ جیسا کہ عوام الناس کسی پر رحم کھا کر اسکا دکھ دور کرنا چاہتے ہین اور نہین کر سکتے لہذا اونکو دکھ ہوتا ہے ایسا ہی بابو صاحب نے سمجھا ہوگا کہ ایشور کو بھی دکھ ہوتا ہوگا مگر یہہ خیال انکا غلط ہے کیونکہ اس قادر مطلق کی جیسی خواہش ہوتی ہے فوراً ویسا ہی کاج واقعہ ہوتا ہے پس اسکے سچانند سروپ مین خلل سمجھنا نادانی کی بات ہے۔ ایسا ہی اسکی بیراگتا مین کچھ فرق نہین آتا۔ کیونکہ دیا ہرگز راگ کا جزو نہین کیونکہ راگ اور دویش سوہ کے پرنام ہین اور دیا کسیکے دکھ دور کرنیکی خواہش کو کہتے ہین۔ پھر اس ذات اقدس پر جونا تجربہ کاری وغیرہ کا الزام لگایا ہے وہ بھی نادانی ہے کیونکہ وہ عادل مطلق عبرت کی غرض سے عدالت گستری کرتا ہے مگر مخلوق (کہ فعل مختار ہے) خواہ عبرت حاصل کرے یا نکرے۔ اور اسکو سب کچھ معلوم ہے پس اسکی تجربہ کاری مین کیا اعتراض ہے۔

اب قانونی دلیلات کی تردید کیطرف بھی توجہ دلاتا ہون۔ اول ہمارے انومان کے نقرہ پر جو سدھ ساد ھیا بھاس دوش دیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اگرچہ گھٹ پٹ وغیرہ کا کرتا سدھ ہے مگر اجسام سورج چاند وغیرہ کا نہین کیونکہ ایسی اشیا کا کرتا آپ نے مانا نہین ورنہ بحث ہی کچھ باقی نہین رہتی پھر بقول بابو صاحب کے بھی یہہ دوش متعلق نہین یعنی بلاشک ہم تمام جگت کے ایک لاثانی صانع ایشور کو ثابت کرتے ہین جو نہو اسدھ ہے۔ مگر اسپر جو بادھت پکش کا اعتراض پیش کیا ہے وہ بھی نادرست ہے کیونکہ اگرچہ گھٹ پٹ وغیرہ کا ایشور کی صنعت سے ہونا پرتکش بادھت یعنی مشاہدہ کے خلاف ہے مگر اجسام سورج و چاند وغیرہ اور دکھ سکھ وغیرہ کا صانع ایشور ہے یہہ ہرگز بادھت نہین اور خاص طور پر انھین کے کرتا ثابت کرنے سے غرض تھی علاوہ برین

یعنی جگت کا کسی صانع کی صنعت ہونا جو دلیل ہے وہ ثابت نہین کیونکہ آکاش کال وغیرہ
قدیم اور نتیہ ہین وہ ہرگز صنعت نہین ہو سکتے - اسکو بھی چھوڑکر یہہ بیتو قانون ہونا
کی دفعہ حرف ج کے موافق وچار ہی ہے کیونکہ اگرچہ گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع ہوتا ہے
مگر ایشور اور نیز آکاش وغیرہ کا کرتا نہونا اونکو بھی تسلیم ہے - اب باقی رہا فقرہ دوئم
اُسکی بابت مین اسوقت صرف اتنا کہتا ہون کہ جبکہ حسب تردید مذکورہ صدر صانع کل
کا عدم ہی ثابت ہے تو اُسکی ہمہ دانی وغیرہ صفات کا بیان کرنا بانجھ کے بیٹے کا بیاہ رچانا
ہے - پس کچھ ضرورت نہین اُسکی تردید کی - اور اول ہم ثابت بھی کر چکے ہین کہ با صفات
مذکور ہرگز صانع نہین ہو سکتا - قانون الہم جو وید کو بتلایا گیا ہے وہ محض غلط اور نادرست
ہے چنانچہ اوسکی حقیقت تحریری نقشہ موسومہ تکذیب وید وغیرہ مدخلہ کمترین سے بخوبی
واضح ہے اور زیادہ گزارش کرنیکی کچھ ضرورت نہین سمجھی جاتی - البتہ کسی زمانہ مین وہی
قانون الہم خیال کیا جاتا تھا مگر اب وہ زمانہ نہین رہا بلکہ عہد سلطنت کوئن وکٹوریہ ملکہ
معظمہ قیصر ہند مین بوجہ آزادی عام ہر ایک کتاب کی حقیقت معلوم ہو گئی اور روز بروز
ہوتی جاتی ہے پس ہر چہار وید یا ستیارتھ پرکاش وغیرہ کو قانون الہم سمجھنا غلط ہے -
اور قرضہ دولت وغیرہ کا منتظم بھی کوئی ہے یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ تردید کیجاے -

سب حیران ہوتے اور غور کرتے ہین -

پرمانا بھاس (کھڑا ہو کر) جناب عالی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صفات ربانی مین ہرگز
ویسا اختلاف نہین - اولاً جسوقت وہ عادل مطلق کسی شخص کو اُسکے افعال کے موافق
سزا یا جزا دیتا ہے اُسوقت اُسکی عدالت رونق پاتی ہے - اور جبکہ وہ رحمن الرحیم کسی گنہگار
کے سن سے کئے ہوے پاپ پشچاتاپ کرنے وغیرہ پر معاف کر دیتا ہے اُسوقت اوسکی دیا

مشاہدہ کے موافق ہی ہیں یہہ دلیل بموجب فقرہ حرف الف قانون مذکور کے اسدھ ہے

مثال
دعویٰ۔ یہہ نیک آدمی ہے
دلیل ۱۔ کیونکہ یہہ کبھی کسیکے ساتھہ بدی نہیں کرتا
۲۔ جو شخص کبھی کسیکے ساتھہ بدی نہیں کرتا وہ نیک آدمی ہوتا ہے۔

یہان کسی کے ساتھہ بدی کرنا نیک آدمی کے نقیض (بد آدمی) کا دھرم ہے۔ اسکی نفی سے اُس شخص کا نیک آدمی ہونا ثابت ہے۔

۵ ست پرتیپکش یعنی وہ دلیل ناقص ہے جو خلاف صداقت ہو یا مشتبہ کہ خود ثبوت طلب ہو
اسکی دو قسمیں ہیں

۱۔ اسّت ستّاک۔ لا وجود خلاف صداقت دلیل۔ جیسے آواز میں رنگت ثابت کرنیکے لئے یہہ دلیل پیش کرنا کہ "وہ آنکھہ سے دکھائی دیتی ہے"۔
چونکہ آواز آنکھہ سے ہرگز محسوس نہیں ہوتی اسلئے یہہ دلیل خلاف صداقت بدیہی ہے۔ پس ایسی دلیل ناقص سے آواز میں رنگت کا ہونا ناقابل تسلیم رہا۔

۲۔ اسّت نشچے۔ مشتبہ دلیل۔ جیسے دور سے دھوان یا بھاپھہ اوٹھتی ہوئی دیکھکر وہان آگ کی موجودگی ثابت کرنیکے لئے یہہ دلیل پیش کرنا کہ "وہان دھوان اوٹھ رہا ہے"۔
چونکہ جب تک یہہ تحقیق نہو جائے کہ دھوان ہی ہے بھاپھہ نہیں ہے دھوین کا تسلیم کرلینا دلیل مشتبہ ہے۔ اسلئے ایسی دلیل ناقص سے اُس مقام پر آگ کی موجودگی ناقابل یقین ہی رہی۔

جولاہے کو اونکا صانع بتلاتے ہین جو پیشہ ورکے کرتا ہونیکے خلاف ہو اور کیون نہ بتا دین کہ وہ

(۴) برُدھ اُنپلبدھی جسمین دعویٰ اور دلیل کا مقدمہ کبریٰ قضایائے موجبہ ہون اور دلیل کا مقدمہ صغریٰ قضیہ سالبہ ہو۔

۱۔ سادھ کے ورُدھ کا کاریہ

مثال
دعویٰ۔ اس شخص کو کوئی نہ کوئی مرض لگا ہوا ہے . . .
دلیل
۱۔ کیونکہ اسکے چہرہ پر تندرستی کی علامات نہین پائی جاتین
۲۔ جسکے چہرہ پر تندرستی کی علامات نہ پائی جائین اسکو کوئی نہ کوئی مرض ضرور لگ رہا ہے . . . . .

یہان تندرستی کی علامات کا ہونا مرض کے نقیض (تندرستی) کا کاریہ ہے جسکی انپلبدھی (نفی) سے مرض کا وجود ثابت ہے۔

۲۔ سادھ کے ورُدھ کا کارن

مثال
دعویٰ۔ اس شخص کو دُکھ ہے . . . .
دلیل
۱۔ کیونکہ اسکو کسی کوشش مین کامیابی نصیب نہین ہوتی
۲۔ جس شخص کو اپنی کسی کوشش مین کامیابی نصیب نہین ہوتی اسکو ضرور دُکھ ہوتا ہے . . . . . .

یہان کوششون مین کامیاب ہونا دُکھ کے نقیض (سُکھ) کا کارن ہے جسکی نفی سے دُکھ کا وجود ثابت ہے۔

۳۔ سادھ کے ورُدھ کا سبھاو۔

مگسٹ پٹ وغیرہ کا سلسلۂ الیشور ہونا پر تکش سے دھت ہے چنانچہ خود بابو صاحب لکھا اور

یہان کرتکا کا طلوع، روہنی کے طلوع کا لازمی پورب چر ہے۔ اسکے طلوع کی نفی سے روہنی کے طلوع کی نفی ثابت ہے

۶۔ ساادھ کا اُتر چر روپ ساادھن

مثال:
- دعویٰ۔ اب سے دو گھڑی قبل بھرنی نچھتر طلوع نہین ہوتھا
- دلیل:
  1. کیونکہ اسوقت کرتکا نچھتر کا طلوع نہین ہے . . .
  2. کرتکا کے سوا دیگر نچھتر کے طلوع سے دو گھڑی قبل بھرنی نچھتر طلوع نہین ہوا کرتا

یہان کرتکا کا طلوع بھرنی کے طلوع کا لازمی اُتر چر ہے۔ اسکے طلوع کی نفی سے بھرنی کے طلوع کی نفی ثابت ہے

۷۔ ساادھ کا سہ چر روپ ساادھن

مثال:
- دعویٰ۔ اس ساوی ڈنڈی کی ترازو مین ڈنڈی ایک طرف اونچی نہین ہے . . . .
- دلیل:
  1. کیونکہ دوسری طرف ڈنڈی نیچی نہین ہے
  2. جبتک ڈنڈی کسی ایک طرف سے نیچی نہین ہوتی دوسری طرف سے اونچی نہین ہوتی . . . .

یہان ترازو کی ڈنڈی مین ایک طرف سے نیچا ہونا دوسری طرف سے اونچا ہونیکا لازمی سہ چر ہے پس ایک طرف نیچا ہونیکی نفی سے دوسری طرف اونچا ہونیکی نفی ثابت ہے

دفعہ ۴ حرف ب کا ضمیمہ نمبر ا عابدہ ہوتا ہے یعنی یہ بادھت یکشا بھاس ہے کیونکہ

۳ - سادھ کا کاریہ روپ سادھن

شال { دعویٰ - یہاں دھوئیں دار آگ نہیں ہے . . . . . .
دلیل { ۱- کیونکہ دھواں نہیں ہے . . . .
۲- جہاں دھواں نہیں ہوتا وہاں دھوئیں دار آگ نہیں ہوتی . . . .

یہاں دھواں دھوئیں دار آگ کا لازمی کاریہ ہے - اسکے نہونے سے دھوئیں دار آگ کی نفی ثابت ہے -

۴ - سادھ کا کارن روپ سادھن

شال { دعویٰ - اسجگہ دھواں نہیں ہے . . . .
دلیل { ۱- کیونکہ آگ نہیں ہے . . . .
۲- جہاں آگ نہیں ہوتی وہاں دھواں نہیں ہوتا

یہاں آگ دھوئیں کا لازمی کارن ہے جسکے نہونے سے دھوئیں کی نفی ثابت ہے

۵ - سادھ کا پورب چر روپ سادھن

شال { دعویٰ - اب سے دو گھڑی گذرنے پر روہنی نچھتر طلوع ہوگا
دلیل { ۱- کیونکہ اسوقت کرتکا نچھتر کا طلوع نہیں ہے
۲- کرتکا کے سوا کسی دوسرے نچھتر کے طلوع سے دو گھڑی بعد روہنی طلوع نہیں ہوا کرتا

ہم تمام جگت کے ایک صانع یعنی ایشور کو ثابت کرتے ہیں تو اسپر قانون انومان کی

(۳) ابرودھ انپلبدھی جسمین دعویٰ اور دلیل دونون قضایاے سالبہ ہون۔

۱۔ سادھ کا سبھا اروپ سادھن (وہ دلیل کہ مدلول کے خواص مین داخل ہو)

مثال
- دعوی۔ اس مقام پر گھڑا نہین ہے . . . .
- دلیل
  - ۱۔ کیونکہ باوجود نظر آسکنے قابل ہونیکے نظر نہین آتا
  - ۲۔ جو شے باوجود نظر آسکنے قابل ہونیکے کسی خاص مقام پر نظر نہین آتی اُسکی اُس مقام پر نفی ہوتی ہے . . .

یہان نظر آسکنے قابل ہونا گھڑے کا خاصہ ہے۔ اسکی نفی سے گھڑے کی نفی ثابت ہے۔

۲۔ سادھیہ ویاپیہ یا ویاپک رودپ سادھن

مثال
- دعوی۔ اس مقام پر شیشم نہین ہے
- دلیل
  - ۱۔ کیونکہ کوئی درخت نظر نہین آتا
  - ۲۔ جہان کوئی درخت نہین ہے وہان شیشم درخت کی بھی نفی ہے

یہان درخت ویاپک ہے اور شیشم ویاپیہ۔ پس کُل کی نفی سے جزو کی نفی ثابت ہے۔

مثال کُل
- دعوی۔ یہ آگ نہین ہے
- دلیل
  - ۱۔ کیونکہ اسمین گرمی محسوس نہین ہوتی
  - ۲۔ جس شے مین گرمی محسوس نہین ہوتی وہ آگ نہین ہوتی

یہ مثال سادھ کا سبھا ؤ روپ سادھن اور ویاپیہ یا ویاپک روپ سادھن دونونکے لیے درست ہو سکتی ہے

مسانع ہین دیکھو بیان لالا لکھمپت چند صاحب کو - اور اگر بابو صاحب اسپر یہہ کہین کہ

یہان سورج کا چمکنا تاریکی کے نقیض (روشنی) کا کارن ہے۔

۴- سادھ کے ہیتو کا پوربچر (جسکا ہونا مدلول کے نقیض کے قبل لازمی ہو)

مثال:
- دعویٰ - اب سے دو گھڑی گذرنے پر روہنی نچھتر طلوع نہوگا — سالبہ جزئیہ
- دلیل:
  - ۱- کیونکہ اسوقت ریوتی نچھتر طلوع ہوا ہے . . . . — صغریٰ موجبہ جزئیہ
  - ۲- ریوتی نچھتر کے دو گھڑی بعد روہنی طلوع نہیں ہوا کرتا — کبریٰ سالبہ کلیہ

یہان ریوتی نچھتر کا طلوع ہونا روہنی نچھتر کے طلوع کے نقیض (اسنی نچھتر) کا پوربچر ہے۔ یعنی ریوتی نچھتر اسنی کے دو گھڑی قبل طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ روہنی کے۔

۵- سادھ کے ہیتو کا اُتّرچر (جسکا ہونا مدلول کے نقیض کے بعد لازمی ہو)

مثال:
- دعویٰ - اب سے دو گھڑی قبل بھرنی نچھتر طلوع نہوا تھا۔۔ — سالبہ جزئیہ
- دلیل:
  - ۱- کیونکہ اسوقت کرتکہ نچھتر طلوع ہوا ہے . . . . — صغریٰ موجبہ جزئیہ
  - ۲- کرتکہ نچھتر کے دو گھڑی قبل بھرنی نچھتر طلوع نہیں ہوا کرتا۔۔ — کبریٰ سالبہ کلیہ

یہان کرتکہ کا طلوع ہونا بھرنی کے طلوع کے نقیض (دھنیشٹھا نچھتر) کا اُتّرچر ہے۔ یعنی کرتکہ نچھتر دھنیشٹھا کے دو گھڑی بعد طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ بھرنی کے۔

۶- سادھ کے ہیتو کا سہچر (جسکا ہونا مدلول کے نقیض کے ساتھ لازمی ہو)

مثال:
- دعویٰ - اس ترازو کی ڈنڈی اُسطرف سے نیچی نہین ہے . . . — قضیہ سالبہ جزئیہ
- دلیل:
  - ۱- کیونکہ اس طرف سے نیچی ہے . . . . — صغریٰ موجبہ جزئیہ
  - ۲- جب ترازو کی ڈنڈی ایکطرف سے نیچی ہوتی ہے تو دوسری طرف سے نیچی نہین ہوتی — کبریٰ سالبہ کلیہ

یہان ایکطرف سے ڈنڈی کا نیچا ہونا دوسری طرف سے نیچا ہونیکے نقیض (اونچا ہونا) کا سہچر ہے

بلکہ اسکا یہان تک اثر ہے کہ جسقدر منتسین ہین اوسیقدر ہم صانع مانتے ہین یعنی بہت

(۲) برُدھ اُپبدھی جسمین دعویٰ اور دلیل کا مقدمہ کبریٰ قضیہ سالبہ ہون اور دلیل کا مقدمہ صغریٰ قضیہ موجبہ ہو۔

۱۔ ساادھ کے برُدھ کا پ روپ ادھن (وہ دلیل جسمین مدلول کے نقیض کا معلول لازمہ ہو)

مثال:
دعویٰ۔ یہہ سرد شے نہین ہے .... قضیہ سالبہ جزئیہ
دلیل:
۱۔ کیونکہ اسمین گرمی محسوس ہو رہی ہے .... مقدمہ صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ جن اشیا مین گرمی محسوس ہوتی ہے وہ سرد نہین ہوتین .... مقدمہ کبریٰ سالبہ کلیہ

یہان گرمی کا محسوس ہونا سرد شے کے نقیض (گرم شے اگنی) سے ویاپیہ روپ ہے۔

۲۔ ساادھ کے برُدھ کاریہ (وہ دلیل جو مدلول کے نقیض ہی کا نتیجہ لازمہ ہو)

مثال:
دعویٰ۔ یہہ سرد شے نہین ہے .... سالبہ جزئیہ
دلیل:
۱۔ کیونکہ دھوان نکل رہا ہے .... صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ جن اشیا سے دھوان نکلتا ہے وہ سرد نہین ہوتین .... کبریٰ سالبہ کلیہ

یہان دھوان سرد شے کے نقیض (اگنی) کا کاریہ ہے۔

۳۔ ساادھ کے برُدھ کارن (مدلول کے نقیض کا سبب لازمہ)

مثال:
دعویٰ۔ یہان تاریکی نہین ہے .... سالبہ جزئیہ
دلیل:
۱۔ کیونکہ سورج چمکتا ہے .... صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ جہان سورج چمکتا ہے وہان تاریکی نہین ہوتی .. کبریٰ سالبہ کلیہ

ہم بھی مانتے ہیں پس ستعہ کو سادھنا قانون انومان کے خلاف ہے بحسب دفعہ نمبر گ ۸

مثال
دعویٰ۔ وہاں سایہ ہے .... قضیہ موجبہ جزئیہ
دلیل
۱۔ کیونکہ سامنے چھاتا نظر آرہا ہے .... مقدمہ صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ جہاں چھاتا ہوتا ہے وہاں سایہ ضرور ہوتا ہے۔ مقدمہ کبریٰ موجبہ کلیہ

۴۔ سادھن کا پورب چر (جسکا ہونا مدلول کے قبل لازمی ہو)

مثال
دعویٰ۔ روہنی نچھتر دو گھڑی بعد نکلیگا .... موجبہ جزئیہ
دلیل
۱۔ کیونکہ کرتکا نچھتر ابھی نکلا ہے .... صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ جب کرتکا نچھتر نکلتا ہے تو اوسکے دو گھڑی
بعد روہنی نچھتر ضرور نکلتا ہے ...... کبریٰ موجبہ کلیہ

۵۔ سادھن کا اتر چر (جسکا ہونا مدلول کے بعد لازمی ہو)

مثال
دعویٰ۔ بھرنی نچھتر دو گھڑی قبل نکلا ہے .... موجبہ جزئیہ
دلیل
۱۔ کیونکہ کرتکا نچھتر ابھی طلوع ہوا ہے .. صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ جب کرتکا نچھتر نکلتا ہے اُس سے دو گھڑی
قبل بھرنی نچھتر ضرور نکلا کرتا ہے .... کبریٰ موجبہ کلیہ

۶۔ سادھن کا سہچر (جسکا ہونا مدلول کے ساتھ لازمی ہو)

مثال
دعویٰ۔ اس شے میں روپ (شکل یا شباہت رنگ) ہے ... موجبہ جزئیہ
دلیل
۱۔ کیونکہ اسمیں رس (ذائقہ) ہے .... صغریٰ موجبہ جزئیہ
۲۔ ذائقہ رکھنے والی سب چیزوں میں روپ ضرور ہوتا ہے .. کبریٰ موجبہ کلیہ

وغیرہ صنعت ہین اون سب کے صانع کمہار و جولاہے وغیرہ ہین۔ یہہ سب ترم ہی ہین

ذیل مین اسکے معنی و اقسام وغیرہ کی کسیقدر حسب ضرورت توضیح کیجاتی ہے۔ ناظرین ذرا غور کی نگاہ سے اسے دیکھین کیونکہ اسی پر تمام تصورات و تصدیقات قیاسی کے اثبات کا دارمدار ہے۔

ہیتو یا سادھن۔ وہ دلیل سالم کامل ہے جسکا اپنے سادھیہ (مدلول مجہول) کے ساتھ ابنابھاؤ (لزوم) ہو۔ یعنی جو مدلول کو لازمیہ ثابت کرے۔

اسکی اقسام حسب ذیل ہین

۱۔ پرتھمہ اپلبدھی جس مین دعوی اور دلیل دونون قضایاے موجبہ ہون۔

۱۔ سادھیہ سے بیاپیہ روپ سادھن (وہ دلیل جسمین مدلول کا ملول لازمی ہو)

مثال:

- مجہول — دعوی۔ تمام اجسام انسانی تغیر پذیر ہین ...... قضیہ موجبہ کلیہ
- معلوم — دلیل:
  - ۱۔ کیونکہ وے سب حادث ہین .... مقدمہ صغری موجبہ کلیہ
  - ۲۔ جو حادث ہین وے سب تغیر پذیر ہوتے ہین ... مقدمہ کبری موجبہ کلیہ

۲۔ سادھیہ کا کاریہ (مدلول کا نتیجہ لازمیہ)

مثال:

- دعوی۔ یہہ شخص انگریزی زبان جانتا ہے ...... قضیہ موجبہ جزئیہ
- دلیل:
  - ۱۔ کیونکہ وہ انگریزی مین گفتگو کر رہا ہے ... مقدمہ صغری موجبہ جزئیہ
  - ۲۔ جو انگریزی مین گفتگو کرتے ہین وے سب انگریزی زبان ضرور جانتے ہین .... مقدمہ کبری موجبہ کلیہ

۳۔ سادھیہ کا کارن (مدلول کا سبب لازمیہ)

حروف ج اور دو نمود حروف دعا رض ہے یعنی اوسکا پکش[۱۵] سدہ پکشا بھاس[۱۶] اور اوسکا

[۱۵] پکش = دعوی۔

پرتگیا یعنی دعوی دو جزون سے مرکب ہوتا ہے۔ ایک دھرمی یا پکش (محکوم علیہ یا موضوع یا مقدم) دوسرا دھرم یا سادھیہ (محکوم بہ یا محمول یا تالی) دھرمی یا پکش وہ ہے جسکی نسبت کچھ ثابت کرنا ہے یا جسپر کچھ حکم لگایا جاتا ہے اور دھرم یا سادھیہ وہ ہے جو کچھ دھرمی کی نسبت ثابت کرنا ہے یا اوسپر جو حکم لگایا جاتا ہے۔
مگر بعض مواقع پر لفظ پکش دعوے کے ہر دو جزو مجموعی کے لئے بھی لاتے ہین جیسا کہ یہان لایا گیا ہے۔

[۱۶] سِدّہ پکشا بھاس = امر مسلمہ بہر دو فریق۔ یعنی ایسا پکش جو فریق ثانی کو بھی پہلے سے ہی تسلیم ہو۔

پکش کے لئے حسب ذیل تین صورتون کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ اسِدّہ ۔ یعنی جو فریق ثانی کو تسلیم نہو۔

۲۔ انشٹ . . . یعنی جو اپنے موافق ہو منافق نہو۔

۳۔ ابادھت . . . یعنی جو صریح جھوٹ و خلاف نہو۔

پس جو پکش ان تین صورتون مین سے کسی ایک سے بھی خالی ہو وہ پکشا بھاس کہلاتا ہے۔
صورت اول سے خالی کو سدھ پکشا بھاس کہتے ہین۔
صورت دوم سے خالی کو انشٹ پکشا بھاس کہتے ہین۔
صورت سوم سے خالی کو بادھت پکشا بھاس کہتے ہین جو پانچ اقسام پر منقسم ہے

نقصان ہے فایدہ ایک تی بھر نہین - اور نقصان بھی عظیم ہے یعنی خدا کی عدالت صریح
سخت بے رحمی کی ہے - اور جو اوس سے عبرت وغیرہ کا فایدہ بیان کیا جاتا ہے وہ محض جھو
ہے صاف ظاہر ہے کہ عدالت کرتے ہوے ایشور کو ہزارہا برس ہو گئے اور ہر وقت بلکہ ہر لحظہ
کرتا رہتا ہے مگر نہ کسیکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کس خطا کی سزا دیجاتی ہے اور کون دیتا ہے
تا کہ کوئی عبرت حاصل کرے اور نہ کسیکو ہنوز عبرت حاصل ہوئی بلکہ روز بروز گناہ کا وقوع
المضاعف ہے چنانچہ زبان زد عوام ہے کہ زمانہ بُرا آتا جاتا ہے اور کسی بزرگ کا قول بھی ہے
فرد ظلمہ اول درین جہان کم بود ✽ ہر کہ آمد بران مزیدے کرد + اور پوران شاستروں
کے موافق بھی ست یگ سے کلجگ تک متواتر گناہ ایزاد ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہیگا پس
اگر ایشور کی عدالت اس غرض سے ہے تو بالکل غلط اور لاعلمی و ناتجربہ کاری سے ہے
اور سراسر رحم کی ضد ہے - البتہ اگر حکامان فوجداری کی طرح علانیہ ایشور حکم سناتا اور
فرد قرارداد جرم بھی سنائی جاتی اور سب دیکھتے ہوے فرشتے یا اور کوئی مجرم کو زجر یا سزا
لیجاتے اور رکھتے تو عبرت ہو سکتی تھی اور ہوتی - اور تب ہی ایشور کی سزا دہی اور عدالت گستری
وغیرہ سے کچھ نفع اور فایدہ متصور ہو سکتا تھا اور ہوتا بھی - اب تو محض فضول
ہے - اور ہمارے گواہ عدالت مین صرف عدالت کی طلبی کی وجہ سے آتے
بڑی نادانی کی بات ہے کہ اس اعتراض سے اون پر طرفداری کا شک تجویز
کیا جاتا ہے - یون تو کوئی گواہ بھی طرفداری سے مبرا نہین ہو سکتا کیونکہ سب
عدالت مین ضرور آتے ہین -

اب لیجئے قانونی دلیلات کی تردید -

اول قانون **انومان** کا فقرہ جو بیان کیا گیا ہے اوسپر قانون انومان کی دفعہ ۲

پیسہ کھویا اور روپیہ کمایا۔ چنانچہ اسکا وہی نتیجہ ہے جو مین نے عرض کیا کہ ایشور نے
مجرم پر بیرحمی کی اور باقی پر (اگر عبرت ہو) رحم۔ پس مثال خود ہمارے موافق
ہی یعنی اوس سے عدالت اور رحمت کا اختلاف ثابت ہی ہے۔ ہان البتہ اوس سے یہہ
نتیجہ نکل سکتا ہے کہ پیسہ کے نقصان سے اگر روپیہ کا فایدہ متصور ہو تو اس عمل مین کیا
ہرج اور کیا عیب ہے۔ یعنی اگر دو چار یا سو پچاس کو سزا دینے سے ہزارون پر رحم ہوتا
ہو تو ایسا عمل ایشور کے حق مین کیون ناواجب کہا جاے۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ
عوام کے لیئے پیسہ کا نقصان روپیہ کے فایدے کے لیے کرنا ناجایز نہین اسلیے
وہ داخل فایدہ سمجھا جاتا ہے مگر ایشور بیتراگ (کسی سے محبت و نفرت نرکھنے والا)
کے حق مین کسی پر عبرت پہونچانے وغیرہ کے لیئے بیرحمی کرنا اوسکی اس بیتراگ صفت
پر داغ لاتا ہے مثلاً اگر کوئی ظالم و جابر بادشاہ یا کوئی دیگر صاحب طاقت یا ڈاکو وغیرہ
کسی پرہیزگار دھرماتما تارک الدنیا سے کہے کہ "اگر تم فلان شخص کو اپنے ہاتھ سے سخت
بیرحمی کے ساتھ قتل کروگے تو ہم فلان پچاس یا سو بیگناہون پر کسی قسم کا جبر
و ظلم نکرینگے ورنہ یاد رکھو تمھاری حکم عدولی سے یہہ سب کے سب ہمارے ہاتھون سخت
تکلیف پائینگے" ایسی صورت مین کیا وہ زاہد تارک الدنیا یہہ سمجھکر کہ ایک کو ایذا پہونچانے
سے بہت سے لوگ ایذا پانے سے بچتے ہین ایسے بیرحمی کے کام کو خود عمل مین لائیگا ہرگز
نہین۔ ایسا ہی بیتراگ ایشور کا کسی ایک یا ہزار کے لیئے بھی اپنے کو بیرحمی کا داغ
لگانا سخت جہالت ہے۔

یہان تک مین نے بابو صاحب کی مقبولہ باتون کو مانکر ہی بحث کی ہے۔ اب یہہ
دکھلاتا ہون کہ یہہ بیان بابو صاحب کا سراسر غلط ہی یعنی یہہ کہ اس عمل مین صرف نقصان ہی

۳- جیسے زیور وغیرہ کا سنار وغیرہ .... اداہرن (تمثیل)
۴- چونکہ جگت کا صانع تمام جگت کا فاعل ہے ...... اپنے (تکرار دلیل)
۵- اسلیے اسکو بھی محیط کل وہمہ دان وہمہ توانا وغیرہ
باصفات ہونا لازمی ہے .... نگمن (نتیجہ)
پس اس سے ایشور کا بہمہ صفت موصوف ہونا بھی ثابت ہوا یعنی ہر دو دلیلات سے
یہہ نتیجہ برآمد ہوا کہ جگت کا صانع کوئی ضرور ہی اور وہ باصفات ہے۔ اور قانون اگم
ہو اپورشیے (अपौरुषेय) اندسدّہ دیہ تحریری ثبوت میں داخل کیے گئے ہیں وہ
ہمارے موافق ہیں ہی۔ پس سمع خراشی کی کیا ضرورت ہے۔ کافی سمجھتا ہوں
انھیں دلیلات لاردّ کو۔
سب حیران رہتے اور خوش ہو کر بریان چند کی طرف دیکھتے ہیں۔
بریان چند (کھڑا ہو کر اور کچھ مسکراتے ہوے) جناب عالی لفرض اسکے اگر دیگر اشخاص
کو عبرت بھی ہوتی ہو تا ہم رحمت اور عدالت میں بہت کچھ تفاوت اور مغایرت ہے کیونکہ
ظاہر ہے کہ عبرت کی وجہ سے دیگر اشخاص پر رحم ہو یا کچھ اور غرض۔ لیکن عدالت میں شخص
مجرم پر سخت بیرحمی ہوتی ہے کیونکہ رحم مرحوم کے دکھ میں دکھی ہونے اور حتی الوسع
اوسکو رفع کرنیکا نام ہے جو راگ (محبت) کا جزو ہے اور عادل مجرم کو بلا ترحم حتی الاقدور
سزا دینے کو کہتے ہیں جو دویش (نفرت) سے متعلق ہے پس دونوں میں زمین آسمان
کا تفاوت ہے۔ خلاصہ یہہ ہوا کہ بعض پر بوجہ عبرت دہندگی کے رحم ہوتا ہے اور بعض پہ
بوجہہ گنہگاری کے بیرحمی۔ اور پیسہ کے نقصان سے روپیہ کے پیدا کرنیوالے کو بھی
موٹی نظر والے خواہ کچھ کہیں لیکن باریک بین اور حقیقت دان جانتے ہیں کہ اوسنے

بلکہ عدل اور رحم ایک ہی ہین - یعنی تمام دیگر اشخاص کو عبرت دلانیکے لئے عدالت گستری سے کسی مجرم کو سزا دینا رحم مین ہی داخل ہے - مثلاً خون کے مقدمہ مین عدالت فوجداری سے جبکہ کسیکو پھانسی کا حکم ہوتا ہے تو تمام رعایا خوف کھاتی ہے اور اُس جرم کے وقوع مین کمی آتی ہے پس ایک شخص کے مارنے سے چونکہ ہزارہا اشخاص کا بچاؤ ہوا لہذا وہ داخل رحمت ہی ہے جیسا کہ ایک پیسے کے نقصان مین اگر روپیہ کی یافت کی امید ہو تو وہ داخل نقصان نہین - اور گواہان مدعی اگر بتیرا گی ہوتے تو عدالت مین کیون آتے پس اونکا بیان بھی طرفداری سے خالی نہین ہو سکتا اب نامعتبر ہین -

اب مین قانونی دلیلات بھی پیش کرتا ہون - اول قانون انوہان سے ہی ثبوت لیجئے -

۱- جگت کا صانع و منتظم ضرور ہے .... پرتگیا (دعوی)

۲- کیونکہ یہہ صنعت ہے اور کوئی صنعت بلا صانع کے نہین ہوتی - ہیتو (دلیل)

۳- جیسے گھڑے کا صانع کمہار اور پارچہ کا جولاہہ .... اُداہرن (تمثیل)

۴- چونکہ جگت بھی صنعت ہے .... اُپنے (تکرار دلیل)

۵- پس اسکا بھی صانع ضرور ہے .... نگمن (نتیجہ)

یہ قانونی حجہ تو کافی ہے صانع کے اثبات مین - اب چونکہ با صفات صانع پر بھی اعتراض کیا گیا ہے لہذا اوسکو بھی ہم ثابت کرتے ہین -

۱- اُس جگت کے صانع کو محیط کل و ہمہ دان و ہمہ توانا وغیرہ صفات سے موصوف ہونا لازمی ہے .... پرتگیا (دعوی)

۲- کیونکہ ہر فاعل اپنے فعل مین محیط اور اُس فعل کا عالم و توانا وغیرہ بھی ضرور ہوتا ہے .... ہیتو (دلیل)

جب ضرورت ہوئی تو بیتیراگی ہیجانند سوپ کہان رہا اور گواہ دوم اگرچہ کہتا ہے
کہ میرا بیان ٹھیک ہے الا اُسکا یہہ کہنا بھی جہالت کی حالت کا ہے لہذا ہرگز قابل
اعتبار نہین - جیسا کہ کسی شرابی کا خمار کی حالت مین یہہ کہنا کہ میرا بیان درست ہے
کبھی پذیرائی کے قابل نہین ہوتا - اب اگر ایسے گواہان کے بیان پر ہی استدلال
کیا جاتا ہے تو فبہا ! کیا ضرورت ہے عدالت کا زیادہ وقت ضایع کرنے کی - ورنہ
اپنے قانونی عذر جو رکھتے ہون پیش کرین - اور ہم اپنے گواہان کے بیان پر اس لیے
استدلال کرتے ہین کہ باوصف حقیقی تایا ہونے کے طریقہ شہادت اور قرینہ سے
و نیز دلیلات لاردسے اونکے بیان کی صداقت ظاہر ہے اور عدالت کے نزدیک بھی
وہ باوقار اور معتبر و متدین ہین کیونکہ وہ بیتیراگی ہین یعنی کسی سے غرض و حسد نہین رکھتے
جو دروغ کی بنیاد ہے - پس اگر ایسے گواہان کے بیان پر بھی بھروسہ نہوگا تو کیا جو عدالت
کی راے مین نامعتبر اشخاص ہین اونکے بیان پر اطمینان کرنا چاہیے اور مین عرض بھی کرچکا
ہون کہ عدالت کو بیانات کی معتبری و نامعتبری مین امتیاز کرنا ضرور ہے - خلاف اسکے
گواہان مدعاعلیہ ہرگز ایسے نہین بلکہ سراگی ہین - قطع نظر اسکے اگر فرض کرین کہ ہمارے
گواہان کے بیان نامعتبر ہین تو بھی اوس سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہماری شہادت سے
مدعاعلیہم کے بیان کی تردید نہین ہوئی لیکن وہ تردید خود اونکے گواہان کے بیانات سے
ہی کہ جنپر بار ثبوت تھا ہوتی ہے -

پیرمانا بھاس (کچھ شرمندہ ہوکر) حضور اگرچہ اس بیان کے تردید کرنے کی ہم
اب کچھ ضرورت نہین سمجھتے کیونکہ قانونی مباحثہ مین سب امورات طے ہو جاوینگے
لیکن صرف اسقدر کہتا ہون کہ رحمت اور عدالت مین ایک اور طرح سے بھی موافقت ہے

کی رشتہ داری کی وجہ سے نامعتبر بتلاتے ہین۔
پرمان چند۔ حضور گواہان مدعا علیہ کا بیان اگرچہ حلفیہ ہے لیکن یہہ لازمی بات نہین
کہ حلفی بیانات مین شک نکیا جاوے ورنہ جرح اور مباحثہ وغیرہ کرنے کی کچھ ضرورت نہ ہے
اور خصوصاً ایسا بیان جو مختلف اور ناممکنات سے ہو کیونکر راست اور درست سمجھا جا سکتا
ہے۔ خود مختاری اور مجبوری کے مسئلہ کی بحث کو مین بھی قانونی دلیلات کے وقت پر ہی
چھوڑتا ہون۔ نمت کارن اور اُپادان کارن بتلانے مین اختلاف گواہان کا بابو صاحب
کو تسلیم ہی ہے اگرچہ وہ کہتے ہین کہ اصلی واقعہ مین اختلاف نہین مگر جرح کا مطلب ہی
یہہ ہوتا ہے کہ جو اصلی واقعہ مین اختلاف نکرین اونکا بیان اسطرح جھوٹا ثابت کیا جاتا
ہے۔ اور صفات کے بارے مین مین نے یہہ ثابت کر ہی دیا ہے کہ بتیرا اگ وغیرہ صفات سے
موصوف ایشور کا صانع ہونا غیر ممکن ہے جسکی کوئی تردید تو نہین کیگئی بلکہ اسکے جواب
مین یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ بلا صفات کے بھی صانع کل ہونا غیر ممکن ہے اسپر ہمکو کوئی
اعتراض نہین بس نتیجہ یہہ ہوا کہ بتیرا اگ وغیرہ صفات سے موصوف صانع کل ہو سکتا ہے
اور نہ بلا صفات یہی ہمارا اصلی مطلب ہے۔ اور رحیمی و عدالت کا اختلاف کبھی رفع نہین
ہو سکتا اور نہ کیا گیا ہے بلکہ اس بیان سے کہ کسیوقت مین رحیم اور کسیوقت مین عادل ہے
اوس ذات پاک پر ایک سنگم تلون مزاجی کا اور عارض کیا گیا۔ اور یہہ بھی کہ نہ وہ رحیم
کامل ہے نہ عادل۔ ایسا ہی بتیرا اگ سچانند سروپ اور صنعت وغیرہ کی خواہش مین
بھی اختلاف لا رد ہے کیونکہ اول تو اوسکی یہہ توانائی ثابت نہین چنانچہ آیندہ
ظاہر ہوگا پھر بالفرض اسکے کہ وہ توانا بھی ہے اور اوسکی توانائی سے فوراً بحسب خواہش
فعل وقوع ہو جاتے ہین مگر خواہش تب ہی ہوتی ہے کہ جب کوئی ضرورت درپیش ہو اور

دلائی ؑ بالکل درست اور اسکے اس بیان ماقبل کے حرف بحرف موافق ہے کہ ہر جاندار کسی فعل کا
نتیجہ اوٹھانے مین مجبور اور اس نتیجہ کا دینے والا وہی عالم کل پرمیشور ہے۔ چنانچہ اسکی بحث
مفصل قانونی دلیلات مین عرض کیجاویگی - پھر یہہ اختلاف جو بیان کیا گیا ہے کہ ایک گواہ
پرمیشور کو نمت کارن بتلاتا ہے اور دوسرا اُپادان - اگرچہ یہہ اختلاف واقعی درست ہے
مگر اصلی واقعہ یعنی جگت کی صنعت ہونے مین اختلاف ہرگز نہین یعنی ہردو گواہ متفق بالکل
ہین کہ جگت صنعت اور ناقدیم ہے - صفات کی بابت اگر بابو صاحب کا مطلب یہہ ہے
کہ باصفات صانع نہین - وسکتا یہہ اونکی غلطی ہے کیونکہ بلا صفات کے صانع ہونا غیر ممکن
ہے - باقی جو رحمت و عدالت وغیرہ مین اختلاف بتلایا وہ بھی غلط ہے کیونکہ جسوقت وہ
اپنی عدالت گستری سے ہر ایک ذی روح کو اسکے اعمال کا ثمرہ بلا کم و کاست دیتا ہے
اسوقت وہ عادل کامل ہے - اور جب من سے کئے ہوے پاپون کو پشچا تاپ کرنے پر
معاف کر دیتا ہے تب رحیم - پس ہر دو صفات کا اثبات اسمین ہے - ایسا ہی سچا نند
سروپ او صنعت کرنیکی خواہش مین بھی کچھ اختلاف نہین کیونکہ وہ ہمہ توانا ہے جسوقت
اسکو خواہش ہوئی فوراً انواع خلقت ہوگئی پس ہی سچا نند سروپ مین کچھ ہرج واقعہ نہین ہوتا
اور گواہ دویم اگرچہ کہتا ہے کہ مجھکو اودیا حایل ہے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ ظاہر آتا ہے کہ
یہہ بیان میرا حقیقت مین درست ہے پس ایسے گواہان کی شہادت پر کیون استدلال
نکیا جاوے - علاوہ اسکے ہم کچھ گواہان کے بیان پر بھی حصر نہین رکھتے بلکہ ہمارے پاس
دلیلات قانونی بہت کچھ ہین لیکن وہ گواہان کے بیان کے مباحثہ کے بعد ظاہر کیجاوینگی
پھر بابو صاحب کی سینہ زوری دیکھیئے کہ اپنے گواہ حالانکہ مدعی کے حقیقی بھایا ہین - اونکے
بیان پر تو آپ استدلال کرتے اور قانوناً جایز بتلاتے ہین مگر ہمارے گواہان کو نمبرہ

نہین ہو سکتا مثلاً حضور کہ منصب مسبب تجی ہین اگر آپکے سامنے یہہ عذر پیش کیا جاوے کہ کہ مدعا علیہ غریب اور بیچارہ ہے لہذا ادائگی قرضہ سے بری کیا جاوے اور حضور کو اوسپر رحم آجاوے تو یہہ آئین انصاف سے بعید ہے۔ پھر ایسا ہی ماحل ایک سروپنیر تغیری اور وقتاً فوقتاً انواع صنعت کی صانعی وغیرہ مین ضد ہے اور نیز بتیراگ آنند سردپ اور جگت پیہ اکرنیکی خواہش وغیرہ مین۔ پس بہر نوع ثابت ہے کہ جسمین صفات مذکورہ ہوتی ہین وہ جگت کا صانع ہرگز نہین ہو سکتا اور یا جو جگت کا صانع ہوگا اوسمین صفات مذکورہ نہونگی پس بہر دو صورت بیان گواہان مذکور کا محض نا معتبر ہے۔ قطع نظر اسکے گواہ دوم خود قبول کرتا ہے کہ مجھکو بھی اودیا یعنی جہالت (جو اصلیت کے خلاف دکھلانیوالی ہی) حایل ہے پس تعجب ہے کہ ایسے جاہل کے بیان پر کیونکر استدلال کیا جاتا ہے قانونی عذر ہنوز کوئی پیش نہین کیا گیا کہ جسکی تردید کیجاوے لالہ تنھیت چند کے بیان پر جو اعتراض ہے وہ محض نا فہمی سے ہے اونکا بیان تو فی الحقیقت اصلیت کی روح اور حقیقت کی جان حرف حرف ہمسے موافق ہے چنانچہ بوقت تجویز مقدمہ عدالت پر روشن ہو جاویگا اور ہمارے دونون گواہان کی نسبت جو یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مدعی کے تایا ہین لہذا قابل اعتبار نہین یہہ غلط ہے کیونکہ بیٹے کے مقدمہ مین باپ کی گواہی بھی قانوناً جایز ہے لیکن اوسمین عدالت کو امتیاز کرنا چاہیے کہ آیا وہ بیان اور وہ طریقہ شہادت طرفداری سے خالی ہے یا پُر از بدنیتی و بے ایمانی۔

پرمانا بھاس۔ حضور ہمارے گواہ اگرچہ بہریت چند مدعا علیہ کے نبیرہ ہین لیکن اونکا بیان حلفیہ ہے پس اوسمین شک کرنا بیجا ہے۔ علاوہ اسکے ہمارے گواہ آریہ جیند کا یہ تسلیم کرنا کہ جس شخص کا مال چوری گیا اوسکو کسی فعل سابقہ کی سزا منتظم حقیقی پرمیشور نے

بیان کی تردید - اول معزز گواہان کی غیر مجبوری پر لحاظ فرمایئے کہ دونون کو بیرت چند علم کا نبیرہ ہونا تسلیم ہے جسکی طرف سے وہ شہادت مین پیش کئے گئے ہین - علاوہ اسکے گواہان کی لغزش بیانی دیکھئے اول وہ کہتا ہے کہ جیو ہر نیک و بد فعل کے کرنے مین خود مختار ہے اور پھر چوری کی تمثیل مین اقرار کرتاہے کہ جس شخص کا مال چوری گیا اوسکو کسی فعل سابقہ کی سزا دلانے کے لئے پرمیشور ہی نے چور کے ہاتھ سے یہہ فعل بد کرایا جسکے صریح یہہ معنی ہین کہ چور اپنے چوری کے فعل بد کرنے مین مجبور ہے - دوم چوری کا فعل بد پرمیشور کیطرف سے کرانا بیان کرنے مین پرمیشور کی مقدس وغیرہ صفات حمیدہ مسلمہ پر بھی سخت الزام آتا ہے۔ اسکو بھی چھوڑ کر غور کیجئے کہ اگرچہ ہر دو گواہ کہتے ہین کہ جگت کا صانع ایشور ہے مگر طریقہ صنعت مین باہم اختلاف ہے یعنی گواہ اول پرمیشور کو جگت کا نمت کارن بتلاتاہے اور گواہ ثانی کہتاہے کہ تمام اشیا برہم سروپ ہی ہین یعنی برہم اوپادان کارن ہے پس دونون مختلف بیان خود ایک دوسرے کو رد کرتے ہین صفات کی بابت جو جرح کیگئی تھی اسکا متعلق ہونا تو بابو صاحب کو خود ہی معلوم ہو گیا ہوگا لیکن اون سے میرا یہہ مطلب ہرگز نتھا کہ مین ایشور مین اونکی نفی ثابت کرون بلکہ ہماری غرض یہہ ہے کہ جگت کے صانع کا صفات ربانی سے موصوف ہونا ہرگز ممکن نہین اور نہ بتیر آگ وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشو کیسطرح جگت کا صانع ہو سکتاہے اور نیز جو صفات معزز گواہ صاحب نے بیان فرمائی ہین اون مین باہم اختلاف بھی ہے یعنی دو ایسی مختلف صفتین ایک وقت مین ایک موصوف مین ہرگز نہین رہ سکتین چنانچہ مختصراً اونکی قلعی کھولی جاتی ہے :—

اول رحمت اور عدالت مین ہی سخت اختلاف ہے یعنی جو عادل ہوتاہے وہ رحیم ہرگز

پرمانا بھاس ۔ بہت اچھا حضور ۔ اگر یہی ارشاد ہے تو اول مین ہی شروع کرتا ہون

مباحثہ

پرمانا بھاس ۔ ہمارا اول نمبر یعنی جگت کا صانع ایشور ہے اور جگت صنعت ہے ہمارے معزز گواہان بابو آریہ چند و ویدانت سنگھ کی معتبر اور غیر مجروح شہادت سے بخوبی ثابت ہے جن پر بابو پرمان چند صاحب وکیل مدعی نے صرف یہہ جرح کی تھی کہ اوس صانع باکمال ایزد ذوالجلال مین صفات ربانی موجود ہین یا نہین جس سے اغلبًا اونکا مطلب یہہ ہوگا کہ اگر اوسمین صفات مذکورہ نہین تو اوسکا صانع ہونا ہرگز ممکن نہین ۔ یہہ بات بہت ٹھیک اور درست ہے ۔ اِلا وہ جگت کا صانع ہمہ دانی وہمہ توانائی وغیرہ جملہ صفات سے موصوف ہے چنانچہ گواہان مذکور نے ہر صفت کا اقرار و اظہار بخوبی نہایت توضیح اور تشریح کے ساتھ کیا باقی اور جرح جسقدر کیگئی وہ سب غیر متعلق ہے ۔ پس مین اول شہادت لسانی پر ہی استدلال کرتا اور کافی سمجھتا ہون قانونی دلیل بعد مین ظاہر کرونگا ۔ اور شہادت تردیدی کی حقیقت عدالت پر خود ہی ظاہر ہے کہ لالہ صفوت چند صاحب کے بیان سے تو کچھ نتیجہ ہی حاصل نہین ہوسکتا بلکہ وہ کسیقدر ہمارے موافق ہی ہین ایک جسمت چند کا بیان ہے لیکن وہ اکیلا قانونًا ناکافی ہے علاوہ برین ہر دو گواہان کو تسلیم ہے کہ وہ مدعی کے تابع ہین پس اغلب ہے کہ اونکو مدعی کی خاطر داری منظور و قبول ہو ایسے گواہان پر ہرگز بھروسہ نہین ہوسکتا ۔ دستاویزی ثبوت کی قلعی کھولنے کے لئے تو حضور یہہ ایک فہرست پیش کرتا ہون ملاحظہ فرمائی جاوے ۔

پرمان چند (کھڑا ہو کر اور پنسل کے کئے ہوے نوٹ ملاحظہ کر کے) اب لیجئے حضور اس

منصرم - چپراسی جاؤ۔

بلاو (فریقین کے پاس جاکر) چلئے صاحب بلاتی ہیں سرکار۔

سب حاضر ہوتے ہیں۔

عدالت - (وکلا فریقین سے) اچھا اب مباحثہ شروع کیجئے مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر تنقیح کی بابت علیحدہ علیحدہ بحث ہو۔

سب وکلا - بہت مناسب ہے حضور۔

عدالت - اچھا شروع کیجئے۔ اول کسکی جانب سے ہوگا۔

پرمانا بھاس (وکیل مدعا علیہم) حضور مدعی کی جانب سے ہوگا۔

پرمان چند (وکیل مدعی) حضور ہم جبتک کہ کوئی ہمارے خلاف ثابت نکرے کیونکر اوسکی تردید کریں اور کیا ضرورت ہے۔ پس جو کچھ کہنا ہے اول بابو صاحب کہیں۔

پرمانا بھاس - جناب۔ دعویٰ آپکا ہے۔ جبتک آپ اوسکو ثابت نکریں تو ہم کیونکر تردید کریں۔ یہ اعتراض آپکے اوپر آتا ہے نہ کہ ہمارے۔

پرمان چند - بابو صاحب یہ اجلاس ہے۔ ذرا سوچکر گفتگو کیجئے۔ بھلا ہمارا دعویٰ تنقیح طلب ہی کب ہے یعنی حرف بحرف آپکو تسلیم ہے۔ جو ابہی آپکی نئے ڈھنگ سے ہے اسکو ثابت کرنا آپکا فرض ہے نہ کہ ہمارا۔

عدالت - بیشک۔

پرمانا بھاس - حضور اول شہادت ہماری جانب سے ہولی مباحثہ اسطرف سے ہونا چاہیئے۔

عدالت - اسکی کیا ضرورت ہے یہ کیا کوئی حصہ کشی ہے شہادت بھی ایک ہی ہے اور مباحثہ بھی پس یہ بھی اول آپکی طرف سے شروع ہوگا۔

تنبیہات ناشنک ناٹک

حصہ سوم

سین ہفتم

احاطہ عدالت دیوانی

تاریخ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۸ء

کثرت شائقین و ناظرین و شاگردان فریقین سے تمام احاطہ عدالت بھرا ہوا ہے ۔ یکایک مسٹر نگیان صاحب بہادر جج و مسٹر بریا صاحب بہادر کلکٹر ضلع و اسسٹنٹ کلکٹر و صاحب مہتمم بندوبست وغیرہ معیت سی خاندہ و سنجیدہ لیڈیون کے مقدمہ موصوف کے مباحثہ کے استماع کے لئے تشریف لاتے اور لوگون کے اشتیاق کو بڑھاتے ہین ۔ جج ماتحت جملہ صاحبان حکام کے لئے کرسیان بچھواتے اور بہت اعزاز و اکرام سے مشکوری ظاہر فرماتے ہین ۔

عدالت (منصرمہ) اچھا بلائیے صاحب وکلا فریقین کو ۔

کتب نایاب زمانہ

منیجر دل آرام پٹنہ شہر سے مل سکتی ہین

ایکروپیہ سے زاید کی کتب کے خریدار کو حسب معیاری فی روپیہ ار سے ۲ تک کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔

(۱) انمول بوٹی - اس کتاب مین ایک ہی عجیب الاثر بوٹی سے (جو ہر شخص کو ہر مقام پر اور ہر موسم مین باسانی مفت مین دستیاب ہوسکتی ہے) تپ لرزہ کھانسی سانس کہنہ - بدہضمی قبض دایمی ہیضہ - درد شکم بادگولہ - درد پسلی تلی گٹھیا - فالج و لقوہ تشنج - درد گوش گرانی گوش - درد سر آدھا سیسی مرگی - جلندھر ضعف البصر نزول چشم آشوب چشم سلاقی چشم - خارش چشم - درد مژگان - ڈھلکا چشم آتشک - سدہ ضعف باہ - بواسیر خونی و بادی - نہروا ناسور - پھوڑا و پھنسی - خارش خشک و تر - داد سفید داغ چھیپ - زکام و نزلہ - درد دندان - گنج سر اور زہر سانپ و بچھو وغیرہ امراض کے حکمی علاج معہ ان امراض کی علامات و شناخت و اسباب وغیرہ کے ایسے آسان اور مکمل دیے گئے ہین کہ ہر شخص گھر بیٹھے مفت مین یا کوڑیون مین ہر مرض کا بخوبی علاج کر سکتا ہے قیمت بغرض رفاہ عام با نیم اوصاف ۳ر

(۲) انمول بوٹی خورد - کتاب مذکورہ کا اختصار جسمین ہر مرض کا صرف ایک ایک مجرب علاج دیا ہے قیمت ۱ر

(۳) فادزہر حصہ اول - اسمین سانپ کے کاٹے کے ساٹھ علاج - بچھو کے ساٹھ - دیوانے کتے کے تیس - زنبور (سرخ زرد بھڑ) کے بیس - بھونرا و شہد کی مکھی کے دس - کنکھجورے کے کاٹنے اور چھپنے کے دس اور چار چار پانچ پانچ دیگر جانداران بندر - بلی - چھپکلی - چوہا - آدمی - مینڈک وغیرہ کے کاٹے کے نہایت آسان و مجرب اور حکمی علاج معہ ہر زہر کی علامات و شناخت کے درج کیے گئے ہین قیمت ۱۰ر

(۴) فادزہر حصہ دوم - اسمین سنکھیا - سیماب - دارہ وغیرہ معدنیات اور دھتورا - انگوٹھہ و بھلاوہ و کچلہ وغیرہ نباتات کے زہرون کا اتارا ہے - زیر طبع

(۵) ہفت جواہر - اس کتاب مین (۱) علم طب کے مجرب نسخے (۲) مرحوم اشخاص کی ارواح سے ہر شکل کی بات چیت کرنے کے طریقے (۳) اہل ہند کے فلسفہ روحانی کی ایک کتاب موسومہ سانکھیہ درشن کا ترجمہ (۴) ہندوؤن کے دھرم شاستر موسومہ منوسمرتی کا انتخاب (۵) مختلف ممالک کے حکمارکے منتخب اقوال و نصایح (۶) حل طلب سوالات و معمے اور قسم قسم کے دلچسپ شعبدات وغیرہ (۷) انتخاب از کتب کیمیا - دھرم بیسات مضامین مین دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے قیمت جلد اول ۵ر جلد دوم ۵ر جلد سوم ۵ر جلد چہارم زیر طبع -

(۶) تنبیہات ناشک ناٹک - اس کتاب مین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ مین ہر مذہب کے اصول و عقاید پر بطرز ناٹک ایک نہایت دلچسپ اور عجیب بحث جس مین اصحاب کو جین بودھ - آریہ - سانکھیہ و ششتک - نیایک - اسلام - آریہ اور عیسائی وغیرہ مذاہب اور انکے فروعات کے مسایل اور عقاید و اصول سے آگاہی حاصل کرنی ہو وہ اس دلچسپ ناٹک کو ملاحظہ فرما کر ضرور لطف اٹھائین عجیب نئے طرز کا ناٹک ہے قیمت حصہ اول ۴ر حصہ دوم ۲ر حصہ سوم ۱۰ر

(۷) برہم گلال - جس کا ترجمہ موسوم بہ ویراگ کو توال ناٹک

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند

ओ३म्

منتخبات ناشک ناٹک

جسمین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ مین ہر ایک مت کی آزادانہ بحث کرکے
سچ اور جھوٹ کے کھرے کھوٹے کا امتحان کیا گیا ہے

حصہ سوم

مصنفہ پنڈت رکھب داس صاحب متوطن قصبہ چلکانہ ضلع سہارنپور

جسکو

حسب فرمایش جناب بابو سورجبھان صاحب وکیل عدالت منصفی دیوبند
ناظم المدک بہاری لال ڈی اے سی جنہوں نے بعض مضمون جن کا
وغیرہ داخل ہوئی ہیں بابو وغیرہ و ترجمہ جمہوری ویراگ شتک
جس میں ویراگ شتک و بھرتری ہری نیتی شتک و چانکیہ نیتی درپن وغیرہ کے

بعد اضافہ ثانی

مطبع بن بکاش بلند شہر مین باہتمام منشی ہریشچندر کے چھپا

ماہ نومبر ۱۹۰۱ عیسوی

۱۰۰۰ جلد — جملہ حقوق محفوظ ہیں — قیمت فی جلد ۱۰/

آریہ چند۔ پھر جبکہ آپ کہتے ہیں کہ ہر خط میں شئے کی بدلجاتی ہے تو شناخت کیونکر کیجا سکتی ہے۔

بودھ چند۔ البتہ یہ خرابی تو بیشک ہوئی مگر مباحثہ میں سب ٹھیک ہوجائیگا۔

پیریت چند۔ بھیّا سچ پوچھو تو کمبخت پرانچند کی جرح ہی ایسی تھی ایک ناستک چند کا بیان تو کیوں ہی کچھ کچھ عدالت کے دل پر بھی موثر ہوا تھا ورنہ ہمارے تو تمام بیانات متزلزل ہوگئے۔

سانکھ چند۔ بھلا ہمارے اظہار میں کیا خرابی رہی۔

پیریت چند۔ آپ سب سے زیادہ بگڑے دعوی آپکا یہہ تھا کہ تمام اشیا نت ہیں اسکے خلاف آپ نے اول قبول کیا کہ دودھ کا ناش ہوکر دہی ہوجاتی ہے دویم کاغذ کی خاک وغیرہ وغیرہ۔

سوتیامبر سنگھ۔ تو بس جی اسطرح آپ ہماری بیان کو بھی ناقص بتلا دینگے۔

پیریت چند۔ جی نہیں آپسے تو چنداں جرح بھی نہیں ہوئی معلوم آریہ انجمنہ نے کیا لحاظ کیا۔

سوتیامبر سنگھ۔ جناب اگر جرح ہی ہوتی تو کیا تھا۔

پیریت چند۔ خیر اسوقت دیکھا جاتا۔

ویدانت سنگھ۔ کیوں بابو آریہ چند صاحب ہمارا بیان کیسا رہا۔

آریہ چند۔ بچلنے تو لگے تھے آپ بھی لیکن خیر پھر سنبھلگئے۔

ویدانت سنگھ۔ کس بات میں۔

آریہ چند۔ یاد کرو کہ تمنے کہا تھا کہ میں اور پیریت چند دو ہیں اور پھر سنبھلکر کہا کہ ایک ہی ہیں مگر حضرت یہہ تمہارا ہی کام تھا کہ عدالت کی آنکھوں میں انگلی دیکے وہاں پھر بھی لیدیا اور جرم کی علیحدگی پر تو خوط کھایا ہی۔

اب اس مقدمہ کی دھوم تمام ضلع بھیرہ میں اور تمام اطراف پنجاب میں کسقدر دور تک پھیلگئی ہر شخص اسکے تماشہ کا شایق اور تاریخ مباحثہ کا منتظر تھا۔

آریہ چند۔ کیون کیا ہوا۔

اسلام علیخان۔ ہوا کیا آخر مجروح ہوگئے نہ۔

آریہ چند۔ کس بات مین۔

اسلام علیخان۔ جی ہان اب کیون یاد رہنا تھا۔ کیا تمنے پہلے یہہ کہکر کہ ہر شخص کسی فعل بد یا نیک کے کرنے مین خود مختار ہے یہہ نہین کہا کہ چور کے ہاتھ سے پرشیو ہی نے مال و اسباب کو سر ولائی ہے جسکے صریح یہہ معنی ہین کہ چور چوری کا فعل بد کرنیکے لئے خداوند کریم کی طرف سے مجبور تھا۔

آریہ چند۔ بیشک یہہ تو کہا تھا مگر یہین نہ کہتا تو کہی تو کوئی سنسے پیدا ہوتے تھے۔ اچھا آپ ہی کہیئے ہم آپنے کیا چھوڑا ہے

اسلام علیخان۔ کیون۔

آریہ چند۔ تمنے خود مومن کیواسطے جھوٹ بولنا بھی تسلیم کر لیا اور ہان تمنے اور مسٹر رحیم دونون نے خود دروست کے خود بخود ہونے اور بجا نے سایہ کے خود ہونیسے کیون انکار نکیا۔

اسلام علیخان۔ بیشک یہہ تو ٹھیک ہے لیکن پھر اور کیا تہے۔

آریہ چند۔ تو بس خود را نفیحت و دیگرے را نصیحت ہی جانتے ہو۔

بودھ چند۔ بس جی کاجل کی کوٹھری مین سے صاف نکل آئے تو ہم ہی۔

آریہ چند۔ کیا کہنے گر اپنی دانست مین۔

بودھ چند۔ کیون۔

آریہ چند۔ کیا تمنے عدالت مین مدعی مدعا علیہ وغیرہ کو شناخت نہین کیا۔

بودھ چند۔ بیشک کیا۔

پرمان چند۔ شہادت وہادت تو سب اچھی ہو گئی اور سچ ہین آپکو معلوم ہی ہے کہ مین نے کسقدر جانفشانی کی ہی۔ مگر مجھکو اسپر کچھ اشتباہ ہوتا ہے کہ عدالت نے لالہ تشخیص چند صاحب سے جیب کے بیچ بھونک ہونیکی بابت دوبارہ کیون دریافت کیا۔ اُسوقت کا اُنکا طرز انداز اور زبان کا لہجہ وغیرہ مجکو اچھا معلوم نہین ہوتا تھا۔ خیر دیکھا جاویگا۔

تو ارتھ چند (آہ سرد بھرکر) بابوجی آپکے ہی اختیار ہی۔

پرمان چند۔ بھائی تم تو عجب دل کے کچے دیکھنے مین آئے۔ ارے بھائی ابھی سے کہا آیا یہہ تو صرف خیالی باتین ہین دیکھنا تو کیا پھل پھول لگتے ہین۔

ببیک چند۔ جی ہان بس یہی چاہیے۔ (تو ارتھ چند سے) بھائی گھبرانیکی بات نہ ابھی تو سب حقیقت کھل جاینگے۔ لو آؤ چلیں (کھڑے ہوکر) اچھا بابوجی جے جنیندر۔

پرمان چند۔ جے جنیندر۔ دیکھو گھبرانا نہین بالکل۔

ببیک چند۔ نہین جی گھبراتے کیون۔

تو ارتھ چند اور ببیک چند وغیرہ چلتے ہین اور پرمان چند بھی تھوڑے فاصلہ پر پرمانا بھاس چند کے بستر سے پر پرتیت چند وغیرہ بیٹھے ہین۔

پرتیت چند۔ (پرمانا بھاس سے) کیون بابوجی کہیے گواہان کے بیان کیسے ہوے۔

پرمانا بھاس۔ بیان سب کے بہت اچھے ہوگئے گھبراو مت تسکین رکھو۔

پرتیت چند وغیرہ سب۔ اچھا تسلیم جناب۔

اور سب جاتے ہین۔

اسلام علیخان (آریہ چند سے راہ مین) کیون صاحب منشی جی کہون یا پنڈت جی اپنے سماج مین ہی بیٹھکر گڑھ کر باتین بنانی آتی ہین آج بابو پرمان چند کے سوالات کیون جواب نہ بن سکے

پرمان چند (اپنے بستری پر بیٹھکر محرر سے) منشی جی لاؤ تو دو چار تختہ کاغذ ایک نقشہ طیار کرنا ہی بہت جلدی

محرر کاغذ دیتا ہی اور پرمان چند چند نقشے بہ تکذیب و تردید کتب خاص مدعا علیہم بہت جلد تیار

کر کے ایک درخواست لکھتا ہی۔

تتوارتھ چند مدعی بنام پربت چند وغیرہ مدعا علیہم

دعوی نمبری زیر تجویز

جناب عالی

مقدمہ مندرجہ عنوان مین نقشہ ہاے منسلکہ درخواست ہذا بہ تکذیب و تردید ثبوت تحریری

جداگانہ ہر مدعا علیہم داخل کرتا ہون جنکا مسل مین شامل رہنا امر اہم اور نہایت ضروری

ہے لہذا امیدوار ہون کہ حسب ضابطہ شامل مسل رہین فقط

عرضی

فدوی تتوارتھ چند مدعی معرفت بابو پرمان چند وکیل

مورخہ ماہ دسمبر ۱۸۸۱ء

तत्वार्थ चंद्र बक़लम ख़ुद — العبد بابو پرمان چند وکیل

تتوارتھ چند (دستخط کر کے اور نقشجات تیار کردہ بابو پرمانچند کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر) واہ

بابو جی واہ! یہ نقشے تو خوب مرتب کیے۔

بیبک چند۔ بھائی آخر تو وکیل ہین۔ اور وکیل بھی کیسے بڑے لایق۔

پرمان چند (نقشجات کو درخواست کے ساتھ منسلک کر کے محرر سے) لو منشی جی جلدی سے داخل کر آؤ

محرر لیکر جاتا ہی اور عدالت مین پہونچکر سررشتہ دار کو دیتا ہے۔ **عدالت کیا ہے**۔

سررشتہ دار۔ مدعی کی جانب سے ایک درخواست و چند نقشے مین مدعا علیہم کے کتابی ثبوت کی تردید مین

عدالت (ملاحظہ کر کے سررشتہ دار سے) اچھا لکھدو شامل مسل رہین۔

سررشتہ دار لکھکر شامل مسل کرتا ہے اور محرر واپس آتا ہے۔

تتوارتھ چند (پرمان چند سے) خیر بابو جی اس کام سے تو فارغ ہوے اب کچھ شہادت کی نوبت آتی ہے

کتھنچت سرنگیہ بھگوان کی ہدایت یعنی جین سدھانت کے بھروسہ پر کہ وہی تمام ایکانت کے مرض سے دھندلی آنکھوں کا انجن ہے۔

عدالت (پرمان چند سے) آپ نے وہ سدھانت داخل کئے۔

پرمان چند۔ حضور نہیں وہ داخل نہیں کئے گئے اور نہ ہم داخل کرنا چاہتے ہیں۔ صرف بوجہ اسکے کہ عدالت میں انکی تعظیم کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اسلئے وہ شایع بھی نہیں کئے جاتے حالانکہ عوام ہمارے اوپر پوشیدہ رکھنے کا الزام لگاتے ہیں اور ہم سب گوارا کرتے ہیں لیکن البتہ جسوقت کوئی دیکھنا چاہے تو دکھا سکتے ہیں۔

پرمانا بھاس۔ حضور داخل ضرور ہونے چاہئیں۔

عدالت۔ صاحب جب وہ نہیں داخل کرتے تو انکو اختیار ہے۔

منصرم۔ لو صاحب دستخط کیجئے۔

کتھنچت چند (قلم لیکر) कथंचित चन्द्र बक़लम खुद

عدالت۔ بس اور تو کوئی گواہ نہیں

پرمان چند۔ بس حضور۔

عدالت۔ تو اچھا مباحثہ کل پر رکھئے اب وقت بھی تنگ ہو گیا ہے اور ہمیں آپ صاحبوں کو بھی سہولیت رہیگی۔

پرمان چند۔ بہت مناسب ہے حضور۔

سب ملکر۔ آداب۔

فریقین کمرہ عدالت سے باہر آتے ہیں اور فریق مدعی بابو پرمان چند کے لبستر ے کی طرف کو اور فریق مدعا علیہم بابو پرمانا بھاس چند کے لبستر ے کیطرف کو خوش خوش جاتے اور جاکر بیٹھتے ہیں۔

ڈرنے سنگھ - بھلا صاحب کیونکر ہو اور کیونکر نہین -

کتھنچت چندر - بلحاظ تعلق جسمانی مدعی میرا برادرزادہ ہے اور مین اسکا تایا ہون مگر بلحاظ تعلق روحانی نہ کوئی جیو کسیکا باپ ہے نہ بیٹا سب جھوٹی باتین اور ہیچ ہین - اس جیو کا اپنے ہی جسم سے جب در اصل کوئی رشتہ نہین تو دوسرے کے جسم سے کیسے ہو سکتا ہے -

عدالت - اور پوچھنا ہے کچھ -

پرمانا بھاس - بس حضور ان سے اور کیا پوچھین خاک -

عدالت - اچھا صاحب ایک سوال ہم پوچھتے ہین - بھلا کیا آپکا یہہ تمام بیان سچ اور قابل تسلیم ہے اور مدعاعلیہم کا عذر جھوٹھا -

جملہ فریق مدعاعلیہم (اس سوال کو سنکر) اہا ہا واہ کیا اچھا سوال کیا ہے !

کتھنچت چندر - بیشک -

پرمانا بھاس - حضور لکھ لیجئے - شکر ہے کہ سمین تو انیکانت چھوٹا -

کتھنچت چندر - جناب آپکو یہہ بھی خبر ہے کہ وہ ایکانت بھی ایکانت نہین - کتھنچت انیکانت ہی ہے - اور یا یون لیجئے کہ کتھنچت میرا بیان بھی جھوٹ ہو سکتا ہے جبکہ اسکے کسی جزو یعنی ایک نئے کا ایکانت پکڑا جاوے - اور کتھنچت مدعاعلیہم کا عذر بھی ٹھیک ہو سکتا ہے جبکہ وہ کتھنچت لفظ کے ہمراہ ہی کہا جاوے -

پرمانا بھاس (بیبل ہوکر) لو صاحب نکل آیا آئین بھی انیکانت -

عدالت (متعجب ہوکر) اچھا اب یہہ فرمایئے کہ یہہ بیان آپکا کس اعتبار پر ہے -

کتھنچت چندر - کتھنچت معقولیت پر مبنی ہے کہ تمامی عقل سلیم اسپر متفق ہین اور

دُرنے چند (کھڑا ہوکر) اچھا اب یہہ فرمایئے کہ مٹی پانی وغیرہ پنچ بھوت سے علیحدہ جیو کیونکر ہے اور کیونکر نہین -

کتھنچت چندر - بیوہار نے کے لحاظ سے پنچ بھوت روپ اجسام ہی جیو کہلاتے ہین چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مین نے فلان جیو کو قتل کیا یا فلان کو زخمی کیا وغیرہ اور وہ خود بھی سمجھتا ہے کہ مین بالک یا جوان یا بوڑھا ہون یا مین ماراگیا - کاٹا گیا - زخمی ہوا وغیرہ لیکن حقیقت مین جیو کچھ اَور چیز ہے اور پنچ بھوت کچھ اَور - چنانچہ وقتاً فوقتاً جیو کو خیال ہوتا ہے کہ مین سُکھی ہون یا دُکھی ہون مجھکو اچھا جسم ملا ہے یا مین اس جسم کو چھوڑنیوالا ہون وغیرہ -

عدالت (جسکے دل مین اول ہی بیان ناستک چند کا موثر پڑا تھا) صاحب اسکو ذرا اور شرح فرمایئے کہ جسم سے علیحدہ جیو اور کیا چیز ہے -

کتھنچت چندر - حضور جیو کوئی مجسم چیز تو ہی نہین جو آنکھون سے دکھلایا جائے - انومان سے ہی سِدّھ ہوتا ہے یعنی شریر یا جسم سے بُدّھ گُن چیتنّا والا کوئی ہے اُسیکو جیو کہتے ہین

عدالت لکھکر اور غور کرتی ہے -

دُرنے چند - بس اور کیا -

پرمانا بھاس - انکا مدعی سے جو تعلق ہے وہ تو ظاہر کردو -

دُرنے سنگھ - ہان - کیون صاحب آپ مدعی کے حقیقی تایا ہین -

کتھنچت چندر - کتھنچت ہون اور کتھنچت نہین بھی -

پرمانا بھاس - اوہ غضب آپ مین بھی چال ہی چلی -

جسم مین جا سکتا ہے۔ مگر درحقیقت چونکہ کوئی جیو بغیر آیو کرم پورا ہوے موجودہ جسم کو نہین چھوڑ سکتا اسلیئے اسی جنم مین اوسکا کوئی پردیس دوسرے جسم مین نہین جاتا۔

کلکال چند۔ تو خلاصہ یہہ ہوا کہ درصل جیو کا کوئی پردیس کسی حالت مین ایک ہی جسم مین دوسرے جسم مین نہین جاتا۔

کتھنجت چند۔ صاحب مین کہہ چکا ہون کہ میرا ہر ایک بیان انیکانت ہے۔ یعنی سُمدگھات کے وقت ایک جیو کے پردیس دوسرے جسم مین کیا بلکہ تمام لوک مین بھر جاتے ہین۔

سب تعجب کرتے ہین۔

کلکال چند (آگرہ چند سے) لو صاحب آئیے آپ بھی۔

آگرہ چند (کھڑا ہوکر) ہان صاحب بھلا یہہ کہیئے کہ جگت کی تمام چیزین نِت کیونکر ہین اور انِت کیونکر۔

کتھنجت چند۔ نت تو یون ہین کہ تین لوک مین جسقدر درب ہین کبھی کسی وقت اُن مین سے نہ ایک ذرہ کم ہوسکتا ہے اور نہ زیادہ اور نہ اونکے خواص و صفات وغیرہ کبھی زایل ہوسکتے ہین۔ اور انت اسطرح کہ اونکی پریائے یعنی حالتین ہمیشہ لحظہ بلحظہ بدلتی رہتی ہین۔

آگرہ چند۔ ذرا اور شرح کہو یا کوئی تمثیل بیان کرو۔

کتھنجت چند۔ مثلاً مٹی قدیم اور نت ہے مگر اُسکی حالتین اینٹ و گھڑا وغیرہ ہر گھڑی تبدیل ہوتی رہتی ہین۔

آگرہ چند۔ بس اور کیا۔

کو ہر حالت مین صرف دل کی صفائی سے کیونکر نجات مل سکتی ہے اور کیونکر نہین۔
کتھنیت چند: چونکہ ہر ایک شخص خواہ وہ کسی فرقہ و ملت مین ہو صرف دل کی صفائی سے سرگ پاکر اور پھر کسی آتم چھیتر اور آتم کال مین جنم لیکر کرم ناس کرسکتا اور نجات پا سکتا ہی اسلئے بلحاظ نیگم نے کے کہا جا سکتا ہے کہ ہر قوم و ہر فرقہ کے مرد و عورت سب ہی کو ہر حالت مین صرف دل کی صفائی سے موکش مل سکتی ہی۔ جسطرح کہ کسی شخص نے سفر کا ارادہ کیا تو اُسکو کہہ سکتے ہین کہ سفر کو جاتا ہی خواہ وہ ابھی اپنے مکان ہی مین بیٹھا ہو۔ مگر نشچے مین چونکہ جب تک اُتم درب۔ اُتم چھیتر۔ اُتم کال۔ اور اُتم بھاو وغیرہ جملہ سامان ظاہری و باطنی عمدہ سے عمدہ نہین ملتے کسیکو بھی موجودہ جنم سے نجات نہین مل سکتی اسلئے بلحاظ ریجو سوتر نے کے کہا جا سکتا ہے کہ ہر قوم و ہر ملت کے ہر شخص کو اور ہر حالت مین نجات نہین مل سکتی۔ جسطرح کہ وہی شخص جسنے سفر کا ارادہ کیا ہے جبتک کہ وہ سفر پر روانہ ہو جاکے اور گام فرسائی نکرے اُسکو اصل مین "مسافر" یا یہہ کہ "وہ سفر کو جاتا ہی" نہین کہہ سکتے۔ "سفر کو جائیگا" یا "سفر کو جانیوالا ہے" ایسا کہنا چاہیئے۔
کلکال چند: اچھا خیر اب یہہ فرمایئے کہ کسطرح پر اسی جنم مین جیو دوسرے جسم مین جا سکتا ہے اور کسطرح نہین۔
کتھنیت چند: چونکہ عالم ڈاکٹرون۔ حکیمون۔ فلاسفرون اور علم مسمریزم کے جاننے والون کا اور نیز اَودھ گیانی و مَن پریہ گیانی و کیول گیانیون کا علم دیگر اجسام کے اندر تک جاتا ہے جس سے وہ اونکے جملہ اندرونی حالات معلوم کر لیتے ہین اور علم عالم یعنی جیو کی صفت ہے جو اپنے موصوف سے کبھی جدا نہین ہو سکتی اسلئے اُنکے علم کا دیگر اجسام مین جانا گویا جیو ہی کا جانا ہے پس اس لحاظ سے تو جیو اسی جنم مین بھی دوسرے

دے لے سکتا او استعمال کر سکتا ہے پس اس عرصہ مین اوسیکو اوسکا مالک سمجھا جاتا ہے اِلّا دوسری طرف غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کا اپنے مقدر کے موافق کوئی مالک ہوا جبتک وہ اپنی رضامندی سے بلامعاوضہ یا بامعاوضہ اُسکا انتقال نکرے دوسرا ہرگز اوسکا مالک نہین ہوسکتا بلکہ قابض اُسکا اگر ملکیت کا دعویٰ کرے تو بددیانت۔ خاین یا چور کہلاتا ہے اور ایک امر خاص بتلاتا ہون کہ نشچے نے سے کوئی ایک دربیہ کسی دوسرے دربیہ کا مالک کسی حالت مین اور کسیوقت نہین ہوسکتا۔ پس قبضہ وجہ ملکیت نہین لیکن اپنے اپنے گن پریاے یعنی اوصاف اور نام و شباہت وغیرہ ہر ایک کے قبضہ مین ہین اور اسیوجہ سے وہ اُنکے مالک ہین لہذا قبضہ سے ملکیت ہوتی بھی ہے۔

زباندراز خان۔ کیا جس گھر مین کوئی پیدا ہوتا ہے اوسکی چیزون کا وہ مالک نہین ہوتا

کتھ سچیت چند۔ کسی ایک پرکار ہوتا ہے کیونکہ اپنے طالع کے موافق جس باپ سے کوئی پیدا ہوا اُسیکا ترکہ اتفاقاً اُسکو پہونچتا ہے۔ اور کسی ایک پرکار نہین بھی۔ کیونکہ ہزارون محروم بھی ہوجاتے ہین اور ترکہ جسکے مقدر مین ہوتا ہے اُسکو پہونچ جاتا ہے خواہ اُسکا باپ اپنی حیات مین اُسے منتقل کرے یا کسی اور طرح سے۔ یا یون سمجھئے کہ نشچے نے سے چونکہ کوئی دربیہ کسی دربیہ کا دراصل مالک نہین سب اپنے اپنے گن پریاے ہی کے مالک ہین اسلئے وہ لڑکا بھی اُس مکان کی کسی شے کا مالک نہین ۔ مگر دوسری صورت مین جو چیز کسیکے مقدر کے موافق کسیکو پہونچیگی وہی اوسکا مالک ہی اور وہ خود اپنے کو اوسکا مالک سمجھتا اور میری میری کرتا ہے ۔

زباندراز خان۔ بس۔

کلکال چند (کھڑا ہوکر) ہان صاحب یہہ بھی فرمایئے کہ ہر قوم و ہر فرقہ کے مرد و عورت

جانتے ہین اسلئے اگر اُن سے روپیہ کا تقاضا کیا جاے تو ضرور ہے کہ وے لوگ قرضخواہون کی بیباقی کیلئے بامید حصول دولت اور بھی زیادہ ایسے یگیہ کر کرکے ہزارہا ہزار جینیونکا خون بہائینگے جس سے متقاضی قرضخواہون کی گردن پر بھی اس گناہ کا بار پڑیگا تو ایسے لوگون سے روپیہ کا تقاضا کرنا محض نا بدا ہے بلکہ اگر ہو سکے تو ایسے ظالمون کی شکل تک نہ دیکھے بقول سعدی شیرازی

زجاہل گریزندہ چون تیر باش
نیامیختہ چون شکر شیر باش

پرمانا بھاس جیند (اور زیادہ حیران ہوکر اور منشی زباندراز خان کیطرف مخاطب ہوکر) لو صاحب اب آپ دریافت کرین۔

زباندراز خان (کھڑا ہوکر) ہان صاحب ذرا اسکی بھی تشریح کیجیے کہ خالق کیونکر ہے اور کیونکر نہین۔

کتھنچیت جیندر۔ چونکہ دنیا کی تمام چیزین دربیاتھک نے سے یعنی بلحاظ اپنے جوہر کے قدیم اور غیر فانی ہین۔ نہ نیست سے ہست ہوتی ہین اور نہ ہست سے نیست۔ پس مخلوق نہونے سے اونکا کوئی خالق نہین۔ مگر چونکہ پریایارتھک نے سے یعنی بلحاظ اپنے عرض کے سب ہی چیزین صریح نئی نئی پیدا ہوتی اور معدوم ہوتی رہتی ہین۔ پس جو انکو ہست مین لانیوالا اونکا سبب ہے وہی اونکا خالق ہوا۔

زباندراز خان۔ اچھا یہ بتاؤ کہ قبضہ حاصل کرنے سے کوئی کسی چیز کا مالک کیون نہین ہوتا اور کیون ہوتا ہے۔

کتھنچیت جیندر۔ اسطرف اگر دیکھئے کہ جو چیز جسکے قبضہ مین آگئی وہ ہی اوسکو اپنا قبضہ

کیونکر ہے اور کیونکر نہین۔

کتھنیت چندر۔ چونکہ تمام جگت جیو یا برہم سے بھرپور ہے۔ کوئی ذرہ برابر بھی ایسی جگہہ نہین جہان وہ ہردم موجود نہو۔ پس سب مین اوسکی موجودگی کی وجہ سے سارے جگت کو معہ پدگل وغیرہ کے بلحاظ سنجوگ نئے کے برہم نام سے پکار سکتے ہین جسطرح اگنی کو کولہ وغیرہ کے ذرہ ذرہ مین موجود ہونے سے معہ اوس کولہ وغیرہ کے جو پرتھوی کا جزو ہے اگنی ہی نام سے بولتے ہین۔ یا کسی کتاب کو جسکی صرف عبارت اور ترتیب الفاظ کسی مصنف کی تصنیف ہین معہ کاغذ کے جسمین وہ تصنیف بھرپور ہے تصنیف ہی نام سے پکارتے ہین۔ مگر چونکہ دراصل برہم اور چیز ہے اور پدگل یعنی پرکرتی یا مایا وغیرہ اور چیز۔ انکے اوصاف و افعال صاف الگ الگ دکھائی دیتے ہین یعنی جیو یا برہم ایک دیکھنے جاننے والی طاقت چیتن سروپ کا نام ہے اور پدگل اچیتن ہے جسمین دیکھنے جاننے وغیرہ کی طاقت نہین۔ اس لحاظ سے تمام جگت ایک برہم روپ نہین بھی ہے۔

پرمانا بھاس چندر۔ اچھا یگیہ مین خرچ ہوا روپیہ کیون قابل وصول ہوتا ہے اور کیون نہین۔

کتھنیت چندر۔ یگیہ جسمین معصوم حیوانات کی جانین ناحق جھونک جھونک کر دھرم سمجھا جاتا ہے صریح جاہلانہ اور بڑی بیرحمانہ حرکت ہے۔ ایسے ظالمانہ کامون مین خرچ ہوا روپیہ اگر ہزار چند بھی اُن ظالمون سے وصول کیا جاوے تو بھی دکھ سکھ دونون نہین ہو سکتے بلکہ اس سخت ظلم کے معاوضہ مین اُنکو جہنم کی آگ مین جلنے کی تکلیفین اٹھانا اور باقی رہجاتا ہے۔ لیکن اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ چونکہ یگیہ کرنیوالے لوگ اپنے عقیدہ کے موافق اس عمل کو حصول جنت کے علاوہ افزونی دولت اور حصول اولاد کا ذریعہ بھی

سنگیا۔ سنکھیا۔ لکشن وغیرہ کے تفاوت سے الگ الگ ہین جیسے گھٹ کا صل نہ کھا
اور پٹ کا جولاہہ وغیرہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے انیک بھی صانع ہین یا دوسرے طور پر یون سمجھے
کہ جب دنیا کی ساری چیزین اپنے اپنے سبھاؤ اور خواص سے بنتی بگڑتی ہین تو سب کے
بننے بگڑنے کا سبب انکا ایک سبھاؤ ہی ٹھیرا جسے حضرت اسلام علی اپنی اصطلاح مین
قدرت اور سٹرکر سپنیسر نیچر وغیرہ نامون سے موسوم کرتے ہین۔ پس اس لحاظ سے
تو سب اشیا کا صانع ایک انکا سبھاؤ یا نیچر ہی ہے مگر لحاظ اپادان ونمت وسادھارن
کارنون کے انیک بھی ہین جسطرح ایک گھڑے کے بننے مین مٹی اپادان کارن کمھار
نمت کارن اور چاک وڈورا وغیرہ سادھارن کارن ہین۔

سب متعجب ہوتے ہین۔

پرمانا بھاس چند۔ اچھا صاحب یہہ تو کہیے کہ جیو یا برہم ایک ہی یا بہت ہین۔

تتھنیحت چندر۔ ایک بھی ہے اور بہت بھی۔

پرمانا بھاس چند۔ یہہ کیونکر۔

تتھنیحت چندر۔ سنگرہ[1] نے سے جیو یا برہم لفظ کر سب جیو ایک ہین۔ مگر بھید[2] نے کے
لحاظ سے سب جیو اپنے اپنے وجود مین الگ الگ ہین۔ یا یون لیجیے کہ لحاظ اوصاف ذاتی کسی
جیو مین کسی قسم کا تفاوت نہین اسلئے ایک ہی ہین۔ مگر لحاظ صفات عارضی سب مین فرق
اور علیحدگی صاف نظر آتی ہے۔ اسلئے انیک بھی ہین۔

پرمانا بھاس چند (تنگ ہو کر) خیر۔ اچھا یہہ فرمائیے کہ تمام جگت ایک برہم روپ

---

[1] اجتماعی [2] انقسامی

نہیں۔ جگت کی ساری چیزیں اپنے اپنے سبھاؤ سے بنتی اور بگڑتی ہیں کوئی کسیکا صانع و منتظم نہیں۔

پرماناں بھاس چند۔ تو کیا گھٹ پٹ وغیرہ اشیاء کے صانع تو کمہار و جولاہے وغیرہ ہیں مگر بعض اجسام کے نہیں بھی ہیں۔

کتھنچت چندر۔ یہ کتھنچت ٹھیک ہے اور کتھنچت نہیں۔

پرماناں بھاس چندر۔ کیونکر۔

کتھنچت چندر۔ چونکہ جگت میں سب ہی چیزیں خاک باد آب آتش وغیرہ ہی روپ ہیں اور ان ہی کی تغیر و تبدل سے بنتی بگڑتی ہیں۔ اور ان سب ہی میں جیو یا برھم ہر دم موجود ہے جسطرح کمہار وغیرہ کے قالب میں ہے پس اس لحاظ سے تو سب ہی چیزوں کا صانع جیو کو کہہ سکتے ہیں مگر چونکہ سب اشیاء کی صنعت بالکل اسطرح نہیں ہوتی جسطرح گھٹ پٹ وغیرہ کی ہم دیکھتے ہیں اور اسی سے کوئی انکا صانع مثل کمہار و جولاہے وغیرہ کے ہمکو نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ بعض چیزوں کا صانع ہے اور بعض کا نہیں بھی۔

پرماناں بھاس چند۔ کیوں صاحب بھلا یہ تو بتائیے کہ سب چیزوں کا صانع ایک ہے یا انیک۔

کتھنچت چندر۔ کتھنچت ایک ہے اور کتھنچت انیک بھی۔

پرماناں بھاس چند۔ کیسے۔

کتھنچت چندر۔ بلحاظ اسکے کہ ایک جیو ہی کمہار و جولاہہ وغیرہ کے قالب میں آکر سارے جگت میں کام کر رہا ہے جگت کا صانع ایک ہی ہے۔ مگر چونکہ سب کے صانع

کی تھی تو انھوں نے خود ہی جیو کو نتیہ ایک سروپ بیان کیا ہے۔
دُرنے سنگھ۔ اور یون نہین کہا کہ خاکی و بادی وغیرہ ہی جیو کا عراج ہے۔
آگرہ چند۔ ہان کہا ہے۔
پرمانا بھاس۔ بھائی یہہ تو سچ لیکن ذرا سمجھو تو وہ بیان اونکا سل مین تو کہین نہین
آگرہ چند۔ اجی سل مین گو نہو عدالت پر ظاہر ہے۔
دُرنے سنگھ۔ نہین جناب پوچھینگے ضرور آخر خدا نکرے اپیل مین تو گنجایش رہیگی۔
پرمان چند (وکلا مدعا علیہ سے مخاطب ہوکر) لو صاحب جرح کر لیجیے۔
پرمانا بھاس چند۔ حضور اگرچہ جرح کی کچھ ضرورت نہین لیکن صرف تفصیل پوچھے لیتا ہون۔
عدالت۔ اچھا۔
پرمانا بھاس۔ کیون صاحب جگت کا صانع کیونکر ہے اور کیونکر نہین۔
تتھیہ چندر۔ جناب اسطرف اگر دیکھیے کہ گھٹ پٹ روپ جگت صنعت اور کمہار و جولاہہ وغیرہ اونکے صانع ہین تو صانع ہونے مین کچھ شک نہین اور اگر کسی بالشوبر عرش جسم با صفات کے ذمہ یہہ الزام لگایا جاوے تو ہرگز ثابت نہین یا دوسری طرح یون سمجھے کہ جیو ہی جسے ویدانت سنگراپنی اصطلاح مین برہم ساتکھ چند پرش۔ اسلام علی روح اور سٹر کر سچینزم سول وغیرہ وغیرہ ناموں سے بولتے ہین بہ اوصاف عارضی تو جگت کا صانع و منتظم وغیرہ سب کچھ ہے کیونکہ وہی کمہار و جولاہہ وغیرہ کے روپ مین پدگل کے تعلق سے جسے ویدانت سنگر مایا بولتے ہین ساتکھ چند اپنی اصطلاح مین پرکرتی کہتے ہین اسلام علی مادہ اور سٹر کر سچینزم منیٹر وغیرہ کہتے ہین سارے جگت مین کام کر رہا ہے مگر بہ صفات ذاتی وہ سدا نربکار نراکار اور آنند سروپ ہی اُسے ان جھگڑون سے کچھ سروکار

پرمان چند۔ جگت نیک عمل ہی یا نہیں اور انہیں نہ چاہو از قرضہ قابل طلب ہوتا ہے یا نہیں۔

کتھنچت چند۔ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔

پرمان چند۔ کسی چیز کا کوئی مالک قبضہ کے لحاظ سے ہوتا ہے یا مقدمے۔

کتھنچت چند۔ ایک طرح یہ بھی ٹھیک ہے اور ایک طرح وہ بھی۔

پرمان چند۔ کیا ہر ایک قوم اور دنیا کا آدمی ہر حالت میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔

کتھنچت چند۔ کر بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔

پرمان چند۔ کیا اسی جنم میں بھی یا دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔

کتھنچت چند۔ چلا بھی جاتا ہے اور نہیں بھی۔

پرمان چند۔ اچھا یہ کہیے کیا تمام جگت کی چیزیں نت ایک سروپ اور غیر متغیر ہیں

کتھنچت چند۔ یہ حالتیں متغیر بھی ہیں غیر متغیر

پرمان چند۔ کیا یہ جھوٹ روپ ہی ہے۔

کتھنچت چند۔ کتھنچت ہے اور کتھنچت نہیں۔

وکیل مخالف سب خوش ہوتے ہیں اور آہستہ آپس میں کہتے ہیں۔

کلکال چند۔ جج جی اب ان سے جرح کی کیا ضرورت ہے اور کیا جرح کرینگے صرف انکے بیان کی تفصیل پوچھ لیتے ہیں۔

زبان دراز خان۔ اور تفصیل بھی کیوں پوچھتے ہو کیونکہ معلوم کیا کہ جلب۔

پرمانا بھاس۔ نہیں تفصیل میں زیادہ مزا آویگا۔

آنگرہ چند۔ مجھے تو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جب جج ماتحت صاحب نے مزاج پرسی

عدالت - یہہ کہئے یہہ کیا -

کتھنچت چندر - آپکو معلوم نہین جناب اگر دربیار تھک نے سے دیکھیے تو جیونت ایک سروپ غیر متغیر ازلی وابدی ہمہ دان ہمہ توانا اور بلا خواہش وغیرہ یہہ صفت موصوف ہے اور وہی اُسکا مزاج ہے پس ہمیشہ آنند روپ ہے - مگر بلحاظ پرپایا تھک نے کے یہی جیوسان و حیوان اور ہستی و جسمی انیک روپ ہے - محبت و نفرت - خواہش وکوشش - پیدائش و موت - ضعیفی و بیماری اور سکھ دُکھ وغیرہ مین مبتلا ہے اور خاکی - بادی - آبی و آتشی وغیرہ ہی اُسکا مزاج ہے پس اس حالت مین کسطرح آرام اور عیش حاصل ہو سکتا ہے اور خصوصاً ہیہ تو اندنون دشمنون کے ہجوم کا حیرت ہے -

عدالت (مسکرا کر) اچھا مگر ہم یہہ نہین سمجھے کہ نے کیا ہوتی ہے -

کتھنچت چندر - جناب اسکے سمجھانے کو بہت وقت چاہیے ذرا مہربانی سے آپ میرا اظہار قلمبند کرین -

پیران چند حضور یہہ تو سب کچھ مجھے سمجھانا پڑیگا

عدالت (نام وولدیت وغیرہ لکھکر بیان لیتے) اچھا پوچھئے صاحب

پیران چند - کیون صاحب کیا کوئی جگت کا صانع یا خالق ہے ؟

کتھنچت چندر - کتھنچت ہے اور کتھنچت نہین بھی -

(وکیل مدعا علیہ سب ہنستے ہین اور باہم کہتے ہین "انکی گفتگو تو ہمیشہ ایسی ہی ہوا کرتی

ہے")

پیران چند - چھا کیا تمام جگت مین صرف ایک ہی چیز ہے -

کتھنچت چندر - کتھنچت ایک ہے اور کتھنچت انیک -

جنمت چندر۔ جیو آنکھوں سے نظر آنیکے لایق ہی نہین۔
ڈرنے سنگھ۔ پھر آپ کیونکر کہتے ہین کہ جیو کوئی علیحدہ چیز ہے۔
جنمت چندر۔ یون کہ مٹی وغیرہ پانچون چیزسے اسکی تولید غیر ممکن ہے۔
ڈرنے سنگھ۔ اچھا بس۔
پرمان چند۔ ایک سوال مجھے کرنا ہے حضور۔
عدالت۔ اچھا۔
پرمان چند۔ کیون جی کوئی اشیا اور بھی ایسی ہین جو آنکھون سے نظر آنیکے ناقابل ہین۔
جنمت چندر۔ بہت ہین۔
پرمان چند۔ مثلاً
جنمت چندر۔ آکاش کال و پرمانو وغیرہ۔
پرمان چند۔ بس دستخط کر دیجے۔
جنمت چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے العبد
जिनमत चन्द्र बकलम खुद
پرمان چند۔ اچھا صاحب لاؤ کشنچت چند کو بھی بلا لیجے۔
پیادہ (باہر جاکر) حضور تشریف لے چلیے۔
کشنچت چندر۔ اچھا چلتے ہین (اندر جاکر) جے جنیندر صاحب۔
پریکشک چندر (تعظیم سے کھڑا ہوکر) جے جنیندر جناب آئیے آئیے۔ مزاج شریف اچھے ہین؟
کشنچت چندر۔ ہان کشنچت اچھے ہی ہین۔

پرمانا بھاس (زباندرازخان سے) اچھا اب آپ پوچھیے صاحب۔
زباندرازخان۔ بس میرا مطلب تو آپکے سوالات سے ہی حل ہو چکا (کلکال چند کیطرف مخاطب ہوکر) بابو صاحب آپ کچھ پوچھیے۔
کلکال چند۔ کیون جی مہابیر سوامی کو آنند نے برہمنی کے گربھ سے کشترانی کے گربھ مین بدلا تھا؟
جنمت چندر۔ نہین۔
کلکال چند۔ بس تو اور ہم کیا پوچھین۔
آگرہ چند۔ کیون جی جگت مین کتنے درب ہین۔
جنمت چندر۔ چھ ہین۔
آگرہ چند۔ کیا اون مین سے کچھ کم ہو سکتے ہین۔
جنمت چندر۔ ہرگز نہین۔
آگرہ چند۔ بس اور کیا۔
دُرنے چند۔ اچھا جی ہر اشیا جو موجود مین مثلاً مین یا بابو پرآن چند صاحب انمین لڑکپنے سے اب کچھ تفاوت اور تغیر ہوا یا نہین۔
جنمت چندر۔ بیشک ہوا۔
دُرنے چند۔ پھر کیا یہہ تغیر دفعتاً ایک مرتبہ ہی ہوگیا یا لمحہ لمحہ مین ہوتا رہا۔
جنمت چندر۔ لمحہ لمحہ مین۔
دُرنے چند۔ اچھا اب یہہ کہیے کہ مٹی و پانی وغیرہ سے علیحدہ کوئی جیو درب آپنے دیکھا ہے۔

سب بھڑ بھڑا کر کھڑے ہوتے ہین اور اول بابو پرانا بھاس جنمت چند جی کہتے ہین۔

بابو پرانا بھاس۔ کیون صاحب نوتی پیدایش لین دین نفع نقصان وغیرہ انواع اقسام کے انتظام کیونکر ہونے اور ہوتے ہین۔

جنمت چندر۔ انہین سے بعض تو بیشما کے کیے ہوئے ہین جیسے کمھار کا بنایا ہوا گھڑا اور جولاہے کا بنایا ہوا کپڑا وغیرہ۔ اور بہت سے حسن اتفاق سے اپنے سبب کے ملتے ہی بحسب قانون قدرت خود بخود وقوع مین آتے ہین۔

پرانا بھاس۔ کوئی نظیر اونکی بھی بیان کر سکتے ہو۔

جنمت چندر۔ بہت مثلاً بادل و بجلی و اولے اور انواع اجسام وغیرہ وغیرہ۔

پرانا بھاس۔ اچھا پہلا نقصان او دکھ یا مرض وغیرہ جیو خود کیونکر قبول کر لیتا ہے۔ اور کیون با وصف خواہش زندگی کے جسم کو چھوڑ جاتا ہے۔

جنمت چندر۔ کرم کے ادے کی مجبوری سے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

پرانا بھاس۔ یہ کرم کیا چیتن ہین۔

جنمت چندر۔ نہین اچیتن ہین۔

پرانا بھاس۔ اچھا اب یہ فرمایئے کہ تیگ کرنے سے کچھ آب و ہوا کی اصلاح ہوتی ہے یا نہین۔

جنمت چندر۔ نہین۔ کیونکہ اصلاح اسکا نام ہے جو نفع پہونچاوے مگر تیگ مین اسکے خلاف زیادہ تر مضرت پہونچتی ہے۔

پرانا بھاس۔ مٹی سے آپکا کیا رشتہ ہے۔

جنمت چندر۔ مین مٹی کا تایا ہوتا ہون۔

جنمت چندر۔ نہین بلکہ جب تک کہ سامان وذرایع ظاہری و باطنی حسب مناسب عمدہ بعمدہ نہین میسر آتے کسیکو بھی لوکش نہین ملتی اور یہ سب عالی نسل و صادق الاعتقاد کو ہی مل سکتے ہین۔

پرمان چند۔ اسی جنم مین بھی ایک جسم سے دوسرے جسم مین جیو بدل جاتا ہے۔

جنمت چندر۔ ہرگز نہین جو شریر کسیکو اوسکے کرم کے موافق ملگیا پھر وہ عمر بھر تک نہین چھوٹتا۔

پرمان چند۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ کیا تمام جگت کی اشیا رنت ایک سروپ ہین۔

جنمت چندر۔ افسوس ظاہری باتون مین بھی نہ معلوم کسطرح شبہ ہوتا ہے آنکھون سے صاف نظر آتا ہے کہ کسی چیز کو بلحاظ اپنے نام اور شکل و شباہت وغیرہ کے قیام و بقا نہین

پرمان چند۔ پھر کیا ہر شے بے قیام اور ہر دم تغیر پذیر ہے۔

جنمت چندر۔ کوئی شے بلحاظ اپنے جوہر کے بے بقا نہین ہے یعنی ہر چیز کا جوہر تو دوام قایم و باقی ہے مگر عرض ہر دم متغیر و فانی ہے۔

پرمان چند۔ اچھا جیو کیا مٹی۔ پانی۔ ہوا۔ آگ اور آکاش سے ملکر بنجاتا ہے۔

جنمت چندر۔ نہین بلکہ جیو علیحدہ ہی درب ہے۔

پرمان چند۔ آپکے پاس کیا ثبوت ہے ان باتون کا۔

جنمت چندر۔ ہزارون جین سدھانت جو سری سروگیہ بھگوان کے فرمان کے موافق لکھے گئے۔

پرمان چند۔ بس لو صاحب پوچھے جو کسی صاحب کو پوچھنا ہو۔

پرمانا بھاس چندر۔نہیں ہرگز نہیں۔ دیکھئے آپ کا مہاموہ سنگھ سے کس درجہ قدیم الایام سے ربط ضبط تھا حتی کہ اس معاملہ میں ارہنت سنگھ سے بھی مخالفت ہی مگر نہیں چھوڑا اُن سے اپنا تعلق۔ لیکن اب عدالت میں بیٹھکر دیکھئے اُن سے بھی کسطرح پیش آتے ہیں۔

پرمان چند۔ کیوں صاحب کیا کوئی تمام جگت کا ایک صانع یا خالق ہے۔

جنمت چندر۔ نہیں۔

پرمان چند۔ کیا صرف ایک برہم ہی تمام جگت روپ ہے۔

جنمت چندر۔ ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں علیحدہ علیحدہ انواع مختلف اشیا موجود ہیں۔

پرمان چند۔ یگیہ نیک عمل ہے یا بد۔ اور اسمیں خرچا ہوا روپیہ قابل طلب رہتا ہے یا نہیں۔

جنمت چندر۔ یگیہ جسمیں بیچارے بے زبانوں کی جانیں جھونک جھونک کر دھرم مانا جاتا ہے بڑے جور و ظلم کا کام ہے اسکے لئے خرچا ہوا روپیہ اگر ہزار چند بھی دیا جاوے تو بھی سبکدوشی نہیں ہوتی۔

پرمان چند۔ کوئی کسی چیز کا مالک کسطرح ہوتا ہے۔

جنمت چندر۔ جو چیز کسی کے مقدر کے موافق کسیکے قبض و دخل میں آگئی جبتک وہ اپنی رضامندی سے بلا اکراہ و اجبار صحت نفس و حواس میں کسیکو منتقل اور معاف نکرے تب تک وہی اُسکا مالک ہے۔

پرمان چند۔ کیا ہر ایک قوم اور خیال کا آدمی ہر حالت میں نجات حاصل کرسکتا ہے

عدالت - صاحب ہمارا کیا ہے - ہمتو ہر روز ایسے ہی جنجال مین پڑے رہتے ہین -

جنمت چند - اور حضور بڑے بھائی صاحب بھی تو طلب ہین -

عدالت - اوہو کیا لالہ جنمت چند صاحب بھی تشریف لائے ہین -

جنمت چند - ہان -

عدالت - خیر - اچھا تو آپ اظہار لکھوا دیجیے -

جنمت چند - بہت اچھا (اور کھڑے ہوتے ہین)

عدالت (نام و ولدیت و سکونت وغیرہ لکھکر بیان چند سے) اچھا صاحب پوچھیے آپ سے کیا پوچھنا ہے -

بابو پرمانا بھاس چند (آہستہ درنے سنگہ وغیرہ سے) اوہو بھائی انکی تو بڑی تعظیم و تکریم ہوئی اسکی کیا وجہ ہے -

درنے سنگہ - آپکو معلوم نہین - جناب صدر اعلی صاحب جب یتیم تھے تو جنمت چند کے والد اہنت سنگہ نے ہی تو انکو بذریعہ ماتانت روا کے پرورش کیا پڑھایا لکھایا آخر اس درجہ کو پہونچایا ورنہ پہلے تو بچارے پرکھیو پرکھیو نام سے پکارے جاتے تھے اب منشی پرکھک چند صاحب بہادر ہو گئے -

آگرہ چند - اوہو جناب اگر یہ حال ہے تو خاندانی رعایت کا احتمال ہے -

پرمانا بھاس چند - نہین جناب یہ بات نہین - ویسے غایت درجہ کے معتبر اور متدین ہین اگر آگ مین باغ لگ جاے تو بھی صدر اعلی صاحب کی جانب سے ایسا احتمال کرنا بیجا ہے -

کلکال چند - پھر بھی جناب کچھ تو خیال آ ہی جاتا ہے -

پرمان چند۔ بلاؤجی لالہ جنمت چندر کو۔
بواد (باہر جاکر) حضور تشریف لے چلئے۔
جنمت چندر (کھڑا ہو کر) سمدھی جنابنیمہ (کتھنچت چندر سے) لو صاحب چلتے ہین
کتھنچت چندر۔ اور کیا جائیے۔
جنمت چندر اندر جاتے ہین۔
عدالت (جنمت چندر کو آتا دیکھکر) آئیے جناب (کرسی بچھواکر) کہیے آپکا مزاج
اچھا ہے۔
جنمت چندر۔ بہرحال اچھا ہون
عدالت۔ کیون ایسے کیون بولتے ہو۔
جنمت چندر۔ ہم زندہ ہیں تب تک ہمارا کیا اچھا کیا بُرا۔ علاوہ اسکے دنیا مین ایسا
کون ہے کہ جو بالکل اچھا ہو خصوصاً اپنے اوپر تو اندنون دشمنون کا حملہ ہے۔
عدالت۔ کیا آپکے بھی لوگ دشمن ہین۔
جنمت چندر۔ میرے نزدیک تو نہین کیونکہ مین تو جیوماتر کا خیرخواہ اور ہمدرد ہون
لیکن کچھ زمانہ کا اثر ہی ایسا ہے کہ باوصف اسکے بھی لوگ خودبخود اور خواہ مخواہ کینہ اور
بغض سے بھرے ہین۔ سعدی شیرازی نے کیا اچھا کہا ہے۔ فرد
توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے ✝ حسود را چہ کنم کوز خود برنج درست
عدالت (تواتھ چند سے) بھائی آپکو کیون تکلیف دی۔
تواتھ چند۔ حضور کیا کیجیے دنیاداری مین سب کچھ کرنا پڑتا ہے چنانچہ آپ بھی تو
میری وجہ سے کشمکش کے جال مین پڑے ہوئے ہین۔

ناستک چند۔ بیشک ہے۔

پرمان چند۔ بس اور کیا۔

منصرم۔ لو صاحب دستخط کرو۔

دُرنے سنگہ۔ ذرا ٹھیرئیے صاحب (عدالت سے) حضور دو ایک سوال مجکو پوچھنے ہین

عدالت۔ اچھا آپ بھی پوچھیے۔

دُرنے سنگہ۔ کیون جی ہر مرتبہ کی جنتی مین حمل کیون نہین رہتا۔

ناستک چند۔ یہی پانچون اشیا مقدار مناسب پر جمع نہین ہوتین۔

دُرنے سنگہ۔ ہیہ۔ اچھا اور مردہ اجسام مین روح کیون نہین ہوتی۔

ناستک چند۔ یہی وجہ ہے کہ جو مین نے عرض کی بلکہ یہی سبب کمی زیادتی عقل

ہر انسان و حیوان وغیرہ کا ہے۔

دُرنے سنگہ۔ اچھا اب یہہ کہیے کہ اس مقدمہ مین آپ نے یا لالا ایکانت سنگہ نے

جھوٹ بولا یا نہین۔

ناستک چند۔ ہرگز نہین۔

دُرنے سنگہ۔ اچھا بس دستخط کردو۔

ناستک چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے ناستک چند بتعلیم خود اور جاتا ہے۔

عدالت (پرمان چند سے) بھلا صاحب اب آپ کہیے آپ بھی کوئی گواہ دینگے۔

پرمان چند۔ حضور ضرورت تو کچھ نہین کیونکہ ثبوت ہی بالکل ناکافی ہے۔ الا احتیاطاً

دو گواہ کا اظہار قلمبند کر لیجیے۔

عدالت۔ اچھا بلاؤ۔

ناستک چند۔ انھیں پانچوں کی بے اعتدالی سے۔

پرمان چند۔ جیو صفت ہے یا موصوف۔

ناستک چند۔ صفت ہے ان ہی پانچوں چیزوں مٹی پانی وغیرہ کے اجتماع کی۔

پرمان چند۔ تلوار وغیرہ کے صدمہ سے ایک لخت روح مفقود ہو جاتی ہے یا نہیں۔

ناستک چند۔ ہو جاتی ہے۔

پرمان چند۔ اجسام کے ہر حصے میں علیحدہ علیحدہ روح ہوتی ہے یا سب جگہ وہی ایک

ناستک چند۔ وہی ایک۔

پرمان چند۔ بھوت پریت وغیرہ بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔

ناستک چند۔ مشہور عام تو البتہ ہیں لیکن کسی نے دیکھے نہیں۔

پرمان چند۔ بودھ چند گواہ آپکے بھائی ہیں۔

ناستک چند۔ ہاں ہیں۔

پرمان چند۔ کبھی سے تمھیں کچھ پرخاش ہے۔

ناستک چند۔ ہمیشہ سے ہے۔

پرمان چند۔ اچھا یہہ کہیے کہ جبکہ دوزخ و بہشت اور کرم یا کرم کا پھل کچھ نہیں تو جھوٹ

بولنا وغیرہ میں کیا ہرج ہے۔

ناستک چند۔ کچھ نہیں ضرورت کے وقت سب کچھ روا ہے مثل ہے کہ

سانچے کو کوئی مانے نہیں جھوٹے جگ پتیاے۔

پرمان چند۔ اچھا یہہ بھی کہو کہ اس مقدمہ میں اکانت سنگ کو فتحیابی کی اشد

ضرورت ہے یا نہیں۔

ناستک چند۔ ہر دفعہ نہین رہتا۔

پرمان چند۔ اب بتاؤجی کہ یہ پانچون اشیا جو تمنے بیان کین وہ مجسم ہین یا غیر مجسم۔

ناستک چند۔ آکاش غیر مجسم ہے اور باقی چار مجسم۔

پرمان چند۔ اور روح جو پیدا ہوتی ہے وہ مجسم ہے؟

ناستک چند۔ نہین۔

پرمان چند۔ یہ اشیا اچیتن بھی ہین؟

ناستک چند۔ ہان۔

پرمان چند۔ اور روح۔

ناستک چند۔ چیتن۔

پرمان چند۔ پھر انکے ملنے سے جیو کیونکر ہو جاتا ہے۔

ناستک چند۔ جیسے گل مہوا اور جو و گوڑ وغیرہ کے اجتماع سے نشہ کی طاقت پیدا ہو کر شراب بنجاتی ہے ایسے ہی مٹی و پانی وغیرہ کے چند قسم کے ذرات ملنے سے آنکھ کان وغیرہ بنکر دیکھنے سننے وغیرہ کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

پرمان چند۔ اچھا مردہ اجسام جنکی روح اسیوقت نکلی ہو اونمین یہ پانچون اشیا موجود ہوتی ہین یا نہین۔

ناستک چند۔ بیشک ہوتی ہین۔

پرمان چند۔ مگر اون مین روح نہین ہوتی۔

ناستک چند۔ نہین۔

پرمان چند۔ بیماری کیون ہوتی ہے۔

درنی سنگھ - کیون صاحب جیو کیا چیز ہے -

ناستک چند - زمین - پانی - آگ - ہوا اور آکاش ان پانچون کے اجتماع سے ایک
طاقت علم و عقل کی پیدا ہو جاتی ہے اوسکو روح کہتے ہین یا جیو -

درنی سنگھ - اچھا کسی چیز کا کوئی مالک کسطرح ہوتا ہے -

ناستک چند - جس گھر مین بسبب طریق مذکورہ کوئی روح پیدا ہوتی ہے اوس گھر
کی تمام چیزین جبتک اوسکے قبضہ مین رہتی ہین تب تک وہی انکا مالک ہے مع جملہ اشیاء
الداخلیہ والخارجیہ کے -

درنی سنگھ - تقدر اور کرم ملکا بھی کوئی چیز ہے -

ناستک چند - یہہ سب انواع مذہب کے معتقدون کے ڈھکوسلے ہین از خلاف قیاس

درنی سنگھ (پرمان چند سے) بس لو صاحب پوچھئے ان سے بھی -

پرمان چند - بھلا جی یہہ زمین و پانی وغیرہ کیون اور کسطرح مل جاتے ہین -

ناستک چند - اپنے ذاتی خاصہ اور حسن اتفاق سے -

پرمان چند - اچھا جب یہہ علیحدہ ہین تب بھی ان مین کچھ طاقت علم و عقل کی ہوتی ہے

ناستک چند - نہین -

پرمان چند - کیا آپ انکو جمع نہین کر سکتے -

ناستک چند - کر سکتا ہون -

پرمان چند - پھر تمہین روح بھی پیدا ہو جاویگی -

ناستک چند نہین -

پرمان چند - اچھا یہہ کہیے کہ عورت مرد کی جفتی مین ہر مرتبہ حمل رہتا ہے یا بعض مرتبہ -

پرمان چند- اچھا بس جائیے-

منصرم- لو دستخط کرو-

بودھ چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے۔ بودھ چند بقلم خود- اور جاتا ہے-

دُرفے سنگھ- اچھا بلاؤ جی لالا ناستک چند کو بھی-

بواد (باہر جاکر) ارے کوئی ناستک چند گواہ حاضر ہے-

ناستک چند- حاضر ہے- آتا ہون (اندر آکر اور جھک کر سر پر ہاتھ رکھکر، حضور

منصرم- آپ کا نام-

ناستک چند- ناستک چند-

منصرم- باپ کا نام- **ناستک چند**- جو بہشت میں اونکا باپ اور عمر لیا

منصرم- بھائی آخر کوئی تو ہوگا-

ناستک چند- اچھا جیرسیہ تبنی مہاتما بر ہسپتی جی لکھدیجیے

منصرم- رہنے والے- **ناستک چند**- متھیات نگر کے-

منصرم- اچھا حلف دیا جاے۔

بواد- کہو جی پرمیشور کو حاضر و ناظر جانکر سچ بیان کرونگا۔

ناستک چند- صاحب اگر سچ لیلا دیتو پرمیشور تو کوئی بھی نہین حاضر کسکو سمجھون

پرمان چند- اچھا یون کہیے کہ اگر جھوٹ بولون تو دوزخ مین جاؤن-

ناستک چند- ہم نے دوزخ وزخ بھی کوئی نہین دیکھی نہ کہین ہے لیکن ویسے

سچ کہونگا-

پرمان چند- خیر یون ہی سہی-

بودھ چند۔ اسی لحظ مین۔
پرمان چند۔ کسی چیز کا ناش کیون ہوتا ہے۔
بودھ چند۔ ناش خود بخود ہی ہوتا ہے ایسا ہی سبھاؤ ہے۔
پرمان چند۔ اچھا آپ مدعی مدعا علیہ یا بابو ڈرنے سنگ کو بھی جانتے ہین۔
بودھ چند۔ خوب جانتا ہون۔
پرمان چند۔ اچھا اِدھر دیکھو اور اِس مجمع مین سے اُنکو شناخت کر کے بتلاؤ۔
بودھ چند (اُنگلی کے اشارہ سے) یہہ تو اتھ چند اور یہہ ایکانت سنگہ ہین اور یہہ بابو ڈرنے سنگہ صاحب آپکے پاس کھڑے ہین اور جسکو پوچھیئے بتادون۔
ڈرنے سنگہ۔ حضور یہہ جملہ سوالات غیر متعلق ہین۔
عدالت۔ اسے بیان جانے دو خیر دیکھا جاویگا اب چلنے دو کام۔
پرمان چند۔ اب بتایئے صاحب کہ ایکانت سنگہ نے تمکو طلب کرایا تھا یا تم ویسے ہی اُنکے ہمراہ آئے ہو۔
بودھ چند۔ نہین طلب کرایا تھا سمن پر میری اطلاعیابی اور دستخط ثبت ہین۔
پرمان چند۔ کب تمکو اطلاع ہوئی۔
بودھ چند۔ شاید آٹھ یا نو نومبر کو۔
پرمان چند۔ یہہ جو کچھ آپنے بیان کیا سب آپکو یاد ہے۔
بودھ چند۔ بیشک یاد ہے۔
پرمان چند۔ دیکھو حلف سے کہو کہ مدعی سے کچھ تمھاری عداوت ہے۔
بودھ چند۔ ہان البتہ اُس سے ہماری ہمیشہ سے مخالفت ہے۔

بودھ چند۔ بہت اچھا (اندر جاکر) آداب۔

بواد۔ کہو پرمیشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہونگا۔

بودھ چند۔ پرمیشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہونگا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

بودھ چند۔ بودھ چند۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

بودھ چند۔ بدھ کیرت اور پتر مہاتما گوتم بدھ۔

منصرم۔ عمر۔

بودھ چند۔ جب سے جگت ہے تب سے ہی مین ہون۔

منصرم۔ رہنے والے۔

بودھ چند۔ تتھیات گر۔

ڈرنے سنگھ۔ کیون جی جگت کی سب چیزین نت ہین یا انت۔

بودھ چند۔ نت کون کہہ سکتا ہے۔ لحظہ بلحظہ نابود ہوتی ہوئی اپنی جگہہ دوسری ہمشکل کو پیدا کر جاتی ہین۔

ڈرنے سنگھ۔ بس (پرمان چند سے) بابو صاحب جرح کریجیے۔

پرمان چند۔ کیون صاحب کوئی تمثیل اس بیان کے موافق آپ کو معلوم ہے۔

بودھ چند۔ بہت۔ دیکھیے دیپک کی لَو کو۔

پرمان چند۔ اچھا یہہ بتلائیے صاحب کہ جو چیز ناش ہوتی ہے وہ اپنی ہمشکل دوسری چیز کو اسی لحظہ پیدا کرتی ہے یا دوسرے مین۔

سانکھ چند۔ نہین۔

پرمان چند (ایک کاغذ کا ٹکڑہ ہاتھہ مین اوٹھاکر) اچھا اگر ہم اس کاغذ کو پھونکدین تو کیا ہوتا ہے۔

سانکھ چند۔ خاک ہو جاویگی۔

پرمان چند۔ اچھا آپ نے جو کل آب و طعام کھایا تھا وہ اب کہان ہے۔

سانکھ چند۔ اُسکا تو پاخانہ و پیشاب وغیرہ بنگیا۔

پرمان چند اچھا آدمی جو پیدا ہوتا ہے تو وہ مرتا بھی ہے۔

سانکھ چند۔ صاحب یہہ تو ظاہر باتین ہین انسے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ ضرور مرتا ہے دار فانی تو دنیا کا نام ہی ہے۔

پرمان چند۔ آپسے اور ونے چند سے کیا رشتہ ہے۔

سانکھ چند۔ مین اونکا داماد ہون۔

پرمان چند اچھا بس۔

منصرم۔ او دستخط کرو۔

سانکھ چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے साँख्य चन्द बक़लम ख़ुद

دُرنے سنگہ (کھڑا ہو کر) اچھا لائیے صاحب ہمارے گواہ لالہ بودھ چند کو۔

عدالت۔ اور کتنے گواہ ہین۔

دُرنے سنگہ۔ بس حضور صرف دو گواہ ہمارے ہی باقی ہین۔

عدالت۔ اچھا

بلواد (باہر جاکر) لالہ بودھ چند صاحب چلئے۔

ہے۔ پرکرتی سے مہت تتو نامک بدھی ہوتی ہے اور اُس سے اہنکار اور اہنکار سے روپ رس، گندھ، سپرش اور شبد یہ پانچ تن ماترا اور آنکھ ناک وغیرہ پانچ گیان اندری اور ہاتھ، پانوں وغیرہ پانچ کرم اندری اور ایک من یہ سولہ گن پیدا ہوتے ہیں۔ اور پانچ تن ماتراؤں میں سے روپ سے اگنی، رس سے جل، گندھ سے پرتھوی، سپرش سے بایو اور شبد سے آکاش کی پیدائش ہے۔ ان تئیس کا نام وکرتی ہے۔ ان پرکرتی اور وکرتی سے الگ ایک پچیسواں پرش ہے۔ ان پچیس تتوں سے ساری مخلوقات کی پیدائش و انتظام وغیرہ سب کچھ ہے۔

پرمان چند۔ یہ لَے بھی ہوتی ہے؟

سانکھ چند۔ ہاں۔ اور جب یہ لَے ہوتی ہے تو جس سے جو پیدا ہوتا ہے اسی میں لَے ہو جاتا ہے

پرمان چند بھلا صاحب جب دودھ میں کھٹاس [illegible] آ جاتا ہے

آگرہ چند۔ مجھے صاحب بھلا اس سوال کا مقدمہ سے کیا تعلق۔

عدالت۔ بیشک بابو صاحب یہ سوال غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔

پرمان چند۔ حضور یہ کوئی سوال غیر متعلق نہیں ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ بحث کے وقت معلوم ہوگا کہ ایسے سوالات کا کس درجہ تعلق ہے۔ گویا ان میں تمام مقدمہ کی

عدالت۔ اچھا خیر۔ پوچھیے۔

پرمان چند (گواہ سے) ہاں صاحب کہیے۔

سانکھ چند۔ دہی ہو جاتی ہے۔

پرمان چند۔ دودھ تو نہیں رہتا۔

سانکھ چند اندر آکر اور جھک کر سلام کرتا ہے۔

بواد - کہو پرمیشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہونگا۔

سانکھ چند - پرمیشور کو حاضر ناظر سمجھکر سچ سچ بیان کرونگا۔

منصرم - آپ کا نام۔

سانکھ چند - سانکھ چند۔

منصرم - باپ کا نام۔

سانکھ چند - مین توانادی اور قدیم ہون۔

منصرم - بھائی آخر کوئی تو ہوگا۔

سانکھ چند - اچھا خیر لیپ تبنی مہا تما کپل نبی لکھ لیجیے۔

منصرم - عمر

سانکھ چند - بیحساب۔

منصرم لکھتا ہے۔

آگرہ چند - کیون جی دنیا کی تمام چیزین نت ایک سروپ ہین یا انِت۔

سانکھ چند - نت ایک سروپ ہین۔

آگرہ چند - اور یہہ جو لین دین وغیرہ انواع ردّ و بدل نظر آتا ہے؟

سانکھ چند - انکا وجود دراصل بھرم اور وہم سے ہی جیسے معاملات خواب۔

آگرہ چند - اور کیا بس

پرمان چند - اچھا جی یہہ بتاو کہ دنیا کی پیدائش کسطرح ہے۔

سانکھ چند - ستوگن - رجوگن - تموگن ان تین گنون کی سم اوستھا کا نام پرکرتی

کلا کرتے ہوے نجات ہو گئی۔

پرمان چند۔ کیا عورتین بھی موکش چلی جاتی ہین۔

سوتیامبر سنگہ۔ بیشک۔ چنانچہ ملی سوامی عورت ہی نتھی؟

پرمان چند۔ اچھا ایسی ہی کوئی نظیر اسکی بھی بیان کرسکتے ہو کہ اسی جنم مین بھی جیو ایک جسم سے دوسرے جسم مین بدل جاتا ہے۔

سوتیامبر سنگہ۔ اسکی تو کوئی نظیر اسوقت یاد نہین۔ لیکن جبکہ سری مہاویر سوامی کو اندر نے برہمنی کے حمل سے نکالکر ترسلا رانی کے گربھ مین رکھدیا تو یہان ظاہرہ مین کیا شک اور تعجب باقی ہے۔

پرمان چند (عدالت سے) دیکھئے حضور سوال سے زیادہ بیان گواہ کے رعایتی ہونیکا ثبوت ہے یعنی صرف سوال یہہ تھا کہ کوئی نظیر آپکو معلوم ہے یا نہین جسکا جواب نہین تھا۔ اسکے علاوہ یہہ اسقدر مضمون رعایتی ہے۔

عدالت (مسکراکر) ہون۔ خیر۔

پرمان چند۔ اچھا صاحب یہہ بتلائیے کہ آپ سنتے سنگہ مدعاعلیہ کے رشتہ دار ہین؟

سوتیامبر سنگہ۔ بیشک مین اونکا نواسہ ہون۔

پرمان چند۔ اچھا بس۔ جاؤ دستخط کردو۔

سوتیامبر سنگہ قلم لیکر دستخط کرتا ہے श्वेताम्बर सिंह बकलम खुद

آگرہ چند (کھڑا ہوکر) اچھا جی آواز دو ہمارے گواہ سانولہ چند کو۔

چپراسی (باہر جاکر) سانولہ چند گواہ چلو۔

سوتیا مبر سنگھ- بیشک بدل جاتا ہے لیکن جب کوئی دیوتا بدل دیوے یا ایسا ہی کوئی اور کارن ہو-

کلکال چند- اچھا ہر مذہب ہر قوم اور ہر پیشہ کے اشخاص کی ہر حالت مین نجات ہو سکتی ہے یا نہین

سوتیا مبر سنگھ- نجات کسی ایک کی ملکیت تو ہے ہی نہین اسی لئے اوسکے لئے کسی قوم مذہب وغیرہ کی خصوصیت نہین ہر ایک آدمی کی ہر حالت مین صرف دل کی پاکیزگی اور صفائی سے نجات ہو سکتی ہی اور کرم بندھ چھوٹ جاتے ہین-

کلکال چند- یہہ تم کس اعتبار سے کہتے ہو-

سوتیا مبر سنگھ- (بغل سے کتابین نکالکر) یہہ جو ہمارے گوتم پرکیشا وغیرہ گرنتھ ہین ان مین لکھا ہے-

کلکال چند- انکا لکھا کیون سچ ہے-

سوتیا مبر سنگھ- یہہ سب جگ کے گیان کے مطابق لکھے گئے ہین-

کلکال چند- اچھا بس (پرمان چند سے مخاطب ہوکر) لو صاحب آپکو اختیار ہی جو چاہے پوچھئے ہو

عدالت- ٹھیرو- اچھا لائیے صاحب یہہ گرنتھ مسل مین رہینگے-

سوتیا مبر سنگھ دیتا ہے-

پرمان چند- دیکھو جی آپکو کوئی تمثیل یاد ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک کی ہر حالت مین موکش ہو جاتی ہے-

سوتیا مبر سنگھ- ہان کئی ایک معلوم ہین دیکھو ایک سسرا اوکا کو جھاڑو دیتے ہوے اپنا بہسے مین کیول گیان ہو گیا تھا- ایسا ہی ایک نٹ کو بانس چڑھے

عدالت۔ صاحب عدالت مین آنے سے تو کوئی نہین روکتا اِلّا آپکے مخل ہونے سے
مقدمہ کی تحقیقات مین ہرج واقع ہوتا ہے۔ آپ ذرا خاموش ہی رہیے۔
پرمانا بھاس۔ بابا صاحب کیا فایدہ کیون گھبراتے ہو ذرا آپ علیحدہ ہی رہیے گا۔
پواد۔ (باہر جاکر) سوتیا مبر سنگھ گواہ حاضر ہے۔
سوتیا مبر سنگھ۔ حاضر ہے۔
اور اندر جاکر سلام کرتا ہے۔
پواد۔ کہو پرمیشور کو حاضر و ناظر جانکر سچ سچ بیان کرونگا۔
سوتیا مبر سنگھ۔ پرمیشور کو حاضر ناظر سمجھکر سچ سچ بیان کرونگا۔
منصرم۔ آپ کا نام۔
سوتیا مبر سنگھ۔ سوتیا مبر سنگھ۔
منصرم۔ باپ کا نام
سوتیا مبر سنگھ۔ ارجنت سنگھ۔
پرمان چند۔ یہ لو۔ اچھا خیر لکھوائیے اس سے ہمین کیا غرض۔
منصرم۔ عمر
سوتیا مبر سنگھ۔ تخمیناً سوا اٹھارہ سو سال۔
منصرم۔ ساکن
سوتیا مبر سنگھ۔ متھیات نگر۔
کلکال چند۔ کیون جی ایک جسم سے دوسرے جسم مین اسی جنم مین بھی جیو بدل جاتا ہے۔

منصرم۔ دستخط کرتے جائیے۔

گواہ قلم لیکر Christianism

کلکال چند (بھڑبھڑا کر کھڑا ہوتا ہے) اچھا لائیے صاحب ہمارے گواہ ہوتا ہے سنگھ

کو (پرمان چند سے) دیکھو صاحب آپ گواہوں کے بہت کچھ لتے لیتے ہیں معاف کیجئے

ہمارے گواہ ایک ہی بیچارہ تھے بیراگی ہیں انکو تنگ کرنا آپکی عادت ہے خراب۔

عدالت۔ (خفا ہوکر) کیا مطلب کہ اُن سے جرح نکیجائے۔

کلکال چند۔ حضور یہہ کون کہتا ہے۔ مگر یہہ تو بیشمار طول دیتے ہیں ذرا مختصر ہوجائے

پریکشک چند۔ پھر یہہ تو خود ہی ہماری تاکید ہے۔

مہاموہ سنگھ۔ جناب وہ تو مدعی کے بھائی بھی ہیں اونکو بھلا زیادہ گھبرانا کیا

مناسب ہے؟۔

پرمان چند۔ واہ صاحب خوب عدالت کو بھی دھوکا دیتے ہیں آپ۔ تمہارے

اونکے کہنے سے کیا بھائی ہوگئے۔ اور اچھا فرض کیا کہ بھائی ہی سہی لیکن جب وہ خلاف

گواہی کرینگے تو کیا اُن سے جرح نکریں۔

عدالت (مہاموہ سنگھ سے) دیکھئے صاحب ہم آپ سے کہہ چکے ہیں کہ آپ خاموش

رہئے ورنہ اچھا نہوگا۔

پرمان چند۔ حضور جبتک انکو تنبیہہ نکیجاویگی مقدمہ ہرگز بایہ تحقیقات کو نہ پہونچیگا

عدالت۔ دیکھئے آپکے سامنے دو مرتبہ تو منع کرچکا ہوں مگر آپکو ادب عدالت کا کچھ خیال نہیں ہوتا

مجھکو ذرا اسکا لحاظ آتا ہے کہ ہمیشہ سے میرے مصاحب ہیں۔

مہاموہ سنگھ (خفا ہوکر) تو کیا ہم عدالت میں نہ آویں۔

گواہ - ضرور تھے۔

پرمان چند - توریت اور انجیل مین کچھ اختلاف ہے۔

گواہ - ہرگز نہین - یہی تو اونکی صداقت کی بڑی سند ہے۔

پرمان چند - ذرا ہوش سنبھالکے ٹھیک کہیئے کہ کچھ تھوڑا بہت اختلاف ہے یا نہین۔

گواہ - کچھ ایسا اختلاف نہین صرف اتنا تفاوت ہے کہ جسقدر طفلی اور شباب مین کہ لڑکا جوان ہونے سے کچھ بدل نہین جاتا۔

پرمان چند - اچھا اب یہہ کہئے کہ آپ اور اسلام علی گواہ اکبیان خان مدعا علیہ کے شاگرد ہو؟

گواہ - بیشک۔

پرمان چند - کیا ابراہیم اور اوسکے بیٹے اسحاق نے اپنی عورتون کی بابت جھوٹ بولا تھا کہ یہہ ہماری ہمشیرہ ہین۔

گواہ - البتہ کہا تھا لیکن اس خوف سے کہ مبادا لوگ اونکو انکی عورتون کے لئے مارڈالین کیونکہ وہ بہت حسین تھین۔

پرمان چند - خدا نے ابراہیم و اسحاق سے کچھ وعدے کئے تھے اور وہ کیا تھے۔

گواہ - پیدایش باب ۱۵ آیت ۵ و باب ۲۲ آیت ۱۵ و ۱۸ اور خروج باب ۱۲ آیت ۲۷ وغیرہ مین لکھا ہے کہ خدا نے اُن سے پختہ وعدہ کئے اور قسمین کھائی تھین کہ مین تمھین اور تمھاری اولاد کو ہر طرح کی ترقی دونگا اور ہر حال مین تمھارا مددگار رہونگا وغیرہ وغیرہ۔

عدالت - بابو جی بس کرو۔

پرمان چند - اچھا جاؤ۔

یا نہین۔

گواہ نہین۔

پرمان چند۔ موسیٰ نے کیا کیا معجزے دکھاے اور کیون دکھاے۔

گواہ۔ مختصر اً یہہ ہے کہ موسیٰ نے شہر مصر کی تمام ندیون کو خون کر ڈالا اور تمام شہر کی زمین کو مینڈکون سے بھر ڈالا اور اُس ملک کے تمام گرد نواح مین تمام جوئین کر ڈالین اور مچھرون کے جھنڈ کے جھنڈ پیدا کئیے اور وہان کے چارپایون مین ایسی وبا ڈالی کہ وہ مر گئے اور پھر ایسے اولے و پتھر برسائے کہ وہان کے سب درخت اور گھاس نیست و نابود ہوگئے اور پھر ایسی ٹڈی آئی کہ جو کچھ اولہ وغیرہ سے بچ رہا تھا وہ سب چاٹ گئی اور تین روز تک شہر مصر مین ایسی تاریکی رہی کہ ایک دوسرے کو نہین دیکھ سکتا تھا بعد اُسکی موسیٰ نے مصر کے بادشاہ سے کہا آجکی رات تیرے اور تیری رعیت کے پہلوٹے مر جاوینگے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے موسیٰ کے ذریعہ سے اپنا غضب شہر مصر پر اسواسطے ظاہر کیا کہ وہان کا بادشاہ فرعون ابراہیم کی اولاد اسرائیلین کو ناحق غلام بنا کر وہان سے نہین جانے دیتا تھا۔ اور بعض جگہہ کی تحریر سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ معجزے اس غرض سے دکھلائے گئے کہ دین موسیٰ دین حق خیال کیا جاوے۔ چنانچہ ان سارے معجزون کی مفصل کیفیت خروج باب ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ مین موجود ہے۔

پرمان چند۔ لوط بھی کوئی مقبول خدا تھا۔

گواہ۔ کیون نہین۔ جب خدا نے سدوم نگر کو جلایا تو صرف اوسی کو تو معہ اوسکے خاندان کے زندہ نکالا تھا اور جبتک وہ نہ نکلا تب تک خدا سدوم نگر کو نہ جلا سکا۔

پرمان چند۔ ابراہیم اور اسحاق بھی مقرب خدا تھے۔

تھے۔ ہزارون معجزے اونھون نے دکھلائے پیشین گوئیان کین۔ مردہ زندہ کئے مریضون کو شفا بخشی۔ غرضیکہ خدا ہر طرح اور ہر حالت مین اونکا مددگار اور دستگیر تھا۔

پرمان چند۔ مسیح بھی پیغمبر اور رسول تھا۔

گواہ۔ کیون نہین وہ تو خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔

پرمان چند۔ وہ اور خدا ایک ہین یا دو۔

گواہ (چکرا کر) اگرچہ باپ بیٹا اور روح القدس یہ تین کہلاتے ہین لیکن لکھا ہے کہ یہہ تینون ایک ہین اور اسکو اسیطرح مان لینا چاہئے کچھ بحث مباحثہ کرنا چاہئے۔

پرمان چند۔ کہان لکھا ہے۔

گواہ۔ متی باب ۲۸ آیت ۱۹ اور یوحنا باب ۵ آیت ۷ اور یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۰ وغیرہ مین۔

پرمان چند۔ جب تین ہین تو ایک کیونکر ہوسکتے ہین۔

گواہ۔ اس بات کا سمجھنا انسان کی عقل سے بیرون ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر ایک بات خدا واحد کی کہنے سے بلا دلایل عقلی قبول کرلین تو کیا تعجب ہے۔

پرمان چند۔ اچھا مسیح بھی بھوکھا پیاسا اور اسکو بھی بول و براز وغیرہ عارض تھے یا نہین۔

گواہ۔ ضرور تھے اور بھوکھ پیاس بھی لگتی تھی۔

پرمان چند۔ خداوند مسیح کیون پیدا کیا گیا تھا۔

گواہ۔ جب آدمیون نے خدا کی شریعت کے برخلاف کیا اور سزا کے لایق ہوے تو خدا نے مسیح مین ہوکر دنیا کو آپ سے ملا یا اونکی تقصیرون کا حساب نہ لیا الیا رحم کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا کہ اوسنے آکر شریعت کو پورا کیا اور گناہونکی سزا اپنے اوپر اوٹھائی۔

پرمان چند۔ اب تم مین بھی مردہ زندہ کرنے اور مریضون کو شفا بخشنے وغیرہ کی طاقت ہے

پرمان چند- کیون جی دھوپ مین آپ جب اپنے سر پر چھاتا کھولتے ہین تو اوسکے شائے کو آپ یا کوئی اور بناتا ہے یا کہ خود ہو جاتا ہے -

گواہ - وہ تو خود ہی ہو جاتا ہے اسکو کون کرتا -

پرمان چند- اور بھلا مقناطیس کی طرف جو لوہے کی سوئی جاتی ہے تو اسکو بھی کوئی جبراً کھینچتا ہے -

گواہ - اسکو بھی کوئی نہین کھینچتا وہ خود ہی بسبب کشش مقناطیسی کے لوہے کی طرف کو کھینچ جاتی ہے -

پرمان چند- انسان کو فعل مختار بنایا گیا یا نہین -

گواہ - ضرور فعل مختار بنایا گیا ہے -

پرمان چند- آدم بہشت سے کیون اور کسطرح نکالا گیا -

گواہ - طول قصہ ہے یہہ کتابین جو داخل ہین ان مین سب موجود ہے -

عدالت - بابو جی مہربانی سے وہی سوال اس سے بھی کر لیجئے بس کافی ہوگا -

پرمان چند- بہت اچھا حضور (گواہ سے) اچھا جی یہہ بتلاؤ کہ آپکا جو کچھ بیان ہے وہ بائیبل کے مطابق ہے -

گواہ - ضرور -

پرمان چند- ان کتابون مین جو کچھ لکھا وہ سب سچ ہے -

گواہ - بھلا کلام خدا کیونکر جھوٹ ہو سکتا ہے -

پرمان چند- آپ کو کسطرح معلوم ہے کہ یہہ کلام خدا ہین -

گواہ - اسکے لئے یہی سمجھنا کافی ہین کہ جن پیغمبرون کو یہہ کتابین عطا ہوئین وہ کراماتی

اولاد ہوئی جیسے اب ہوتی ہے۔

پرمان چند۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ سب موذی بھی خدا کے پیدا کئے ہوئے ہونگے۔

گواہ۔ بلاشک چنانچہ لکھا ہے کہ سانپ سب جانورون سے جو خدا نے بنائے تھے بدتر تھا جسنے آدم کو عدن سے نکلوایا۔

پرمان چند۔ انکو خدا نے کس لئے پیدا کئے تھے۔

گواہ اوسکے رموز حکمت کو وہی جانے۔

پرمان چند۔ خدا مین کیا صفتین ہین۔

گواہ۔ ہمہ توانا۔ ہمہ دان۔ صادق۔ مقدس۔ رحیم۔ عادل۔ واحد۔ غیر متغیر فراخ۔ مجسم قدیم۔ لازوال وغیرہ بہہ صفت موصوف ہے۔

پرمان چند۔ خدا خلقت کو پیدا کرکے بہت خوش ہوا یا ناراض۔

گواہ۔ خوش کیون نہوتا۔ مگر کتاب پیدائش کے باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر نوح کے وقت مین جب خلقت بگڑ گئی اور تمام اندھیر ہوگیا تھا تو خدا بہت ناراض ہوا اور پچھتایا اور افسوس کیا اور نوح سے فرمایا کہ کل اجسام کا اخیر میرے سامنے آن پہونچا کیونکہ اُن سے زمین پر اندھیر ہوگیا ہے اور دیکھ کہ اونکو معہ طبقہ زمین نیست کرونگا۔

پرمان چند۔ خدا نے کیون اس بکھیڑے کو پسند کیا۔

گواہ۔ خدا نے صرف اسواسطے خلقت کو پیدا کی کہ اپنے کو اور اپنی اوصاف حمیدہ کو ظاہر کرے اور ہر ایک مخلوق اپنی اپنی قدر کے موافق خالق کی مانند خو پذیر ہوکے خوشی منادے چنانچہ ۱۹ زبور کی پہلی آیت اور ۴۰ زبور اور رومیون کے مکتوب باب اول آیت ۱۹ و ۲۰ مین یہی لکھا ہے۔

تمام ساگ پات نباتات اور حیوانات چرند پرند وغیرہ کو تمہین دیا اور وہ تمہارے کھانیکے لئے ہون گے۔

پرمان چند۔ خدا نے یہہ تمامی مخلوقات کیونکر پیدا کی۔

گواہ۔ جیسا خالق مطلق اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتا گیا ویسا ہی ہوتا گیا اور ساتوین روز تمام کار ختم کیا۔

پرمان چند۔ آدم کو کس چیز سے بنایا۔

گواہ۔ زمین کی خاک سے۔

پرمان چند۔ کوئی عورت بھی بنائی تھی۔

گواہ۔ کیون نہین ورنہ کام کسطرح چلتا عورت کا نام حوّا تھا۔

پرمان چند۔ حوا کو کس چیز سے بنایا۔

گواہ۔ خدا نے جب دیکھا کہ تمام حیوانات مین سے انسان کے لایق کوئی مددگار نہ ملا تب آدم کو بڑی گہری نیند مین ڈالا اور جب وہ سو گیا تو اوسکی ایک پسلی نکالی اور اسکی جگہہ گوشت بھر دیا اور اوسی پسلی سے ایک عورت بنائی حوّا اوسکا نام رکھا۔

پرمان چند۔ کیا خدا کے پیدا کئے ہوے آدم مین بھی ہڈی خون بول و براز وغیرہ تھے۔

گواہ۔ ضرور تھے۔ اور خدا کے کئے تو سبھی ہین۔

پرمان چند۔ وہ بھوکھا اور پیاسا بھی تھا۔

گواہ۔ بیشک۔ چنانچہ عدن مین رہتا اور وہان کے پھل کھایا کرتا تھا۔

پرمان چند۔ پھر خلقت کو ترقی کس طرح ہوئی۔

گواہ۔ آدم نے حوا سے اور ہر قسم کے حیوانات نے اپنی اپنی نوع سے صحبت کی اور ان سے

گواہ - آمین کیا شک ہے۔

زباندراز خان (پرمانچند سے) لو صاحب آئیے۔

پرمان چند (کھڑا ہوکر) کیون جی شروع مین خالق نے کیا پیدا کیا۔

گواہ - شروع مین آسمان اور زمین کو بنایا - زمین سونی تھی اور بیڈول اور گہرا و پر اندھیارا تھا اور خدا کی روح پانی پر تیرتی تھی۔

پرمان چند - مخلوقات کے بنانے مین کسقدر عرصہ صرف ہوا۔

گواہ - چھ روز اور ساتوان دن اوسنے اپنی پرستش کیلیے مقرر کیا۔

پرمان چند کس ردیف سے خلقت پیدا کیگئی۔

گواہ - اول روز تو دن اور رات کو بنایا دوسرے روز آسمان پیدا کیا اور اوسکا نام بہشت رکھا اور آسمان و زمین کے پانی کے علیحدہ علیحدہ دو حصے کیے تیسرے روز آسمان کے نیچے کے پانی کو خشک کر کے زمین بنائی اور پانی کو ایک جگہہ اکھٹا کر کے سمندر نام رکھا اور زمین کی تمام گھاس پات وغیرہ نباتات کو بنایا - پھر بروز چہارم ہر قسم کے سیارے اور چاند و سورج وغیرہ بناے کہ جنسے گھڑی گھنٹہ اور دن مہینے فصل برس وغیرہ کی تمیز ہوتی ہے - اور پانچوین روز مچھلی وغیرہ جانوران آبی سے پانی کو اور طایران و پرندگان وغیرہ سے آسمان کو بھر دیا - اور روز ششم تمام اقسام کے ذی جان حیوانات وغیرہ اور حضرت انسان کو بنایا۔

پرمان چند - انسان کو کیسا بنایا۔

گواہ - آدم کو اپنی شکل و شباہت پر اور اپنی مانند بنایا اور اشرف المخلوقات اور تمام حیوانات کا مالک قرار دیا چنانچہ صاف لکھا ہے کہ خدا نے آدم سے کہا کہ مین نے

کرسچینیزم - خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ بیان کرونگا۔

منصرم - آپ کا نام۔

کرسچینیزم - مسٹر کرسچینیزم۔

منصرم - باپ کا نام۔

گواہ - حضرت مسیح۔

منصرم - عمر

گواہ - تخمیناً اونیس سو سال۔

زباندراز خان - کیون جی دُنیا کا ظہور کس طرح ہوا۔

گواہ - خدا تمام دوجہان کا مالک ہے اوسنے اپنی قدرت کاملہ سے اوسکو پیدا کی ہے۔

زباندراز خان - کسی چیز کا کوئی مالک کیونکر ہوتا ہے۔

گواہ - جب تمام اشیاء پیدا ہوچکین تو خداوند کریم نے اپنے فضل وکرم سے انسان کو اونکا مالک قرار دیا چنانچہ جو شخص جس گھر مین تولد ہوتا ہے اور جب جب جس جس چیز پر قبضہ پاتا ہے وہی اوس اوس چیز کا مالک ہوتا جاتا ہے۔

زباندراز خان - جملہ حرکات وسکنات خدا کی مرضی سے ہوتی ہین یا کیا۔

گواہ - تمامی جزئیات وکلیات حرکات وسکنات کا مالک وخالق ایک وہی ہے۔

زباندراز خان - ہر ایک کے اعمال کے موافق سزا جزا دینے والا بھی وہی ہے۔

گواہ - ہان۔

زباندراز خان - بائبل کلام خدا ہے یا نہین۔

اسلام علی۔ اول درجہ کے ایماندار مقبول خدا ہین۔

تتوا رتھم چند (پرمان چند سے) بابو جی یہہ انکاسٹ گرد بھی ہے۔

پرمان چند۔ اچھا۔ کیون جی یہہ بتادو کہ آپ اونکے شاگرد ہین؟

اسلام علی (ہلکی زبان سے) ہان ہون تو۔

پرمان چند۔ اچھا جائیے۔

زبانداز خان۔ شکریہ (عدالت سے) حضور ایک سوال کی مجھکو بھی ضرورت پیدا ہوئی اگر اجازت ہو۔

عدالت۔ اچھا۔

زبانداز خان۔ کیون جی آپ نے جو یہہ بیان کیا کہ ایماندار کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے اور گیان خان ایماندار ہین) تو کیا آپنے اوسکی خاطر کچھ جھوٹی شہادت دی ہے۔

اسلام علی۔ نہین جناب حرف بحرف سچ ہے حلفیہ ہے۔

زبانداز خان۔ اچھا بس جاؤ دستخط کرکے۔

اسلام علی قلم لیکر دستخط کرتا ہے۔ مولوی اسلام علیخان بقلم خود

پرمان چند۔ اچھا بلائیے صاحب اور گواہ۔

زبانداز خان (درخواست دیکھکر) مسٹر کرسچینیرم صاحب۔

بواد (باہر جاکر باواز بلند) مسٹر کرسچینیرم صاحب چلیے۔

کرسچینیرم (اندر آکر) گوڈ مارننگ سر۔

بواد۔ کہئیے خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ کہونگا۔

اسلام علی - میرا بیان کلام اللہ اور احادیث کے موافق ہے۔
عدالت - بس ٹھیریئے ہم بتاوین صاحب اس گواہ کا جو کچھ بیان ہے اوسکا کوئی لفظ کتب مذکورہ سے باہر نہین پس زیادہ اُس سے پوچھنا فضول ہے صرف ان کتابون کی بابت جو کچھ آپکو پوچھنا ہے اور پوچھ لیجئے۔
پرمان چند - حضورین نے اسی لئے یہہ سوال کیا ہے۔ (قرآن اوٹھا کر گواہ سے) اچھا صاحب آپکو کیونکر معلوم ہے کہ یہہ کلام اللہ ہے۔
اسلام علی - اسکی فصاحت و بلاغت خود گواہ ہے کیونکہ اسکی برابر فصیح لکھنا یا کوئی سورہ یا آیت بنانا ممکن نہین۔
پرمان چند - اچھا اب یہہ بتاؤ کہ جھوٹ بولنا بھی کہین جایز ہے۔
اسلام علی - ہرگز نہین - مگر ہان حدیث مین لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا بھی بعض وقت روا ہے چنانچہ اگر ہم کسی بیمار کو دیکھنے جاوین اور دیکھین کہ وہ مریگا تو یہی کہنا چاہیے کہ وہ نہ مریگا اور ہر صورت سے اوسکی تسلی کے لئے جھوٹ بولنا چاہیے - پھر عین الحیات کی صفحہ ۲۴۲ مین لکھا ہے کہ سچ بولنا درست نہین اگر اوس سے کسی ایمان والے کے نقصان یا اسکی جان کا خطرہ ہو - اور جھوٹ بولنا فرض اور واجب ہے بشرطیکہ اوسکے سبب ایمان والا قتل یا قید یا نقصان سے بچ جاے - اگر کسی دیندار نے اپنا اسباب ہمین سونپا ہو اور کوئی ظالم اوسکو ہمسے مانگے تو ہمپر فرض ہوتا ہے کہ اپنے پاس اوسکے ہونے سے انکار کر جاوین بلکہ اگر چاہین تو اوسپر قسم بھی کھاوین کہ اوس شخص کی کوئی چیز ہمارے پاس نہین۔
پرمان چند - خیر اب یہہ بھی کہئے کہ گیان خان مدعا علیہ ایماندار ہے یا بے ایمان۔

اسلام علی - اگر اوسکا دل چاہے عورت کو لیدا دا ے زرمہر جو بوقت نکاح مقرر ہوتا ہے طلاق دیدیوے اور نکاح ثانی بلکہ چار تک کرنا جایز ہے -

عدالت - بابو صاحب بھلا آپ تو جرح کرتے ہوے تھکتے ہی نہین مگر ذرا ہمارا تو خیال کیا کرو -

مہاموہ سنگہ (مدعا علیہم کا باپ) آپ کیون اتنی اجازت دیتے ہین -

عدالت - سنئے صاحب مین اسوقت بمنصب سب جج ہون اور آپ سے اور مجھسے اگرچہ ملاقات ہی لیکن وہ بمنصب دیگر ہے اوسکا اسوقت ہرگز پاس نہوگا - آپکے دخیل ہونیسے کارروائی تحقیقات مقدمہ مین ہرج واقع ہوتا ہے لہذا بہتر ہے کہ آپ علیحدہ ہی ہوتی اور رہین -

مہاموہ سنگہ (کھسیانا ہو کر دلمین) اوہ بڑ چوہ بڑا بیمروت ہے -

زبانداز خان - آپ ٹھیرئیے صاحب آپکو کیا ضرورت ہے دخل کی (عدالت سے) حضور یہہ جسقدر سوال ہین سب غیر متعلق بھی تو مین بھلا ان سے کیا مطلب -

عدالت - البتہ اسوقت تو سوالات اکثر غیر متعلق معلوم ہوتے ہین لیکن صاحب اسکی تو اسواسطے اجازت دیگئی ہی کہ یہہ مقدمہ بیچدار نہ معلوم کون فقرہ کسوقت کام آجاے (بربانچند سے) لیکن بابو صاحب آپکو بھی ذرا اختصار پر نظر رکھنا چاہیئے -

بربان چند - حضور مین تو حتی الوسع بہت کچھ درگذر کرتا ہون ورنہ تو ایک گواہ سے کم از کم دو روز جرح کرون تب بھی ختم نہوا اور اگر حضور ایسے ہی اکتاتے ہین تو لیجیے صرف ایکدو سوال اور پوچھتا ہون (گواہ سے) ہان صاحب بھلا آپکا بیان کس اعتبار پر صحیح مانا جاوے -

یوں ہی حکم کیا ہے اور یہہ آیت اُتری یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ج تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ ۔

جسکا ترجمہ یہہ ہے۔

"اے نبی تو کیوں حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔ ٹھیرا دیا ہے اللہ نے تمکو کھول ڈالنا اپنی قسموں کا اور اللہ صاحب ہے تمھارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا۔"

پس دیکھئے کسقدر سخت حکم ہے۔

پرمان چند۔ بھلا دین پھیلانے کے لئے کیا ہدایت ہے۔

اسلام علی۔ اسکی بابت بھی چند آیتیں عرض کرتا ہوں۔ ایک جگہ تو یہہ لکھا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی زور نہیں دین کی بابت میں وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ یعنی اور اگر ہٹ رہے تو تیرا ذمہ ہے پہونچا دینا۔ اور سورہ توبہ ۷۳ آیت میں آیا ہے یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ ط وَمَاْوٰہُمْ جَہَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ یعنی اے نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تندخوئی کر انپر اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ پہونچے اور سورہ انفال آیت ۶۶ میں آیا ہے یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ط یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اور سورہ محمد آیت ۴ میں فرمایا ہے فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط یعنی سو جب تم بھڑو منکروں سے تو گردنیں مارنے

پرمان چند۔ کیا گوشت خوری بھی روا ہے۔

اسلام علی۔ ہاں انسان کیلئے سب مباح ہے صرف مردار اور سور کا کھانا حرام ہے۔

پرمان چند۔ جب شوہر اپنی عورت سے ناراض ہووے تو کیا کرے۔

پرمان چند - حضور ذرا اسکی تشریح بہتر ہو گی۔

زباندراز خان - کیا ہرج ہے آپ شوق سے پوچھلیں۔

پرمان چند - ہان صاحب ذرا کسی حوالہ سے فرمائیے۔

اسلام علی - سورہ حج آیت ۳۷ مین لکھا ہے وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا ھُمْ نَاسِکُوْہُ یعنی ہر فرقہ کو ہمنے ٹھیرادی ہے ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسطرح کرتے ہین۔

پرمان چند - کیون جی خدا نے کیون اس خلجان کو پسند کیا۔

اسلام علی - اسکی ذات بیچون وچرا ہے اور اوسکی قدرت کا بھید کسکو معلوم ہے لیکن ہزارون مرگئے اس جستجو مین - نپایا بھید اوسکا پرکسو نے۔

پرمان چند - بھلا صاحب آپ جانتے ہین کہ خودرو درخت جو کہلاتے ہین اونکو بھی کوئی پیدا کرتا ہے یا نہین۔

اسلام علی - یہ تو ظاہر ہے اونکو کون پیدا کرتا خودرو تو اونکا نام ہی ہے۔

پرمان چند - بھلا صاحب یہ تو فرمائیے کہ کبھی محمد صاحب نے جھوٹ بھی بولا یا قسم کھاکر پھر توڑ ڈالی تھی۔

اسلام علی - کبھی نہین - شاید آپ زمخشری اور بیضاوی اور جلال الدین کے بیان کے مطابق خیال فرماتے ہین گر وہ بھی دراصل خدا کے حکم کی تعمیل تھی۔

پرمان چند - کیونکر ذرا تشریحاً فرمائیے۔

اسلام علی - ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت نے ماریہ قبطیہ نامی اپنی ایک کنیز کو سرفراز فرمائی تھی تب اونکی بیویون مین سے ایک نے اُس بات کیلئے اونکو اولہا نا دیا اسپر حضرت نے قسم کھائی کہ مین پھر اُس سے صحبت نکرونگا - لیکن نرہ سکے اور کہا کہ خدا نے

اور پھر لکھا ہے جسنے تمکو رکھا نایب زمین مین اور سورہ احزاب کی آیت ۷۲ وغیرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

پرمان چند۔ انسان کیسا بنایا گیا تھا۔

اسلام علی۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا یعنی انسان بنا ہے کمزور۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا یعنی انسان بنا ہے جی کا کچا۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ یعنی انسان بنا ہے جلد باز۔ اور اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ یعنی انسان مرکب ہے بھول اور چوک سے

پرمان چند۔ سب سے پہلے خدا نے کیا پیدا کیا تھا۔

اسلام علی۔ تریزین جماعت کہتا ہے کہ پہلی چیز جسکو خدا نے پیدا کیا قلم تھا تب خدا نے قلم سے کہا لکھ اوسنے پوچھا کہ مین کیا لکھون خدا نے کہا ہر ایک مخلوق کا احوال جو ہونیوالا ہے تب اوسنے لکھدیا۔

پرمان چند۔ آپ کس اعتبار سے کہتے ہین کہ جو کچھ ہوتا ہے سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔

اسلام علی۔ مشہور بات ہے چنانچہ ہمارے بزرگ مولانا شیخ سعدی صاحب کا بھی قول ہے کہ۔ بے رضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت۔ اور قرآن مجید و حدیث مین بھی بار ہا یہی آیا ہے اور امام الغزالی بھی محمدیون کے ایمان کے بیان مین فرماتے ہین کہ جو کچھ دنیا مین واقع ہوتا ہے اسکو وہ چاہتا ہے اور وہی سب ماجراون کا بندوبست کرتا ایسا کہ اوسکی سلطنت مین جو کچھ واقع ہوتا ہے کیا چھوٹی بات کیا بڑی کیا بھلا کیا برا کیا معرفت و کیا جہالت کیا فرمانبرداری و کیا نافرمانبرداری سب اوسکی عین صلاح اور حکم معین و مشیت سے ہے۔

پرمان چند۔ کیا بت پرستی وغیرہ بھی سب اوسکی طرف سے ہین۔

عدالت۔ صاحب دیکھو کہ جب سب برائی بھلائی کا بانی مبانی وہی ہے پھر کیا ضرورت ہے۔

ادن سے اپنی غرض۔

زید سنتے ہی راضی تھا لیکن تمام لوگ اس بات سے متعجب پوچھ پاچھ کرنے لگے پس اونکا مطمئن ہونیکے لئے یہہ آیت اتری۔ مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی نبی پر اس بات مین جو اللہ نے ٹھیرادی اوسکے واسطے کچھ مضایقہ نہین" پس کہیے کہ یہہ ذنا ہوا کہ تعمیل حکم ربانی۔

پرمان چند۔ بھلا صاحب یہہ لوح محفوظ کیا ہے۔

اسلام علی۔ لوح محفوظ وہ ہے کہ جس سے حضرت آدم نے موسیٰ کو مباحثہ مین خدا کے حضور مین لاجواب کیا۔ اسکی کیفیت یون ہے کہ ایک وقت موسیٰ نے آدم پر طعن کیا کہ تو وہی آدم ہے کہ خدا نے تجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح سے تجھکو حصہ دیا۔ فرشتون سے سجدہ کرایا۔ باغ عدن مین رکھا۔ مگر تو نے حکم عدولی کی اور نوع انسان کو زمین پر پھینکا۔ آدم نے جواب دیا تو وہی موسیٰ ہے کہ جسکو خدا نے نبی ہونیکے لئے چُنا اور اوسنے تجھے بارہ تختے دیے جنمین ہر چیز کا مفصل احوال ہے یہہ تختے پیدائش سے کتنے برس پہلے لکھے گئے۔ موسیٰ نے کہا چالیس برس۔ تب آدم نے کہا پھر تو مجھکو اس بات کے بارہ مین کیون طعن زنی کرتا ہے کہ جسے خدا نے میری پیدائش سے چالیس برس پیشتر کتاب مین لکھدیا۔

پرمان چند۔ خدا نے آدم کو کیون پیدا کیا۔

اسلام علی۔ خداوند کریم کو زمین پر اپنا ایک نایب بنانا منظور تھا۔ چنانچہ سورہ بقر کی آیت نمبر ۳۰ مین لکھا ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ ترجمہ "اور جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مجھکو بنانا ہے زمین مین ایک نایب"

پرمان چند - ہان ہان خیر لیکن ذرا اس بیان کو شرح کہدیجیے -

اسلام علی - ایک روز محمد صاحب کسی کام کے واسطے اپنے متبنی بیٹے زید کے گھر گیے وہان زید کی جورو زینب کو دیکھا اور اوسکا حسن پسند آیا تو حضرت کا دل اوسپہ آگیا اور وصال کے خواہان ہوے - مگر جب زینب اور اوسکے بھائی عبد اللہ نے محمد صاحب سے ناراض ہوکر اونکو منع کیا تو خدا کی طرف سے یہ آیت اوتری وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ط (سورہ احزاب ۳۶ آیت) جسکا ترجمہ یہ ہے کہ

کسی ایماندار مرد اور عورت کا کام نہین جب اللہ اور اسکا رسول کچھ کام ٹھیراوے کہ اونکو اپنے کام کا اختیار رہے اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اوسکے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر

اور اس لئے کہ زید جناب محمد صاحب سے ناراض اور بدگمان نہو کہا کہ مین اسباب مین لاچار ہون کہ خدا نے آپ مجھے اس مقدمہ مین حکم کیا ہے وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ج وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ط فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا (سورہ احزاب ۳۷ آیت) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

جب تو کہنے لگا اوس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا - رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک چیز جو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگون سے اور اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے تجھکو - پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض ہم نے تیرے نکاح مین دی تا کہ نرہے سب مسلمانون پر گناہ نکاح کر لینا جوروؤن سے اپنے لے پالکون کی جب وے تمام کرین

اسلام علی - انکے خلاف راستی وغیرہ۔

پرمان چند - خدا زبردست ہے یا شیطان۔

اسلام علی - خدا قادر مطلق ہمہ توانا ہے۔

پرمان چند - کیا معلوم ہے کہ شیطان مقبول خدا ہے یا محمد صاحب۔

اسلام علی - لاحول ولا قوۃ الا باللہ توبہ لعنت بر ابلیس ناپاک جناب وہ تو رانده و درمانده درگاہ ہے وہ نہوتا تو اوسکے بندون کو دوزخ کے عذاب نہوتے - البتہ حضرت رسول اللہ کے مقبول ہونے مین کچھ شک نہین۔

پرمان چند - یہہ کیونکر معلوم ہے۔

اسلام علی - خدا ہر حالت مین اونکا حامی تھا - وحی اونپر نازل ہوتی تھی - معجزہ اور معراج اونکو عطا ہوئی۔

پرمان چند - کیا حضرت ناخوانده تھے۔

اسلام علی - البتہ - لیکن حضرت کے چار محرر تھے جو حکم خدا نازل ہوتا وہ اوسکو لکھتے رہتے تھے۔

پرمان چند - شیطان کیون مقبول نہین اور محمد صاحب کیون ہین۔

اسلام علی - شیطان ملعون و بدکار ہے اور حضرت نیکوکار۔

پرمان چند - کیا حضرت نے اپنے متبنی بیٹے زید کی جورو سے زنا کیا تھا۔

اسلام علی - توبہ استغفر اللہ - حضرت نبی کی شان مین کسیکو دم زدن کی مجال نہین کبھی ایسی گستاخی نہ کیجیے - بھلا جبکہ مالک دوجہان نے اونکے لیے جائز رکھا اور پیدائش عالم سے پہلے لوح محفوظ مین لکھدیا تو پھر وہ زنا کسطرح رہا۔

پیدا کرتا ہون پھر ایک چلو کھاری پانی لیکر مٹی سانی اور فرمایا کہ مین تجھ سے ظالمون مفسدون خطاکارون اور شیطان کے سب ساتھیون کو پیدا کرتا ہون ۔

پرمان چند۔ شیطان کون ہے ۔

اسلام علی ۔ اول انسان جو پیدا ہوا آدم اور اسکی زوجہ حوا تھی اونکو ایک فرشتہ نے گمراہ کیا اسلیے معہ اُس فرشتہ کے عدن سے نکالے گئے وہ فرشتہ ابتک شیطان کے نام سے مشہور ہے ۔

پرمان چند۔ نبی اور رسول کون ہین ۔

اسلام علی ۔ حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ۔

پرمان چند۔ محمد صاحب کو خدا نے کسواسطے بھیجا ۔

اسلام علی ۔ دین محمدی پھیلانے اور راہ نیک دکھلانے کو ۔

پرمان چند۔ خدا اور محمد صاحب دو ہین یا ایک ۔

اسلام علی ۔ دو ہین لیکن خدا کے نور سے ہی حضرت کا خمیر ہے ۔

پرمان چند۔ شیطان کیا کرتا ہے ۔

اسلام علی ۔ لوگون کو گمراہ اور گنہگار ۔

پرمان چند۔ خدا اور محمد صاحب کیا چاہتے ہین ۔

اسلام علی ۔ رہنمائی اور نیکوکاری ۔

پرمان چند۔ ذرا مفصل کہو شیطان کیا کیا کام سکھاتا ہے ۔

اسلام علی ۔ جھوٹ ۔ چوری زنا شراب خواری قماربازی کفر وغیرہ گناہ ۔

پرمان چند۔ اور خدا ۔

پرمان چند۔ ہاتھ ناک منہ زبان پانوں کچھ اوسکے ہین؟

اسلام علی۔ نہین۔

پرمان چند۔ مخلوقات کو خدا نے کیونکر پیدا کیا۔

اسلام علی۔ جسوقت اوس خالق مطلق کو مخلوقات کے پیدا کرنیکی خواہش ہوئی تو زبان غیبی ترجمان سے کہا "کن" صرف اس لفظ کے کہنے سے جمیع مخلوقات کا ظہور ہو گیا

پرمان چند۔ اسکے ظہور مین کسقدر عرصہ لگا۔

اسلام علی۔ چھ روز۔

پرمان چند۔ انسان کی پیدائش کیونکر ہوئی۔

اسلام علی۔ حیات القلوب مین حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ جب خدا قادر مطلق نے جبرئیل کو زمین پر بھیجا کہ آدم کے پیدا کرنیکے لئے ایک مٹھی خاک لے آوے تب زمین نے اوس سے کہا کہ مین تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہون اور اسکی دہائی دیتی ہون کہ مجھ مین سے کچھ نہ لینا۔ تب جبرئیل نے خدا کے حضور مین عرض کی کہ زمین نے مجھ سے تیری پناہ مانگی تب خدا نے اسرافیل کو حکم دیا۔ اوسکے ساتھ بھی زمین نے وہی تدبیر کی تب خدا نے میکائیل کو روانہ کیا اوس سے بھی زمین نے یہی عذر کیا اوسوقت خدا نے ملک الموت کو یہہ کہکر بھیجا کہ خواہ مخواہ ایک مٹھی خاک ضرور لائیو۔ زمین نے اوس سے بھی یہی کہا کہ مین تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہون تب ملک الموت نے کہا کہ مین بھی خدا کی پناہ مانگتا ہون کہ تجھ زمین سے ایک مٹھی خاک لیجاؤن پس اوسنے زبردستی زمین پر سے ایک مٹھی خاک لی تب خدا نے ایک چلو میٹھا پانی لیکر وہ خاک سانی اور کہا کہ تجھ سے مین نبیون اور رسولون اور اُن سب بندون کو جو بہشت کے لایق اور عاشق ہون

اسلام علی۔ اعمال کے عوض کے لئے تو ایک روز جزا خداوند دو جہان نے علیحدہ مقرر کیا ہے مگر بنی آدم کو جملہ اشیا کا مالک اور دیگر اشیا کو ملک پیدا کی ہیں حتی کہ حیوانات کا گوشت پوست بھی انکو مباح ہے پس جس مقام اور جس جگہہ مین جسوقت جو چیز جسقدر جس شخص کو بھی خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی وہی اسکا مالک ہے۔

زباندراز خان۔ عطا فرمانے سے آپکا کیا مطلب ہے۔

اسلام علی۔ یعنی جس چیز پر کسیکو قابض و دخیل کر دیا یا کرا دیا۔

زباندراز خان۔ ہیہ۔ اچھا بس (پربان چند کیطرف مخاطب ہوکر) لو صاحب جرح کر لیجئے۔

پربان چند۔ دیکھو جی ہیہ بتلاؤ کہ خدا مین کیا کیا اوصاف ہین۔

اسلام علی۔ قادر مطلق۔ عادل۔ رحیم و کریم۔ عالم الغیب۔ رب و پروردگار۔ غیر متغیر۔ خداوند ذو الجلال۔ بزرگ برتر۔

پربان چند۔ پاک ہے یا ناپاک۔

اسلام علی۔ پاک۔ ذات اقدس۔

پربان چند۔ مجسم ہے؟

اسلام علی۔ غیر مجسم

پربان چند۔ حاجتمند ہے یا غنی۔

اسلام علی۔ خداوند ارض و سما ہے حاجتمند کیون ہوتا۔

پربان چند۔ کہان ہے۔

اسلام علی۔ سب جگہہ حاضر و ناظر ہے۔

بواد- کہو خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ کہونگا-

اسلام علی- خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ کہونگا-

منصرم- آپ کا نام-

اسلام علی- مولوی اسلام علیخان-

منصرم- باپ کا نام-

اسلام علی- حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ-

منصرم- عمر

اسلام علی- تخمیناً تیرہ سو سال-

زباندراز خان- یہہ بتلاؤ صاحب کر مخلوقات کا وجود کیونکر ہوا-

اسلام علی- پہلے سوا ذات پاک خداوند کریم خالق مطلق کے اور کچھ نتھا حتی کہ زمین و آسمان بھی نتھے تمامی موجودات جزو کل ذرہ و کوہ- نیک و بد- بھلائی و برائی وغیرہ کا وجود اُسی سے ہوا اور ہوتا ہے-

زباندراز خان- اچھا قرضہ دلوانا وغیرہ کسکے اختیار مین ہے-

اسلام علی- ایک قرضہ کیا جملہ حرکات و سکنات خورد و کلان سب اوسی کے رشتہ قدرت مین ہین اور ہونگے اوسیکو قدرت ہے کہ جسکو چاہے پل بھر مین دولت سے مالا مال یا ہفت اقلیم کا بادشاہ بنادے اور جسکو چاہے دم بھر مین محتاج اور نیست و نابود کر دے- بلا اوسکی رضامندی کے کسیکو دم زدن اور اوف کرنیکی مجال نہین-

زباندراز خان- اچھا کسی چیز کا مالک کوئی کسطرح سے ہوتا ہے آیا اپنے اپنے اعمال کے معاوضہ کے موافق یا کسی اور طرح پر

پرمان چند - حضور سوال سے زیادہ جواب دینے مین گواہ کے رعایتی ہونیکا ثبوت ہے
اور یہہ قاعدہ ہے - البتہ اگر انکو کچھ کہلانا ہے تو پھر اپنے سوال کے جواب مین کہلا لیوین

عدالت - بیشک - اچھا بابوجی تم پھر سوال کر لینا کیا حرج ہے -

پرمانا بھاس - اچھا حضور

عدالت - بس جی تم بھی ختم کرو اور کیا جرح کروگے -

پرمان چند - اچھا حضور ایک سوال اور پوچھتا ہون -

پرمان چند - کیون جی آپ اور لالہ پربت چند اور رام چند وغیرہ ایک خاندان ہو -

یاگیک چند - ہان -

پرمان چند - اچھا بس -

پرمانا بھاس - دیکھو جی یہہ بتلاؤ کہ یگیہ مین جو ہنسا ہوتی ہے وہ گناہ ہے یا نہین

یاگیک چند - وہ ہنسا بوجہ منتر اوچارن کے گناہ نہین رہتی -

پرمانا بھاس - منتر کیون پڑھے جاتے ہین -

یاگیک چند - ہر ایک کام کے شروع مین ایشور جینہ منتر پڑھنا چاہیے -

پرمانا بھاس - اچھا بس دستخط کردو -

یاگیک چند (دستخط لکہے) याज्ञवाचन्द बकलमखुद

زبان دراز خان - اچھا بلاؤ جی ہمارے گواہ اسلام علی کو -

پیادہ (باہر جاکر) کوئی اسلام علی حاضر ہے -

اسلام علی - آتے ہین میان (اور آہستہ آہستہ اندر جاکر بعد سلام کے) یا حضرت علی مشکل کشا

منصرم - ادھر آؤ جی -

پرماتا بھاس۔ آپکو معلوم ہے کہ پربیت چند نے زر قرضہ کو کیا کیا۔

یاگیک چند۔ یگیہ کرنے مین خرچ کیا۔

پرماتا بھاس۔ کیا یگیہ مین خرچا ہوا قرضہ کا روپیہ بھی واجب الادا رہتا ہے۔

یاگیک چند۔ نہین۔ بلکہ اوس سے ہزار چند اوسکو اوٹنا چاہیے حتی کہ پرمیشور اوسکو سورگ کی سلطنت دیتا ہے۔

پرماتا بھاس۔ اچھا بس۔

پرمان چند۔ اچھا جی یہہ بتلاؤ کہ یگیہ کیون کیجاتی ہے۔

یاگیک چند۔ اپنے کو سورگ اور دنیا کو فایدہ پہونچانیکے لئے۔

پرمان چند۔ دنیا کو فایدہ کسطرح پہونچتا ہے اور کیا فایدہ پہونچتا ہے۔

یاگیک چند۔ جبکہ گھی دودھ اور بانس وغیرہ آگ مین جلائے جاتے ہین اونکی وجہ سے آب وہوا وغیرہ کی اصلاح ہو جاتی ہے جسکے ذریعہ سے لامحالہ بیماری وغیرہ کی تردید ہو جاتی ہے کیونکہ کارن سے کارج ضرور ہوتا ہے۔

پرمان چند۔ اچھا یہہ کہو کہ پرمیشور ہنسا سے خوش ہے یا اہنسا سے۔

یاگیک چند۔ یہہ اہنسا اہنسا تو کبھی نام لینے کے لایق بھی نہین چنانچہ مشہور عام ہے अहिंसा परमो धर्मः

پرمان چند۔ اچھا یگیہ کرنے مین ہنسا ہوتی ہے یا نہین۔

یاگیک چند۔ ہوتی تو ہے مگر۔

پرمان چند۔ بس ٹھیرو زیادہ مت کہو۔

پرماتا بھاس۔ حضور یہہ کیا بات ہے کہ گواہ جو واقعہ بیان کرے اوسکو روک دیا جاتا ہے۔

ویدانت سنگھ ہوتی ہے۔

پرمان چند۔ اچھا بس جاؤ۔

منصرم۔ تو دستخط کرو۔

ویدانت سنگھ (قلم لیکر) वेदान्त सिंह वकलमखुद العبد

ویدانت سنگھ باہر جاتا ہے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا بلاؤ جی یاگیک چند کو۔

پیاد (باہر جاکر) یاگیک چند گواہ چلو۔

یاگیک چند (اندر آکر) آداب حضور۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

یاگیک چند۔ یاگیک چند

منصرم۔ باپ کا نام۔

یاگیک چند۔ ایشور۔

منصرم۔ عمر۔

یاگیک چند۔ بیحساب۔

پیاد۔ کہو پریشور کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ کہونگا۔

یاگیک چند۔ پریشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہونگا۔

پرمانا بھاس۔ کیوں صاحب جگت کسطرح پیدا ہوا۔

یاگیک چند۔ ایک خاص زمانہ کے بعد پریشور اسکو بناتا اور بگاڑتا ہے جیسے دوکاندار صبحکو دوکان کھولتا اور شام کو بند کرتا ہے۔

پرمان چند۔ اچھا سمجھایا کسی اور مین بھی خدا کی صفتین ہین یا نہین۔

ویدانت سنگھ۔ نہین۔

پرمان چند۔ یہ تو کہو آپکو بھی اودیا حایل ہے یا نہین۔

ویدانت سنگھ۔ ضرور ہے اگر اودیا نہوتی تو نجات ہی نہو جاتی۔

پرمان چند۔ بھلا صاحب جو چیز ہوتی ہے اوسکا تو نام کچھ ضرور ہوتا ہے مگر جو چیز نہین ہوتی اوسکا نام بھی کچھ ہوتا ہی؟

ویدانت سنگھ۔ جب وہ ہے ہی نہین تو اوسکا نام کہان سے ہوگا۔

پرمان چند۔ اچھا اودیا کوئی چیز ہے یا ناچیز۔

ویدانت سنگھ۔ ناچیز ہے۔

پرمان چند۔ آریہ چند گواہ آپ کا کیا لگتا ہے۔

ویدانت سنگھ۔ چھوٹا بھائی ہے۔ خاندان مین ہے۔

پرمان چند۔ اور بیریت چند۔

ویدانت سنگھ۔ رشتہ مین بابا ہوتے مین۔

پرمان چند۔ اچھا وہ اور آپ دو ہین یا ایک۔

ویدانت سنگھ۔ دو ہین (پھر سوچکر) نہین صاحب ایک ہی ہین۔

عدالت اور سب حاضرین ہنستے ہین۔

پرمان چند۔ اچھا ہنسا نیک عمل ہے یا دیا۔

ویدانت سنگھ۔ دیا۔

پرمان چند۔ گریہ کرنے مین ہنسا ہوتی ہے یا نہین۔

پرمان چند (مسکراتے ہوے) کیون جی یہہ جو دُنیا مین پاخانہ پیشاب کف وبلغم اور کوڑہ وغیرہ بہت سی بُری بھلی پوتر اپوتر چیزین ہین وہ سب برہم ہی ہین۔

ویدانت سنگھ نادم اور کھسیانا ہوکر خاموش ہوتا ہے۔

عدالت۔ صاحب ایسے سوالات سے معاف رکھئے۔

پرمان چند۔ حضور بہت اچھا (گواہ سے مخاطب ہوکر) بھلا صاحب یہہ تو کہیے مختلف اشیا کی جدائگی نظر آنیکی کیا وجہ ہے۔

ویدانت سنگھ۔ اودیا یعنی جہالت۔

پرمان چند۔ اچھا۔ اب یہہ کہیئے کہ اودیا کوئی برہم کا ہی جزو ہے یا اوس سے علیحدہ ہے

ویدانت سنگھ۔ علیحدہ ہے۔

پرمان چند۔ اودیا چیتن ہے یا جڑ۔

ویدانت سنگھ۔ جڑ ہے۔

پرمان چند۔ اور برہم

ویدانت سنگھ۔ چیتن ہمہ دان ہے۔

پرمان چند۔ آنند سروپ بھی ہے یا نہین۔

ویدانت سنگھ۔ بیشک سچانند سروپ ہی۔

پرمان چند۔ متلون مزاج ہے یا غیر متغیر۔

ویدانت سنگھ۔ غیر متغیر اچل۔ ابناشی ایک سروپ ہے۔

پرمان چند۔ اور کیا کیا صفتین ہین اوسمین۔

ویدانت سنگھ۔ سرب گیہ سرب بیاپک۔ نراکار۔ نرنجن۔ دیالو۔ نیائی وغیرہ بہت ہین

جواب دیے جاؤ گھبراو مت (پرمان چند سے مخاطب ہو کر) لو صاحب پوچھیے۔
پرمان چند۔ سُنیے صاحب ذرا ادھر خیال کر کے۔ کس اعتبار سے کہتے ہو کہ ایک
برھم کے سوا اور کچھ نہین۔

ویدانت سنگھ۔ وید مین خود برھم فرماتا ہے۔

एको ब्रह्म द्वितियो नास्ति ॥

یعنی ایک برھم ہے دوسرا کچھ بھی نہین۔ یا

सर्वं विष्णुमयं जगत् ॥

یعنی سب جگت وشنومئی ہے اور بھی بہت جگہہ اس مضمون کے بچن ہین جیسا کہ

एकोहं बहुः स्याम् ॥

یعنی جگت کے آدمین برھم کہتا ہے کہ مین ایک ہون بہت ہو جاؤن۔ اور یجر وید
کے برہ دارن اُپنشد مین رقم ہے کہ ہرن گربھ نے جب خیال کیا کہ بجز میرے اور کوئی
نہین اہم अहं کہا اور چونکہ تنہائی سے مسرت و آرام اور تفریح نہین ہوتی
پس دوسرے کی خواہش کی یعنی عورت کی اسلیے بسبب خواہش کے ایک سے
دو ہو گئے جیسے ایک چنے سے دو دال۔ پھر اتھرون وید کے منڈک اُپنشد مین
لکھا ہے۔

अग्निर्मूर्द्धा चक्षुषी चंद्र सूर्यौ दिशः श्रोत्रे वाग्विवृताश्च वे
दाः वायुः प्राणो हृदयं विश्वमस्य पद्भ्यां पृथिवी ह्येषु सर्व भू
तान्तरात्मा ॥ †

وغیرہ وغیرہ ہزار ہا رچا ہین۔

ویدانت سنگہ۔ بیشمار۔
منصرم۔ رہنے والے۔
ویدانت سنگہ۔ ضلع تتھیات نگر احاطہ دار مکافات۔
منصرم۔ اچھا حلف دیا جاے۔
بواد۔ کہو جی پرمیشور کو حاضر ناظر سمجھکر سچ سچ کہونگا۔
ویدانت سنگہ۔ پرمیشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہونگا۔
پرمانا بھاس چند۔ کیون جی تمام جگت مین ایک ہی چیز ہے یا مختلف چند۔
ویدانت سنگہ۔ ایک برھم کے سواے اور کچھ بھی نہین۔
پرمانا بھاس چند۔ اور یہہ جو مختلف اقسام کی جدائیگی نظر آتی ہے۔
ویدانت سنگہ۔ وہ سب جھوٹی اور وہمی ہے۔
پرمانا بھاس چند۔ جگت کی پیدائش کسطرح پر ہے۔
ویدانت سنگہ۔ وہی پرم برھم تمام جگت کی جان ہے جب اوسنے چاہا کہ وحدت سے کثرت ہو پس اشکال مختلف کو قبول کیا۔
پرمانا بھاس۔ پیریت چندنے زر قرضہ کو کیا کیا۔
ویدانت سنگہ۔ یگیہ مین خرچ کیا۔
پرمانا بھاس چند۔ کیا یگیہ مین خرچا ہوا روپیہ قابل واپسی ہوتا ہے۔
ویدانت سنگہ۔ ہرگز نہین اگر ایسا ہوتا تو حیوانات بھی اپنی جان کے عوض کے مستحق ہوتے۔
پرمانا بھاس چند۔ اچھا دیکھو اب جسقدر یہہ آپ سے دریافت کرین اوسکا

آریہ چند - جو پاپ ہم سے کئے جاتے ہین پشچاتاپ کرنے سے اونکو معاف بھی کر دیا ہے
پرمان چند - اچھا بس -
تتوارتھ چند - بابو جی انکا تعلق تو ظاہر کر دو -
پرمان چند - ہان ٹھیرئیے صاحب ذرا - یہہ بھی بتلائیے کہ ہرپت چند آپ کے رشتہ مین کیا لگتے ہین -
آریہ چند - رشتہ مین میرے بابا ہوتے ہین -
پرمان چند - اچھا بس -
منصرم - لو جی دستخط کرو
آریہ چند - (قلم لیکر) آریہ چند العبد بقلم خود
عدالت - اچھا بلائیے صاحب دوسرے گواہ کو -
پرمانا بھاس (درخواست اوٹھاکر) ویدانت سنگھ -
پیادہ (باہر جاکر بآواز بلند) ویدانت سنگھ گواہ حاضر ہے -
ویدانت سنگھ (کھڑا ہوکر) آتا ہون صاحب -
اور اندر جاکر جھک کر آداب بجالاتا ہے -
منصرم - آپ کا نام ؟
ویدانت سنگھ - ویدانت سنگھ -
منصرم - کس کے بیٹے ہو -
ویدانت سنگھ - ایشور پریم برہم کے -
منصرم - عمر -

آریہ چند - پرمیشور ہرگز نہیں کراتا بلکہ وہ خود ہی کرتا ہے۔ کیونکہ نیک و بد فعل کرنے میں جیو خود مختار ہے۔

پرمان چند۔ کسی شخص کو جو سکھ یا دکھ پہونچتا ہے وہ کون پہونچاتا ہے۔

آریہ چند۔ کسیکو دکھ یا سکھ پہونچانا اوسی کے کئے کسی فعل سابقہ کی سزا یا جزا ہے جو پرمیشور پہونچاتا ہے۔ کیونکہ جیو اپنے اپنے اعمال کا پھل بھوگنے میں مجبور ہیں خود مختار نہیں۔

پرمان چند۔ اچھا یہ تو بتایئے کہ جب کسیکے مکان میں چوری ہو جاتی ہے تو چوری سے جو سکھ یا دکھ مالک مکان کو پہونچتا ہے وہ اوس مالک مکان کا کوئی فعل ہے یا کسی فعل سابقہ کا ثمرہ۔

آریہ چند۔ فعل بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ سکھ یا دکھ اوسکے کئے کسی برے فعل سابقہ کی سزا ہے۔

پرمان چند۔ تو کیا آپکی رائے میں چور اوسکے فعل سابقہ کو جانتا تھا جسکی سزا دینے کو اوسکے یہاں چوری کرنے گیا۔

آریہ چند۔ نہیں چور کو بھلا کیا معلوم۔ سزا یا جزا دینا تو کام اوسی منتظم حقیقی پرمیشور کا ہے نہ کہ چور کا۔

پرمان چند۔ تو پرمیشور ہی نے چور کے ہاتھ سے اوسے سزا دلائی؟

آریہ چند (کسیقدر رک رک کر بظاہر جھجکتی سے) بیشک اور کون دلا سکتا ہے۔

پرمان چند۔ خیر۔ اچھا جی ہر ایک اعمال کا عوض پرمیشور سبکو بلا کم و کاست دیتا ہے یا کسیکو معاف بھی کر دیتا ہے۔

آریہ چند۔ بالکل غیر متغیر۔
پرمانند چند۔ بیتراگ ہے یا سراگ۔
پرمانا بھاس (گواہ سے) ٹھیرو جی (عدالت سے) حضور یہہ سب سوال جو کئے جاتے ہیں بھلا اِن سے سوائے تضیع اوقات کے اور کیا مطلب ہے۔
عدالت۔ بیشک بابو صاحب یہہ صفتوں کے سوال تو بالکل غیر متعلق معلوم ہوتے ہیں۔
پرمانند چند۔ حضور مباحثہ کے وقت معلوم ہوگا کہ کسطرح متعلق اور کسقدر ضروری ہیں
عدالت (آریہ چند سے) اچھا جی کہیئے۔
آریہ چند۔ بیتراگ سچدانند سروپ ہے۔
پرمانند چند۔ جگت کو کر چکا یا کرتا ہے اور کریگا۔
آریہ چند۔ تینوں حالتیں اوسمیں ہیں۔
پرمانند چند۔ مجسم ہے؟
آریہ چند۔ غیر مجسم۔
پرمانند چند۔ کہاں ہے۔
آریہ چند۔ سب جگہہ بیاپک ہے۔
پرمانند چند۔ جگت کا نمت کارن ہے یا اُپادان۔
آریہ چند۔ نمت کارن ہے جیسا گھٹ کا کمہار۔ بستر کا جولاہا۔
پرمانند چند۔ کوئی شخص جو کسی قسم کا نیک یا بد فعل کرتا ہے وہ پرمیشور کراتا ہے یا وہ خود ہی کرتا ہے۔

آریہ چند - ہاں مستعد معلوم ہے کہ اونکے یہاں ہمیشہ یگیہ ہوا کرتا ہے اوسمین وہ سب
کچھ کھو بیٹھے ہین غالباً مدعی سے بھی روپیہ اسی خرچ کے لئے قرض لیا ہوگا -

پرمانا بھاس - اچھا اب یہہ بتاؤ کہ یگیہ مین خرچا ہوا روپیہ قابل طلب رہتا ہے
یا نہین -

آریہ چند - ہرگز نہین - وہ ایسا نیک عمل ہے کہ اوسکے لئے تو کچھ اور بطور چندہ دینا چاہئے

پرماناس - بس (پرمانچند سے) تو صاحب جرح کر لیجئے -

عدالت - اسمین کیا جرح کروگے -

پرمان چند - حضور بہت کچھ -

عدالت - اچھا پوچھئے -

پرمان چند - اچھا جی یہہ بتلائیے کہ اسطرح جگت کی صنعت کس کس علما وحکما
نے مانی ہے -

آریہ چند - ویدمین خود ایشور نے فرمایا ہے اور سوامی دیانند سرستی جی وغیرہ ہزارہا
علما کا یہی خیال ہے اور یہی عقل مین بھی آتا ہے -

پرمان چند - اچھا اب یہہ کہئے کہ اوس ایشور جگت کے کرتا مین کیا کیا صفتین ہین

آریہ چند - صفتین تو اوسمین بیشمار ہین منجملہ اونکے چند عام صفات کا ذکر کرتا ہون -
ہمہ دان - قادر مطلق - رحیم کریم - جگت کا صانع - قدیم - لایزال - مقدس وغیرہ وغیرہ

پرمان چند - عادل بھی ہے -

آریہ چند - ہان -

پرمان چند - متغیر ہے یا غیر متغیر -

پرمانا بھاس - اچھا جی آپکو معلوم ہے کہ دنیا کی پیدائش کس طرح پر ہوئی ہے
آریہ چند - حضور پرمیشور - جیو اور پرکرتی یعنی مادہ بس یہی تین چیز توانادی یعنی قدیم ہین باقی جملہ اشیاء اور اشکال مختلف کا صانع پرمیشور ہے -
پرمانا بھاس - بس ٹھیک - اچھا اب یہہ بھی بتلائیے کہ جملہ اشخاص کے نیک و بد افعال و اعمال کا نتیجہ سزا جزا اور دکھ سکھ وغیرہ کون پہونچاتا ہے -
آریہ چند - وہی جگت کا صانع پرمیشور پہونچاتا ہے ورنہ اور کسکو معلوم ہو سکتا ہے کہ کسکے کسقدر نیک یا بد اعمال ہین اور کسقدر اونکی سزا یا جزا واجب ہے - اور علاوہ اسکے اپنا دکھ اور نقصان خود کس سے گوارا کیا جا سکتا ہے -
پرمانا بھاس - اچھا روپیہ جو وصول ہوتا ہے وہ بھی اپنے مقدر کی امداد سے وصول ہوتا ہے یا نہین -
آریہ چند - حضور یہہ تو سب جانتے ہین کہ روپیہ تو روپیہ ایک تنکا بھی بلا تقدیر کہین سے حاصل نہین ہو سکتا اور سوا اسکے جسکا قرضہ وصول ہو جاتا ہے سب خورد و کلان یہی سمجھتے اور اوسکو کہتے ہین کہ تمہارا مقدر بہت زبردست ہے پہلا لیا دیا آگے آگیا اور جسکا مارا جاتا ہے وہ خود بھی یہی سمجھکر صبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھیا ہمارا نصیبہ ہیچ پرمیشور کو ایسا ہی کرنا منظور تھا اب کیا کیجئے -
پرمانا بھاس - پرمیشور کا چاہا کب تک موجود رہتا ہے -
آریہ چند - وہ قادر مطلق ہے اوسکا چاہا فوراً ظہور مین آتا ہے -
پرمانا بھاس - بس - ہان - بھلا آپکو یہہ بھی معلوم ہے کہ لالہ بہرت جینمنے زر قرضہ مدعی کو کیا کیا -

معاعلیہم ہے وہ ثابت کریں۔

عدالت (پرمانا بھاس سے) بیشک بابو صاحب اول ثبوت آپکی جانب سے ہوگا

پرمانا بھاس - بہت اچھا حضور۔ اسمین ہمارا کیا ہرج ہے۔ جسکے دل مین اٹک ہے وہی اٹک رہے۔ اچھا جی (درخواست اوٹھاکر) بلائیے اول گواہ لالہ آریہ چند کو۔

اواد (باہر جاکر) ارے کوئی آریہ چند گواہ حاضر ہے۔

آریہ چند۔ حاضر ہے صاحب۔

آریہ چند جلدی سے اندر آکر سلام کرتا ہے۔

منصرم۔ اچھا جی حلف دو۔

اواد۔ کہو پرمیشر کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ بیان کرونگا۔

آریہ چند۔ پرمیشور کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ بیان کرونگا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

آریہ چند۔ آریہ چند۔

منصرم باپ کا نام۔

آریہ چند۔ (سوچکر) مین تو قدیم سے ہون باپ کون ہوتا۔

ستوارتھ چند۔ حضور یہی جھوٹ۔ برس بیک ہوئے ہونگے کہ سوامی دیانند سرستی جی کے گھر آپکی ولادت ہوئی ہے۔

آریہ چند۔ نہین اونھون نے تو مجھکو متبنی کیا ہے۔ بس بہت کرو تو پسر متبنی سوامی دیانند صاحب لکھ لیجیے۔

منصرم عمر۔ **آریہ چند**۔ تقریباً دو ار بسال۔ (منصرم لکھتا ہے)

سین ششم

دیگر اشخاص متعلق سین ہذا

۱- بابو پریکشک چند (परीक्षक) جج تحت | بابو نرنے چند (निर्णय) منصرم عدالت

احاطہ عدالت دیوانی مین بتاریخ ۷ ر دسمبر ۱۸۸۸ء

فریقین معہ گواہان و وکلا حاضر ہین اور حکام اور اہلکاران عدالت اجلاس مین بیٹھے ہوے اپنے اپنے کام مین مصروف ہین۔

نرنے چند منصرم (چپراسی سے) چپراسی لالا تتوارتھ چند مدعی و بپریت چند وغیرہ مدعا علیہم کو آواز دو۔

بابو پریکشک چند۔ آہا آج وہ مقدمہ ہے۔

منصرم۔ حضور۔

عدالت۔ اچھا۔

چپراسی (باہر جاکر بآواز بلند) تتوارتھ چند مدعی اور بپریت چند وغیرہ مدعا علیہم حاضر ہو۔

فریقین معہ اپنے اپنے وکلا حاضر اجلاس ہوتے ہین۔

عدالت (وکلا مدعا علیہم سے) اچھا بتلایئے اول گواہ کون ہے۔

پرماناتھ بھاس۔ حضور اول ثبوت مدعی کا ہوگا اوسکو اپنا دعویٰ ثابت کرانا چاہیے۔

پرمان چند نہین حضور ہمارا دعوے حرف بحرف تسلیم ہے ہمکو ثبوت کی کیا ضرورت جن جن باتون سے تردید کیگئی ہے اون سے ہمکو قطعی انکار ہے اسلیے جملہ بار ثبوت ذمہ

محرر لکھتا ہے۔

ونے چند (آگرہ چند سے) بابو جی میری جانب سے تو بس لالا ساکھ چند کافی ہین۔

آگرہ چند۔ بھائی ایک دو اور بھی تو چاہئیں۔

ونے چند۔ صاحب یسے تو مین سب سے ملتا جلتا رہتا ہون اور سب کا تابعدار ہون مگر گواہی کے لئے تو کیا کہون مجھے کسی اور پر بھروسہ نہین ہے۔

آگرہ چند۔ دیکھو صاحب گواہ مضبوط لکھانا ایسا نہو کہ وقت پر کام نہ دے۔

ونے چند۔ صاحب ہین اسی لئے کسی اور کو طلب نہین کراتا اور رہے لالا ساکھ چند اونکو تو آپ بھی جانتے ہین کہ مجھ سے کسی طرح عذر نہین ہو سکتا۔

آگرہ چند۔ اچھا اونکو مع ساکھ شاستر طلب کرا دیتے ہین

ونے چند۔ ہان بس ٹھیک ہے۔

آگرہ چند۔ اچھا لکھا دو منشی کو۔

ونے چند (محرر سے) منشی جی گواہ لکھ لیجئے۔

نرنجن سنگھ محرر۔ اچھا بتلائیے۔

ونے چند۔ لالا ساکھ چند مع ساکھ شاستر۔

محرر لکھتا ہے۔

جملہ محرران درخواست مذکورہ داخل کراتے اور سب اصحاب تشریف لیجاتے ہین۔ عدالت سے حسب ضابطہ سمن جاری ہوکر اور جملہ گواہان پر معرفت بواد چپراسی کی تعمیل ہونے کے بعد رپورٹ تعمیلی گذر گئی۔

دُرنے چند- اچھا انسِ یہی کافی ہین- اور تمھارا تو تحریری ثبوت بھی نہایت مضبوط ہی (دُربودھ سنگ محرر سے) تو منشی جی یہ ثبوت انکا داخل کردو اور گواہ طلب کرا دو-

دُربودھ سنگ محرر (لیکر) بہت خوب-

محرر درخواست لکھتا ہے-

سنشے سنگ (کلکال چند سے) بابو جی میرا ثبوت بھی لے لیجیے-

کلکال چند- ہان ہان لاؤ-

سنشے سنگ (بستہ سے نکالکر) یہ تو لیجیے تحریری ثبوت مہابیر لوپران اور گوتم بیکیشا وغیرہ- اور گواہ تو صرف ایک لالہ تو تیا تربستا رہ سکتے ہین-

کلکال چند (بعد غور کے کشاے چند سے) دیکھو منشی جی گواہ تو طلب کرا دو اور یہ تحریری ثبوت اوسیکے ہاتھ سے داخل کرا دینگے-

کشاے چند محرر (لیکر) اچھا حضور-

محرر درخواست لکھتا ہے-

زباندراز خان (اگیان خان سے) کیون صاحب آپ کیا ثبوت دینگے-

اگیان خان- جناب تحریری ثبوت تو یہ لیجیے بائیبل اور قرآن شریف اور چند حدیثین- اور گواہ حضرت اسلام علی اور مسٹر کرسچینزم کو طلب کرا دیتا ہون-

زباندراز خان- ایک آدھ گواہ اور بھی ہو تو بہتر ہے-

اگیان خان- اور کسکو بتلاؤن-

زباندراز خان- اچھا خیر جانے دو (بکواد بیگ محرر سے) منشی جی لکھ لو اور طلب کرا دو اور یہ کتابین بھی داخل کردو-

پیریت چند (بستہ سے ویداور ستیارتھ پرکاش نکالکر) لیجیے۔
پرمانا بھاس (پیریت چند سے) دیکھو گواہ آپکے معزز اور بے تعلق ہوں۔
پیریت چند۔ جناب بس یہی ناممکن ہے۔ اب کہیے تمام جہان سے تو ہمارا تعلق ٹھیرا۔ ایسے گواہ کہاں سے لاویں۔
پرمانا بھاس۔ بیشک غیر کچھ ہوں لیکن ایسے تو ہوں کہ جنپر بالکل بھروسہ ہو۔
پیریت چند۔ جناب یہہ تو پرمیشور کے فضل اور حضور کے کرم کا پرتو ملی ہے کہ اگر راستہ چلتے کو بھی طلب کرادوگے تو ممکن نہیں کہ تعمیل حکم سے عذر کرے۔
پرمانا بھاس۔ یہہ تو صحیح مگر پھر بھی گواہ ہوشیار اور تجربہ کار ہونے چاہئیں جو جرح میں نہ بگڑیں کیونکہ بابو پریان چند گواہوں کے بہت لتے لیتے ہیں۔
پیریت چند۔ ابھی تم دیکھنا کہ سب جرح ورح کرنی بھول جائیگا۔
پرمانا بھاس۔ ہاں بس یہی چاہیے۔
دُرنے چند (ایکانت سنگھ سے) آپ بھی گواہ اپنے طلب کرا دیجیے صاحب۔
ایکانت سنگھ (بستہ سے چند کتب نکالکر) لیجیے صاحب یہہ تو تحریری ثبوت ہیں۔
دُرنے سنگھ (لیکر) کیا ہے۔
ایکانت سنگھ۔ چار باک سدھانت اور پٹک ترے وغیرہ کئی شاستر ہیں۔
دُرنے چند۔ اچھا۔ اور گواہ۔
ایکانت سنگھ۔ ایک تو ناستک چند دوسرے الابودھ چند۔ بس۔
دُرنے چند۔ اور بھی کوئی ہے۔
ایکانت سنگھ۔ بس صاحب اور کسی پر مجھکو اعتماد نہیں۔

اچھے بھلے کی عقل خبط ہوتی ہے۔
ڈرنے چند۔ واقعی جناب صدر اعلے صاحب بھی تو آج چکر کھا گئے۔ اور اسوقت تو بگل
دعوے کو ہیچ سمجھ رہے ہین۔
زباندراز خان۔ کیون نہو جناب بعض بعض نمبر تو نہایت ہی پُرزور اور قوی ہین۔
کلکال چند۔ خیر صاحب یہہ باتین تو ہوتی ہی رہینگی اب کچھ ثبوت کا فکر کیجئے۔
پیریت چند۔ ہان صاحب یہہ فرمائیے کس کس ثبوت کی ضرورت ہے۔
پرمانا بھاس۔ سب بار ثبوت اپنے ہی ذمہ ہوگا۔ ہر ایک نمبر کو ثابت کرانا پڑیگا۔
پیریت چند۔ اوہو۔ کیون جی یہہ کیا بات ہے۔
پرمانا بھاس۔ بات کیا ہے عدالت کا ضابطہ ہے یا گھر یر دا بیج۔
پیریت چند (سوچکر) اچھا منشی جی میرے گواہ تو آپ لکھ لیجئے۔
استیارتھ سنگھ محرر۔ بولئے۔
پیریت چند۔ ایک تو لالہ آریہ چند۔ دویم لالہ دیانت سنگھ۔ سویم پنڈت یاگیک چند
بس اور کیا کرینگے۔
استیارتھ سنگھ۔ بہت اچھا لیجئے ابھی طلب کراتا ہون۔
استیارتھ سنگھ درخواست لکھتا ہے۔
پیریت چند۔ اور بابو جی تحریری ثبوت ہمارا وید اور ستیارتھ پرکاش ہی ہے اسکو
بھی داخل کرا دیجئے۔
پرمانا بھاس۔ ہان ضرور۔ منشی جی جلد ابھی لیکر داخل کردو۔
استیارتھ سنگھ۔ اچھا حضور۔ (پیریت چند سی) لاؤ جی کیا ثبوت ہے۔

تتوا رتھ چند - بہت خوب -

تتوا رتھ چند اور بیک چند جاتے ہیں -

ہانس سنگھ (ایک ہرکارہ مدعا علیہم سے) جناب - مبارک -

پیریت چند - ہان سناؤ تو کیا گرم خبر ہے -

ہانس سنگھ - حضور کے اقبال کی برکت سے اول ہی دن مخالفون کو بری بنی ہے - پیران چند ناک چڑھا کر فرماتے ہین "بھائی مجھ سے اس مقدمہ مین ہرگز وکالت نہ ہوگی - کوئی اور وکیل تلاش کر لو" خود لالہ تتوا رتھ چند کہتے تھے "میرے بھی حواس باختہ ہین" اب بری حالت مین زمین پر پڑے نظر آتے ہین دیا یا نو پلوٹی ہی - کچھ گھسکر بن پر لگایا جاتا ہے شاید غش آگیا ہے اور بیک چند عجیب حالت مین ہی - از حد تردد دامنگیر ہے - غرض ایک تہلکہ پڑ رہا ہے

پیریت چند (دل ہی دل مین خوش ہوکر) ہان - تو خیر -

شوک سنگھ (دوسرا اہلکارہ) جناب یہ بھی واضح رہے کہ یہ سب کچھ غلام کی ہی کوشش اور جرات کا نتیجہ ہے - قدیم کا نمک خوار ہون - وقت پر کبھی چوکنے والا نہین - ایک مرتبہ پہاڑ کو بھی تو اولٹ کر زمین پر ڈال سکتا ہون - بڑے بڑے سنگدل اور اچھے اچھے گیانی گیانی میرے قدم رکھتے ہی زار کھاتے اور بیقرار ہو جاتے ہین - کھلتے ہین نہ سوتے ہین چیخین مارتے اور زار زار روتے ہین - اور ابھی تو اول ہی حملہ ہے میری جانفشانی اور جرات سے تو زمانہ واقف ہے -

اگیان خان - ہان ہان ہم جانتے ہین نتیجیابی پر سب کی قدردانی فرمائی جاوگی -

بابو پرمانا بھاس - صاحب اصل تو یہ ہے جو اہر ہی ایسی طرح کی ہوئی ہے کہ

بھیک چند۔ جی ہان یہہ تو ٹھیک ہی۔ ضرور چاہیے۔ بھلا اگر ضرورت ہوئی تو بھائی
اسوقت کہان لینے جاوگے۔ دیکھتے رہجاوگے۔

تیرتھ چند۔ پھر آپ ہی فرماوین کہ کسکو طلب کرانا چاہیے۔

بھیک چند (کچھ دیر سوچکر) میری راے مین تو لالہ کھیم چند اور لالہ جمنت چند
دونون بھائی آتے ہین وہی بہہ صفت موصوف ہین۔ اور اگرچہ ہین تو وہ دونون ایکہی
گھر صاحب تاہم تعداد مین تو دو ہونے چاہئین۔

پرمانند۔ ہان ہان وہی جی وہی بس اور کسیکی ضرورت نہین یہی دونون مناسب ہین۔

تیرتھ چند۔ مگر اون سے اپنا تعلق ظاہر کیا جاویگا تو پھر کس کام کی گواہی ہوگی

پرمانند۔ اسکی تو کچھ پرواہ نہین۔ جناب وہ عدالت کے نزدیک معتبر اور باوقار ہین
اور کوئی اون سے جھوٹ تو کہلوانا ہی نہین ہی۔ علاوہ اسکے باپ کی شہادت بیٹے کے
مقدمہ مین قانوناً جائز ہے۔

تیرتھ چند۔ خیر آپکو اختیار ہے۔

پرمان چند (بگیان سنگھ عرف ستیا سنگھ محرر سے) منشی جی ان دونون صاحبونکو
آپکی جانب سے (تیرتھ چند کی طرف اشارہ کرکے) شہادت مین طلب کرا دیجیے۔

ستیارتھ سنگھ محرر۔ بہت اچھا۔ ابھی درخواست لکھے دیتا ہون۔
لکھکر داخل عدالت کر آیا۔

بھیک چند۔ اچھا بس چلیے۔

تیرتھ چند۔ ہان۔ اچھا صاحب اجازت ہے۔

پرمان چند۔ ہان بس تشریف لیجائیے۔ الا تاریخ پر مع گواہان جلدی چلے آنا۔

یعنی پانی جو لکڑی کو نہین ڈبوتا اُسکی یہی وجہ ہی کہ وہ اُسی پانی کی پرورش کی ہوئی ہے
پس اُسکو شرم آتی ہی۔ آپکو بھی ہر طرح سے انکی دلداری ہی کرنا چاہیے۔ اور ہمسے تو خواہ
کچھ ہی کہدیا کرو۔ دیکھئے بابو پرپانا بھاس وغیرہ مخالف کس زور شور سے نئے نئے منصوبے
گانٹھ رہے ہین۔ آپکو بھی کمرہمت چست رکھنا چاہیے۔ ایسے گرے دل سے کام نہ کیا کرو
وہ ہین کیا چیز۔
پرمانچند۔ اجی آپکے خیالات کہاں ہین۔ مین تو آپکا اور نیز انکا تابعدار ہون۔ بھلا
مجھکو کسیطرح درگذر ہے ہر طرح اور ہر حال مین موجود اور شریک ہون۔ اچھا انہین
سے دریافت کرو کہ آج تنقیح قایم کرانیکے وقت کسقدر کوشش اور جانفشانی ہوئی۔
کوئی دقیقہ باقی چھوڑا گیا؟ مگر صاحب مین سچ کہتا ہون واقعی اُسوقت تو میری طبیعت
از حد نا امید اور سوگوار تھی۔ ہان اسوقت تو ضرور کچھ جناب کے قدوم کی برکت کا اثر ایسا
غالب ہوا ہے کہ میرا دل بھی از بس چست ہوگیا۔ بلکہ اب تو یہہ کہتا ہون کہ دیکھا جاویگا بھلا
خیر اب اس جھگڑے کو جانے دو کچھ ثبوت وبوت کا ذکر اور مشورہ کرو گواہون کی زیادہ تعداد کی
تو کچھ ضرورت نہین لیکن جو ہون معزز اور معتبر ہون۔
متوارتھ چند۔ ہمارے ذمہ کیا ثبوت ہے تحریر تکمیل دستاویز اور یافتنی مبلغان وغیرہ
سے تو کسیکو انکار ہی نہین۔
پرمانچند۔ جناب یہہ تو سچ ہی کل بار ثبوت ذمہ مدعا علیہم ہی ہی اور یہہ بھی یقین ہی کہ اپکی
طرف سے شاید کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہو مگر تاہم تردید ی گواہ ایک دو اگر موجود ہون
تو فوراً بوقت ضرورت کام آجاوینگے۔ اسلیے احتیاطاً کہتا ہون کہ ضرور ایکدو گواہ طلب
کرا دو بس زیادہ نہین۔

جس کو دیکھکر چھاتی بھر آئی - گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگا -

بھیک چند (پیار سے آنسو پونچھکر) کیون تمرکیا ہوا - ایسے کیون گھبراتے ہو -

تمرتھ (ہچکیان لیتا ہوا اور سانس ڈالکر) تمرکسی نے سچ کہا ہے " حال بد کا شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا " ہمیشہ کے عنایت فرما - قدیم کے پرورندہ بابو پوہان چند صاحب جنھون نے بالغرض آجتک پڑھایا لکھایا لاڑ پیار کیا - اب ایسے وقت مین یہہ بھی جواب دیتے ہین علیحدہ ہونا چاہتے ہین - اب کہیئے کہان جاؤن کسکو اپنا بناؤن -

پرمانند (دکھیا تا ہوکر) لو صاحب یہہ لو - شاباش ہی مرحبا آپکے خیالات کو مین نے تو جناب یہہ لفظ صرف اس غرض سے کہدیا تھا کہ یہہ مقدمہ اب ہوگیا ہے مقدمہ اسکی پیروی مین کسیطرح زیادہ خیال ہو اور ساداتی نہ سمجھا جاوے - نہ کہ میری یہہ غرض تھی کہ جو آپکے ذہن مین آئی - بھلا مجھ سے کہین ہٹا جاتا ہے - اسکی ہارجیت مین مین بھی تو شریک ہون -

بھیک چند - اجی صاحب - واہ یون تو سہی - بھلا کہین ناخن اور ماس بھی علیحدہ ہوتے ہین - یہہ کوئی بات ہے - یہہ ہمارے لالا (تمرتھ چند کی طرف اشارہ کرکے) ہمیشہ کے ایسے ہی دل کے کچے ہین ذرا ہی مین گھبرا جاتے ہین - مگر ذرا آپکو بھی انکی تسلی و تشفی کی باتین ہی کہنا چاہیے - خصوصاً جبکہ آپکی جانب سے ہقدرنا امیدی ہو تو انکی زندگی ہی محال ہے - اور آپکو یہہ بھی معلوم ہے کہ کسی فارسی کے شاعر نے کہا ہے -

چوب را آب فرو مے نبرد حکمت چیست
شرم دارد ز فرو بردن پروردۂ خویش

تتوارتھ چند۔ ہان صاحب واقعی مصیبت ہے میرے بھی بدن مین اسیوقت سے
دم نہین رہا۔ کیا کرون۔ کہان جاؤن۔ دیکھیے کیا ہو۔

پیرمانچند۔ ہو کیا جناب ابکی مرتبہ تو قطعی کامیابی کی امید نہین۔ تمہارے ساتھ کہین اپنی
بھی آبرو کھوئے۔ صاحب کوئی اور وکیل کر لیجیے۔ اب مجھسے اس مقدمہ مین پیروی نہوگی۔

تتوارتھ چند کچھ تو پہلے ہی سے حواس باختہ اور غلطان پیچان تھا اس لفظ کا سننا
تھا کہ غش کھا کر دھڑسے زمین پر گر پڑا دم چڑھ گیا۔ بازو مین ضرب آئی۔ اسکے گرنے کے
دھماکے نے دیا کے لیے چوٹ لگائی۔ چٹ سے اوٹھکر دوڑی آئی۔ منھ پر اوڑنے لگی ہوائی۔
پانون دابے اور ہوا کرنیکی ٹھیرائی۔

دیا (پیرمانچند سے) اے پتا دشمن کے حملہ کی آگ سے جنکا دل خوف زدہ اور بیقرار ہے انکو
شیرین گفتاری کے پانی سے تسکین دینا اور دھیرج بندھانا ہی پرم دھرم ہے سخت اور
خوفناک الفاظ جو خود اپنے آپکو برے لگتے ہین ہائے ہائے وہ دوسرون کو کیسے لوبھاتے
ہین۔ دیکھیے کیسی حیرت ہے اگر ب لالہ تتوارتھ چند اور چوٹ میرے پردے مین لگتی ہے۔
اب انکا دکھ کیونکر دور کرون (ایک باندی سے مخاطب ہوکر) بہو ستوتی تو کیسی باندی
ہے۔ خدا انکے پتر لالہ بھیک چند کو تو آواز دے۔

ستوتی (دوڑکر) لالہ بھیک چند! کچھ خبر بھی ہے۔ آپکے پتر کے دشمنون کا برا
حال ہے۔

بھیک چند۔ ہائین! کیا ہوا

یہ سنکر کہتے ہوئے لالہ بھیک چند فوراً دوڑکر پاس آئے۔ زانو پر سر رکھکر جب چار چھینٹے
پانی کا۔ اور ستواد صبا کی ہوا جھلی تب تو تتوارتھ چند نے آنکھ کھولی۔ ہوش آئی۔

تعصبات ناشک ناٹک

حصہ دوم

سین پنجم

اشخاص ناٹک متعلقہ سین ہذا

۱- تتوارتھ چند (तत्वार्थ) منشی
۲- ببیک چند (विवेक) منشی کا دوست
۳- کتھنچت چند (कथंचित)
۴- جنمت چند (जिनमत)
۵- پرمان چند (प्रमाण) وکیل منشی
۶- گیان سنگھ عرف ستیارتھ سنگھ (विज्ञान । सत्यार्थ)
۷- بپریت چند (विप्रीत)
۸- سنشے سنگھ (संशय)
۹- ایکانت سنگھ (एकांत)
۱۰- ونے چند (विनय)
۱۱- اگیان خان (अज्ञान)
۱۲- آریہ چند (आर्य्य)
۱۳- ویدانت سنگھ (वेदान्त)
۱۴- یاگیک چند (याज्ञक)
۱۵- سویتامبر سنگھ (स्वेताम्बर)
۱۶- ناستک چند (नास्तिक)
۱۷- بودھ چند (बौद्ध)

ہر چہ بر خود نپسندی بر دیگران مپسند

الہٰی

متھیات ناشنک ناٹک

جسمین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ مین ہر ایک مت کی آزادانہ بحث کرکے
سچ اور جھوٹ کے کھرے کھوٹے کا امتحان کیا گیا ہے

حصہ دوم

مصنفہ پنڈت رکھب داس صاحب متوطن قصبہ چلکانہ ضلع سہارنپور

جسکو

حسب فرمائش جناب بابو سورج بھان صاحب وکیل عدالت نصفی دیوبند
خادم الملک بہاری لال وی ناے۔ جے جینہ شہری مصنف سبھوگ جن تربر
ناول عقائد بہرو اصول بونی و ہفت جواہر وغیرہ و مترجم بھرتہری ویراگ شتک
جین ویراگ شتک و بھرتہری نیتی شتک و چانک نیتی درپن وغیرہ نے

بعد نظر ثانی

مطبع جینی کاشی بلند شہر مین باہتمام منشی ہر پرشاد چھپوایا

جنوری سنہ ۱۹۰۰ء ۱۰۰۰ جلد

جو حقوق محفوظ ہین

نے حسب ذیل تنقیحات سنا تا ہے۔

نمبر ۱- کوئی اشیو باصفات مخلوقات کا صانع ہے یا نہیں اور جو انتظام نفع نقصان اجتماع تفریق خوشی پیدایش مرنا جرا قرضہ لوانا وغیرہ سب ہی با نتظام ہوتا ہے یا کیا۔

نمبر ۲- زر مطلوبہ مدعا علیہ پر بیت چندے کے بیچ میں خرچ کیا یا نہیں اور آیا گیہوں میں خرچا ہوا قرضہ کا روپیہ قابل وصول رہتا ہے یا نہیں۔

نمبر ۳- جگت میں انواع مختلف اشیا جو نظر آتی ہیں اُن سب کی اصلیت ایک برہم ہی ہے یا کیا اور آیا مدعی و مدعا علیہ دونوں بھی ایک ہیں یا دو۔

نمبر ۴- تمامی جز وکل کا خالق کوئی خداوند باصفات ہے یا نہیں وجملہ حرکات سکنات اُسی کے حکم سے ہوتی ہیں یا کیا

نمبر ۵- جو چیز کسی کے قبض و دخل میں آگئی بالخصوص مقدر وغیرہ کے وہی اُسکا مالک سمجھا جا سکتا ہے یا کیا

نمبر ۶- ہر ایک قوم اور مذہب کے معتقد آدمی کے ہر حالت میں کرم ناش ہو سکتے ہیں یا نہیں اور مدعا علیہ کا وہ کرم بھی ناش ہو گیا یا نہیں جسکی وجہ سے اسکو قرضہ ادا کرنا پڑتا۔

نمبر ۷- کیا اس جنم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں جیو جا سکتا ہے اور مدعا علیہ بھی کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو گیا ہے۔

نمبر ۸- آیا تمام اشیا دنیا اصل ایک سروپ ہیں یا نہیں اور لین دین آمد و رفت وغیرہ جملہ حرکات صرف خواب و خیال ہیں یا کیا۔

نمبر ۹- جملہ اشیا لحظ بلحظ آپ ناش ہوتی ہوئی اپنی جگہ دوسری جنس کو پیدا کر جاتی ہیں یا کیا

نمبر ۱۰- کیا دعوی مدعی میں ضابطہ کا سوائی عدالت بھی کالعدم ہے۔

نمبر ۱۱- آیا پرتھوی آپ تیج بایو سے علیحدہ کوئی جیو دیہ ہے یا نہیں چاروں کے وقتاً فوقتاً مقدار مناسب پر جمع ہو جانے سے ہی طاقت دانائی وغیرہ علامات روح پیدا ہو جاتی ہیں۔

بعد سنانے تنقیحات کے ... دسمبر ۱۸۸۸ء واسطے فیصلہ کے مقرر ہوئی اور فریقین کو اپنا اپنا ثبوت پیش کرنے کی ہدایت کیگئی۔

کوئی اور بھی شکل ہے (وکلا مدعا علیہم سب ہنستے ہین)

پربانچند۔ حضور دونون طرح خیال ہر دو مدعا علیہم کا غلط ہے بروقت مباحثہ معلوم ہو جاویگا

عدالت (متعجب ہو کر) اچھا پھر بھی نمبر آٹھ مین ہی اسکی بحث بھی داخل ہو سکتی ہے علیحدہ تنقیح قایم کرنے کی کچھ ضرورت نہین۔

پربانچند۔ نہین حضور اسکی بھی علیحدہ تنقیح تو ہونی چاہیے کیونکہ ہم بہت سے نکتے اسمین نکالینگے

عدالت۔ اچھا ہم آپ ہی اسکو بھی علیحدہ لکھینگے (آگرہ چند سے مخاطب ہو کر) کیون بوجی

آگرہ چند۔ بہت اچھا حضور علیحدہ مین اور یہ ہو لیت رہیگی۔

عدالت۔ اچھا تو اسطرح لکھدیوین کہ آیا اشیا لحفظ محیط خود ناش ہوتی ہین اپنی جگہ دوسرے مجلس کو پیدا کر جاتی ہین یا قدیم مستقل ہین۔

پربانچند۔ نہ۔ اسمین تو پھر وہی بات آئی۔

عدالت۔ تو اسطرح لکھا جاوے

پربانچند۔ بس حضور قدیم اور مستقل کے لفظ اوڑا دیجیے۔

عدالت۔ ہے۔ اچھا اب نمبر دس تو قانونی ہے کہ آیا دعوی مدعی مین ضابطہ کارروائی لن ہی کو مدعی۔ ویرنمبر ۱ اسطرح لکھا جا سکتا ہے کہ آیا نمبر تھوی آپ تو پانچ سے علیحدہ بھی لوئی ہوتی ہے یا نہین جانداران کے وقتاً فوقتاً مقدار مناسب پر جمع ہونے سے اپنی طاقت دانائی وغیرہ علامات روح پیدا ہو جاتی ہین

ڈرنت سنگہ۔ حضور اسکا ایک جز تو رہ گیا کہ آیا بلا خصوصیت مقدار صرف قبضہ کے اعتبار سے ہی کوئی اسی شے کا مالک ہوتا ہے یا کسی اور طرح سے

عدالت نہین اسکی کیا ضرورت ہے سب آپکا اول جز ثابت ہو جاویگا تو پھر یہ لا محالہ ماننا پڑیگا اور علاوہ اسکے یہ تنقیح نمبر دو مین آ بھی گئی ہے۔

ڈرنت سنگہ (دل مین) ٹھیک تو ہے (بظاہر) خیر جیسی حضور کی راے ہو۔

عدالت۔ او ہو تنقیحون کا بھی ڈھیر لگ گیا۔ اچھا تو منشی جی اب یہ جملہ تنقیح فریقین کو پڑھ سنا دو اور مقدمہ مین تاریخ قطعی مقرر کر دو۔

کہ مدعی و مدعا علیہم بھی دونون ایک ہی ہین یا دو۔
عدالت (مسکراکر) بیشک یہہ تو بہت ضروری ہی۔ اب لیجئے نمبر چہارم میرے خیال مین اول مولوی زباندراز خان کا جواب لیجئے۔ اور یون تنقیح قایم کیجاوے تمامی جز و کل کا خالق کوئی خداوند با صفات ہے یا نہین اور جملہ حرکات و سکنات اُس ہی کے حکم سے ہوتی ہین یا نہین۔ اور نمبر پانچ یہہ کہ جو چیز جسطرح سے کسیکے قبضہ مین آگئی وہی اُسکا مالک ہے یا کسی مقدر و غیرہ کی خصوصیت سے کوئی کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نمبر ۶ یہہ کہ ہر ایک قوم اور مذہب کے متقد آدمی کے ہر حالت مین کرم ناش ہو جا سکتے ہین یا نہین۔
پرمان چند۔ حضور اسمین اتنا اور بڑھا دیجئے کہ مدعا علیہ کا وہ کرم بھی ناش ہو گیا یا نہین کہ جسکی وجہ سے اُسکو قرضہ ادا کرنا پڑتا
عدالت۔ بیشک ٹھیک ہے اب نمبر ۷ سُنیئے۔ کہ کیا اس ہی جنم مین بھی جیو ایک جسم سے دوسرے جسم مین بدل جاتا ہے اور مدعا علیہ بھی کسی دوسرے جسم مین منتقل ہو گیا یا نہین۔ اور نمبر ۸ مین یہہ بحث معلوم ہوتی ہی کہ آیا تمام اشیا زمتیہ اچل ایک سروپ ہین یا نہین اور یہین دین آمد و رفت وغیرہ جملہ حرکات صرف خواب و خیال ہین یا کیا اور نمبر ۹ مین ایکانت سنگ کا جو ادعوی ہی اوسکا سیان تو خلاف تنقیح نمبر ۸ کے آپکو تسلیم ہی ہوگا۔
پرمان چند۔ نہین حضور ہرگز نہین ہم سے دونون خلاف ہین۔
عدالت۔ کیون آخر اب تو قبول کروگے۔ ارے بھائی یہہ تو موٹی بات ہی اگر نمتیہ ثابت ہوگئی تب تو انت نمتیہ نہین اور اگر نہ ثابت ہوئی تو لامحالہ انمتیہ ہوگا۔

پرمان چند۔ بیشک

عدالت۔ اور کیا خالق مانتے ہو۔

پرمان چند۔ ہرگز نہین اُس سے بھی انکار ہے۔

عدالت۔ اچھا تو یون لکھدیوین کہ کوئی جگت کا صانع یا خالق ہے یا نہین۔

زباندراز خان۔ نہین حضور ہمارا خالق کا نمبر علیحدہ ہونا چاہیئے ورنہ گڑبڑ ہو جاویگی

پرمان چند۔ بیشک علیحدہ ہی ٹھیک رہیگا۔

عدالت۔ بہت اچھا تو لیجئے یون لکھے دیتا ہون۔ کوئی ایشور با صفات دنیا کا صانع ہے یا نہین اور جملا انتظام نفع ونقصان۔ اجتماع تفرق۔ فوتی پیدایش سزا و جزا۔ قرضہ دلوانا وغیرہ وہی انجام دیتا ہے یا کیا۔ اور نمبر ۲ یہہ تنقیح طلب معلوم ہوتا ہے کہ زر مطلوبہ یگیہ مین خرچ ہوا یا نہین۔ اور ایشور نے حیوانات اور دھن دولت وغیرہ بھی یگیہ کے لئے پیدا کئے ہین یا نہین۔

پرمان چند۔ میری رائے مین پیدا کرنیکی بحث تو تنقیح اول ہی مین طے ہو جاویگی اور یہہ امر کہ زر مطلوبہ یگیہ مین خرچ ہوا یا نہین۔ اُسوقت تنقیح طلب ہوگا جبکہ پہلے یہہ امر طے ہو جاوے کہ آیا یگیہ مین خرچا ہوا قرضہ کا روپیہ قابل وصول ہوتا ہے یا نہین۔

عدالت۔ اُو۔ بیشک یہہ تو اہم بات ہے واقعی ہمنے مغالطہ کھایا۔ اچھا نمبر سویم تو بہت صاف معلوم ہوتا ہے کہ جگت مین مختلف اشیاء جو نظر آتی ہین اُن سب کی اصلیت ایک برہم ہے یا کیا۔

پرمان چند۔ لیکن اسمین اگر اسقدر اور بڑھا دیا جاوے تو زیادہ موزون ہو جاوے

اُلٹی ہر روز نئی چھیڑ نکالتے ہین تو اب لاچار ہو کر بغرض چارہ جوئی حضور کی عدالت مین آیا ہون آخر صداقت کا گھمنڈ تو آہی جاتا ہے۔ اب حضور کو اختیار ہے۔

عدالت۔ بیشک یہہ بھی صحیح اِنسے دریافت کیا کرلین نادہندی تو انکی جوابی سے ظاہر ہے۔ اور ہمارے کیا اختیار ہی صاحب ہم تو جو امر ثابت ہوگا اُس سے ہرگز درگذر نکرینگے۔ اچھا صاحب اسمین تنقیح قایم کر لیجئے (مثل ہاتھ مین لیکر) نمبر اول تو میری راے مین یہہ ہونا چاہئے کہ زر مدعویہ کے دلوانے مین ناظم کامل کی خواہش ہے یا نہین۔

پرمانٹ چند۔ نہین حضور اسکا ثبوت تو کسی طرح بھی نہین ہوسکیگا۔

پرمانا بھاس۔ کیون حضور کیون نہین ثابت ہوسکتا۔ پرتکش سے نہین تو انومان وغیرہ سے تو سِدھ ہو جاویگا۔

پرمان چند۔ جناب انومان مین بھی دھرمی ہیتہ پر سِدھ ہوتا ہے اگر دھرمی پر سِدھ نہو تو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ سادھ کی سِدھی کس جگہہ کیجاتی ہے۔ یعنی جب تک کوئی ناظم کامل ہی ثابت نہین تو خواہش کسکی ثابت کیجاویگی۔

عدالت۔ تو اچھا یون لکھدیوین کہ ہر ایک شخص کے نیک و بد اعمال کے موافق قرضہ دلوانے کا انتظام جگت کے صانع کے اختیار مین ہے یا نہین۔

پرمان چند۔ واہ حضور آپ نے خیال نہین فرمایا ہمکو تو صانع کے وجود سے ہی انکار ہے پس وہی تنقیح طلب ہے اگر کوئی صانع ثابت ہو جاوے تو یہہ تو خود ہی قبول کرنا پڑیگا کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا جملہ انتظام اُس ہی کے اختیار مین ہے۔

عدالت (تعجب سے) اچھا تو آپ صانع کو بھی نہین مانتے؟

درکار نہین ہی۔ انھین چارون چیزون کے مقدار خاص پر جمع ہو جانے سے ایک
طاقت پیدا ہو جاتی ہے جسکو جیو بولتے ہین۔ پس جس گھر انے مین جسوقت جیو حسب
قاعدہ مذکور پیدا ہو گیا اُس گھر کی تمام چیزین بلحاظ قبضہ کے اُسکی ملکیت سمجھی
جاتی ہین ورنہ کوئی چیز کیکی موروثی نہین اور نہ قدرت یا ایشور کوئی چیز ہے۔ پس
نتیجہ یہہ ہوا کہ جو چیز جسوقت کسیکے قبضہ مین آگئی وہی اُسکا مالک ہی۔ لہذا ہمارے
ہاتھہ آیا ہوا زر مطلوبہ ہمارا ہی ہے۔ دعوی بیجا ہے۔

عدالت (انگڑائی لیکر) اوہ غضب۔ مقدمہ کیا یہہ تو مہابھارت کا بھی باوا
ہو گیا۔ میری تو طبیعت ابھی سے اُکتا گئی۔ عجب کیفیت ہے کہ تحریر و تکمیل دستاویز
اور وصولیابی زر متدعویہ سے تو اقبال گر اُسکی ادائگی سے انکار کا ایسا ڈھنگ نکالا
ہے کہ آجتک سننے مین نہیں آیا (اُدھر آنکھ اُٹھاکر) لالہ تو ارتھہ چند آپکی عادت تو
مقدمہ بازی کی تھی تم کیون ایسے جنجال مین پڑا کرتے ہو۔

تو ارتھہ چند۔ حضور واقعی تابعدار کا خاصہ تو یہہ نہین مگر لوگ نادہندی اور بے
ایمانی سے ویسے بھی مجھے خاموش نہین رہنے دیتے اور دو ایک آدمیون نے تو اپنے
آپ کو میرے اور بابو برہان چند صاحب کے نام سے مشہور کر رکھا ہے
اب فرمایئے کہ حضور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو ہزار ہا آدمیون کو دھوکا ہوا ور
کمال مضرت پہونچے اور خصوصاً اس تمسک کے بارے مین تو آج تک
بندہ طلب و تقاضا کرتا رہا لیکن مدعا علیہم سامنے حاضر ہین دریافت کیجئے کہ
جب کہ انھون نے ایک خرمہرہ ادا نہ کیا بلکہ وہ نقل کہ اُلٹا چور کوتوال
کو ڈانٹے۔ اس احتمال سے کہ ہمارا کیا ہو سکتا ہے اور کیا کر سکتا ہے

(۳) جواب سنے سنگہ مدعا علیہ

نمبرا۔ ہر ایک قوم اور پیشہ کے آدمی کی ہر حالت میں صرف دل صاف ہونیکی وجہ سے کرم ناش ہوکر نجات ہوجاتی ہے پھر ہم تو اوتم کل کے پیدا ہوے اور سچے دھرم کے معتقد ہیں۔ ضرور ہے کہ ہمارے دل کی صفائی سے وہ کرم کہ جسکی وجہ سے قرضہ ادا کرنا پڑتا ناش ہوگیا ہو۔

نمبر۲۔ اس جنم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں جیو بدل جاتا ہے پس کیا معلوم ہے کہ قرضہ لینے والا اور دینے والا جیو بھی کسی دوسرے جسم میں بدل گیا ہو لہٰذا ایسی حالت تذبذب میں بلا کامل تحقیق کے دعوی کرنا یا ڈگری دینا حق تلفی ہے۔

(۴) جواب اونٹے چند مدعا علیہ

دنیا کی تمام اشیاء نت اصل ایک سروپ ہیں باعتبار اسکے کہ جیو بھی ایک دنیا کی چیز ہے وہ بھی نت ایک سروپ قرار پایا۔ پس کوئی کسیکو دیتا نا لیتا ہے یہ جمیع حرکات جو نظر آتی ہیں صرف وہم کی باتیں ہیں درصل انکا کچھ وجود نہیں جیسے معاملات خواب۔ پس دعوی فضول ہے۔

(۵) جواب ایکانت سنگہ مدعا علیہ

نمبرا۔ جگت کی تمام چیزیں لحظہ لحظہ خود ناش ہوتی ہوئی اپنی جگہ دوسرے ہمجنس پیدا کرتی جاتی ہیں۔ چونکہ جیو بھی بلحاظ جگت کی چیز کے ایسا ہی ہے پس دینے والا مدعی اور لینے والا مدعا علیہ دونوں بحسب قاعدہ مذکور الصدر اُس لحظہ ناش ہوگئے شخص غیر کا شخص غیر پر دعوی کرنا محض بیوقوفی ہے۔

نمبر۲۔ پرتھوی۔ اپ۔ تیج۔ وایو یعنی خاک و آب و آتش اور باد سے علیحدہ اور کوئی جیو

جو نظر آتی ہے سب وہم وخیال کی باتین ہین بوجہ اودیا یعنی جہالت کے۔ پس جبکہ دینے والا مدعی اور لینے والا مدعا علیہ دونون ایک ہی ہین تو دعوی کرنا او ڈگری دینا سب فضول ہے۔

عدالت (متعجب ہوکر) عجیب غریب جوابدعوی مرتب ہوا ہے۔ اچھا دوسرا پڑھو

(۲) جواب اگیان خان مدعاعلیہ

نمبر۱- ذرہ سے لیکر آفتاب اور زمین سے لیکر آسمان اور جز سے لیکر کل مخلوقات کا خالق وہی ایک عالم الغیب قادر مطلق عادل رحیم کامل خداوند کریم ہے۔ بلا اوسکی مرضی کے کوئی شے کسیطرح سے حرکت کرنیکو بھی توانا نہین۔ پس اوس عادل بے مثال کو مدعاعلیہ سے ہنوز مدعی کو کچھ دلوانا منظور نہین ورنہ کب ممکن تھا کہ ابتک ادا نہ کیا جاتا۔ دعوی کرنا سراسر بے ایمانی اور خدا کی قدرت پر حملہ کرنا ہے۔

نمبر۲- اُسی خالق پروردگار نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ جتنے کہ دیگر اشیا ہیں اُسکی ملک ہین اور وہ اونکا مالک ہی۔ پس جو چیز خواہ کسیطرحسے کسیکے قبضہ دخل ہین آگئی اُسوقت وہی بلا کسی خصوصیت کے اُسکا مالک ہی کیونکہ نیک وبد اعمال کی جزا وسزا کے لئے تو ایک روز خاص مقرر کیا گیا ہے۔ اور نہ اب سے پہلے کہین روح نے کوئی فعل کیا تھا جسکا ثمرہ ہووے۔ پس دعوے ہر صورت سے ڈسمس ہونا چاہئے۔

عدالت۔ انکا اور بابو پرمانا بھاس چند کا تو مضمون قریب قریب ملتا ہوا ہے۔

پرمانا بھاس چند۔ نہین حضور فرق ہو یہہ خالق بتلاتے ہین اور ہم صانع۔ اسی طرح سے اور بھی فرق ہے۔

عدالت۔ خیر منشی جی اور بیان تحریری پڑھو۔

عدالت - اچھا کیا دعویٰ ہے۔

پیران چند - تمسک رجسٹری شدہ کی بناء پر دعویٰ ہے مدعا علیہ نے باوصف
تقاضا متواتر کچھ ادا نہین کیا۔

عدالت (وکلاء مدعا علیہم سے) آپکا کیا جواب ہے کیا کچھ قسط وغیرہ چاہتے ہین۔

وکلاء مدعا علیہم اپنا اپنا جواب دعویٰ داخل کرتے ہین اور منصرم جوابدعویٰ
ہر ایک کا عدالت کو پڑھکر سناتا ہے۔

(۱) جواب بیرت چند مدعا علیہ

نمبر۱ - دنیا کے کُل انتظامات فوتی پیدایش نفع نقصان - سزا جزا - دُکھ سُکھ اور داد ستد
وغیرہ کا منتظم کال ہی سرگیہ نیارعان دیالو سرب شکتیمان پرمیشور ہے اور وہی ہر ایک
کے شبھاشبھ کرم پھل کے موافق قرضہ دلوانے اور نہ دلوانے کا مالک ہے - اوسکی مرضی
بعلن کسیکو معلوم بھی نہین ہوسکتا کہ کسیکے مقدر کے موافق کسیکو کسیکا کسوقت اور
کسقدر دینا ہے یا لینا - پس اُس قادر مطلق کی خواہش نے ہنوز مدعا علیہ کو مدعی کے
قرضہ کے ادا کرنیکے لیئے مجبور نہین کیا ورنہ بلا اختیار روانکار ادا کرتا - لہذا دعویٰ ڈسمس
ہونا چاہیئے۔

نمبر۲ - اُسی ایشور جگت کرتا نے حیوانات کا گوشت و پوست بھی یگیہ کے لیئے سرجا ہے - تو
انسان کا روپیہ تو یگیہ کیواسطے لازمات سے ہے - چونکہ زر مطلوبہ بھی ہمارے یگیہ مین
خرچ ہوا پس ایسے نیک کام مین خرچ ہوا روپیہ ہرگز قابل واپسی نہین نہ مدعی اوسکے
طلب کرنیکا مستحق ہے - جیسا کہ حیوانات اپنی جان کے - دعویٰ مدعی فضول ہے۔

نمبر۳ - تمام دُنیا مین ایک برہم کے سوا اور کچھ بھی نہین - یہ مختلف انواع و اقسام کی جداگی

اپنے جوابدعوی بابو پرانا بھاس کو دکھلاتے ہین۔

بیربت چند (بابو آگرہ چند سی) جناب ذرا ہمارا جوابدعوے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

آگرہ چند۔ اجی جناب بابو صاحب کا جوابدعوی تحریر کیا ہوا ہم کیا دیکھینگے۔

پرانا بھاس چند (بیربت چند سے) بھائی صاحب آپکے جوابدعوی مین ایک نمبر ہمنے بڑھایا ہے۔

بیربت چند۔ کیا۔

پرانا بھاس۔ یہہ کہ زر قرضہ بگیہ مین خرچ ہوا ہے۔ پس مدعی اوسکی واپسی کا مستحق نہین رہا جیسا کہ حیوانات اپنی جان کے۔

بیربت چند (خوش ہوکر) واہ بابو جی وکیل بھی آپ اس عدالت مین ایکہی ہین۔

پریکٹیک چند (بعد کارروائی متفرقہ) لاؤ جی مقدمات نمبری

نرے منصرم (مثل ہاتھ مین لیکر) چپراسی۔ آواز دو تو ارتھ چند مدعی و منسے سنگھ و بیربت چند و اونے چند و ایکانت سنگھ و اگیان خان مدعا علیہ کو۔

عدالت۔ کیا ہے ہمین آج تنقیح ہے؟

منصرم۔ حضور۔

بعد چپراسی باہر آکر مدعا علیہم کو آواز دیتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ مع اپنے وکلاء کے عدالت مین حاضر ہوتے ہین۔

عدالت (پربان چند سے) مدعی کی جانب سے شاید آپ وکیل ہین۔

پربانچند (سلام کرکے) حضور۔

مجھکو اول لالہ برت چند نے کہدیا ہے اسلئے مجبوری ہی۔ کیون آپکے بابو ودُرے چند کیا کہتے ہین۔

ایکانت سنگہ۔ اُنکو تو انکار نہین۔ لیکن آپ ہو جاتے تو بہتر تھا۔

پرمانا بھاس چند۔ تو کیا مجکو آپ علیحدہ سمجھتے ہین۔ مین آپکی بھی ہر طرحسے کوشش کرونگا۔

ایکانت سنگہ جاتا ہے۔

اودنے چند بابو آگرہ چند کے پاس جاتا ہے۔

آگرہ چند۔ آئیے۔ آج سب کے سب کیسے تشریف لائے۔

اُودنے چند۔ آپکو معلوم نہین کہ ستوا رتھ چند نے نالش کی ہی۔ آج اُسکی پیشی ہے جوابدعویٰ تحریر کر دیجیے۔

آگرہ چند۔ واہ بہت جلد خبر لی۔ اچھا کیا جواب دوگے۔

اُودنے چند یہہ کہ تمام اشیا انت ایک سروپ ہین۔ نہ کوئی کسیکو دیتا ہے نہ لیتا ہے۔ یہہ سب خیالی باتین ہین۔

آگرہ چند۔ خوب! اچھا نئی طرز کا جواب سوجھا۔

اُودنے چند۔ جناب بابو ون مدعا علیہم کا ایسے ہی نئے نئے طرز کا جوابدعویٰ لکھو۔

آگرہ چند۔ اچھا منشی نرنج سنگہ انکا وکالت نامہ اور جوابدعویٰ لکھ لو۔

اگیان خان بھی مولوی زباندراز خان کے پاس جاتے ہین اور اونکے محرر بکواد بیگ سے جوابدعویٰ کی نقل لیکر کلکال چند کو دکھلاتے ہین۔

آگرہ چند وکیل اودنے چند۔ ودُرے سنگہ وکیل ایکانت سنگہ بھی اپنے

اگیانخان - جناب ہمکو تو آپکے اوپر بیفکری ہی-

کلکال چند - صاحب کیا کہون ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ سنشٹے سنگہ وکالت نامہ لکھ گئے ہین- اسوجہ سے لاچاری ہو گئی- اگر دو گھڑی پہلے آپ تشریف لاتے تو مجھے کچھ عذر نہین تھا-

اگیانخان - واہ جناب مین تو آپکو اپنا سرپرست سمجھتا ہون آپ نے ہی تو مجھے پرورش کیا- اب کہیئے کہان جاؤن- برائے خدا سنشٹے سنگہ کو کہدینا کہ کسی اور کو کر لینگے-

کلکال چند - بھلا کہین ایسا ہو سکتا ہی- ہمارے پیشے کو بٹا لگتا ہے مگر تم گھبراتے کیون ہو- مولوی زباندراز خان کو وکیل کر دو- وہ میرا دوست ہے اور مجھ سے زیادہ ہوشیار ہے اور مین بھی ہر طرح سے مددگار ہونگا- مجھکو تو تمہارا خود خیال ہی- اور جواب دعوی اون سے لکھوا لاؤ مجھے بھی دکھا دینا- اگر ضرورت ہو گی گھٹا بڑھا دیا جاوےگا-

سین چہارم

اور اشخاص متعلقہ سین ہذا

۱- آگرہ چند- اونے چند مدعا علیہ کا وکیل	۳- بکواد بیگ- زباندراز خان وکیل کا محرر
۲- نرنج سنگہ- آگرہ چند وکیل کا محرر	۴- پرتکشاپ چند- جج احتت

احاطہ عدالت دیوانی مین

ایکانت سنگہ (بابو پرمانا بھاس سے) بابو جی آپکو تو میری طرف سے پیروی کرنی ہو گی-

پرمانا بھاس چند - بھائی پیروی تو مین سب کی طرف سے کرنے کو موجود ہون مگر

سنشے سنگھ۔ ہان رجسٹری شدہ ہی۔

کلکال چند۔ توکیا ادائگی کا عذر کروگے۔

سنشے سنگھ۔ یہی توزیادہ فکر ہے۔ میرے جی مین تو جوابدہی کرنیکی بھی نہین
تھی۔ مگر سب مدعاعلیہم کا یہی مشورہ ٹھیرا۔ خیر ہمنے تو سوچکر جوابدہی کی یہہ شکل
نکالی ہے کہ جبکہ ہر حالت مین جیو کو موکش ہوسکتی ہی تو ضرور ہے کہ ہمارا وہ کرم کہ جسکے
ادے سے ہمکو قرضہ دینا پڑتا ناش کو پراپت ہوگیا ہو کیونکہ ہم آتم گیان اور سیچے دہرم
کے امیدوار ہین۔ پس ہمپر دعوی کرنا بیجا ہے۔ اور نمبر دویم یہہ کہ اس جنم مین ایک
جسم سے دوسرے جسم مین جیو کسی دیو وغیرہ کی حرکت سے بدل جاتا ہے پس کیا معلوم
ہے کہ قرضہ لینے والی روح بھی بدل گئی ہو۔

کلکال چند۔ اسکا ثبوت کیا۔

سنشے سنگھ۔ شید پران یعنی سربگیہ کا بچن۔

کلکال چند (عرضیدعوی دیکھکر) ہان تسپر بھی تو عرصہ کا ہوگیا ابتک کیا
وہ کرم ناش نہوے ہونگے اور اگر نہوتا تو ضرور دل مین دینے کی مدہ ہوتی۔ اچھا
منشی کشٹ سے چند انکا وکالت نامہ لکھ لو۔

کشٹ سے چند محرر وکالت نامہ لکھتا ہے اور سنشے سنگھ دستخط کرکے گھر کو
جاتا ہے۔

سنشے سنگھ کے جانیکے بعد اگیان خان بابو کلکال چند کے مکان پر آتے ہین

کلکال چند۔ کیون صاحب آپکے اوپر نالش دایر ہے اور آپ ایسے بیفکر کہ خبر بھی
نہین لی۔

(ظاہرا) لالا آریہ چند کے یہان گیا تھا۔

پیریت چند۔ کیون ؟

مایا چار سنگہ۔ دو برہمنون کو مین نے اپنی حکمت سے آریہ کئے اور سماج مین نام لکھوا دیا۔

پیریت چند۔ بیٹا ہمارے نزدیک تو برہمن اور آریہ دونون برابر ہین (بھچار سنگہ کو ساتھ دیکھکر) اور یہ آپکے دوست بھی شامل تھے ؟

بھچار سنگہ (جسے مایا چار سنگہ اوسکے گھر سے ابھی بلا کر لایا تھا) جی ہان مین بھی گیا تھا۔

پیریت چند۔ تم انکے اپدیش مین کسطرح ٹھیرے۔ دونون تمھارے تو مخالف ہین۔

بھچار سنگہ۔ صاحب مخالف ہونگے تو کچھ والد سے ہونگے۔ اور مجھپر تو چاہے بظاہر کچھ ہو لیکن دربردہ بڑی مہربانی ہی میری پرورش کے لئے آپکے ملازم ہدنبواہ کو علیحدہ تنخواہ دیتے ہین۔

پیریت چند۔ اچھا بیٹا اب رات زیادہ گئی ہی آؤ مکان کو چلین۔

سب اپنے اپنے مکان کو جاتے ہین۔

سنتے سنگہ صبح اوٹھکر بابو کلکال چند وکیل کے مکان پر جاتا ہے۔

کلکال چند۔ آئیے تشریف لائیے آپ تو کچھ فکرمند معلوم ہوتے ہین۔

سنتے سنگہ۔ جناب بہت بڑا فکر ہی۔ تیوارتھ چند نے نالش کی ہے۔ کیا آپکو معلوم نہین ؟ تم کسیکی خبر بھی لیتے ہو !

کلکال چند۔ صاحب پہلے ہی کیون خفا ہوتے ہو مجھے معلوم ہی اوس مین پانچ مدعا علیہ ہین۔ یکم مارچ مقرر ہے۔ بھلا تمسک رجسٹری شدہ ہے یا کہ نہین۔

بھرم متی۔ خیر دیکھا جاویگا۔

سب آرام کرتے ہین۔

اوسنے چند بھی اپنے مکان پر پہونچتا ہے۔

انا چارسنگہ (اُسکا لڑکا) لالا جی آج تو بہت انتظار دکھلایا کہان رہے۔

اوسنے چند۔ تتوار تھ چند کی نالش کا مشورہ تھا۔ بڑی زبردستی جوابدہی پر آمادہ کئے۔

انا چارسنگہ۔ اور کیا اقبال کا ارادہ تھا؟

اوسنے چند۔ ہان کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ لیکن اب یہہ خرابی رہی کہ علیحدہ علیحدہ جوابدہی کرنی پڑیگی۔

انا چارسنگہ۔ کیون!

اوسنے چند۔ وہی ہماری اونکی روز کی مخالفت اب تو تتوار تھ چند کے معاملہ مین مصلحتاً جمع ہو گئے ہین۔

انا چارسنگہ۔ خیر تم تو بابو پریانا بھاس کو وکیل کر دینا۔

اوسنے چند۔ اونکو تو بیریت چند نے کر لیا ہے۔ اب کون غصہ مین پڑے تاریخ پر دیکھا جاویگا۔

سب سوتے ہین۔ بیریت چند بھی پریانا بھاس کے مکان سے اپنے گھر کو واپس آتا ہے راستہ مین مایا چارسنگ اپنے بیٹے کو دیکھکر پوچھتا ہے۔

بیریت چند۔ بیٹا اسوقت کہان سے آتے ہو۔

مایا چارسنگہ (دلمین) ان سے صاف بات کسطرح بتلائی جاسکتی ہے

سبکی راے جوابدہی کی قرار پائی ہے۔ اب معاملہ عدالت کے ہاتھوں آن پڑا۔ علاوہ
روپیہ کے بات سہنے کا بڑا فکر ہے۔ آپس مین تو ہم لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ اب
غیر اور طبوان سے مقابلہ ہے۔

بچار سنگہ۔ پھر فکر کی کیا بات ہے جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا۔

ایکانت سنگہ۔ بھائی آخر اسکا کچھ انتظام بھی تو کرنا چاہئے۔ ہمارے بڑے
دوست لالہ پرپانا بھاس کو تو پہلے سے ہیریت چند نے وکیل کرایا ہے وہی زیادہ
ہوشیار تھے۔ اب لالہ دُرنے چند پر نظر ہے۔ یہہ فکر ہے کہ اُنکو کوئی نہ جا لیچے۔

بچار سنگہ۔ نہیں جی ایسا کیا ہے اور ہمین بھی اب تغافل کیون کرنا ہے صبح ہی
اُنکو مطلع کردینا چاہئے بس پھر فراغت۔ خود وہ فکر کرینگے۔ باقی پھر دیکھا جاویگا۔

ایکانت سنگہ۔ ہان بس یہی چاہئے۔ مین تو یہی کہتا ہون کہ میری تو بھلی بُری
گذر گئی۔ جو کچھ کوشش ہے صرف تمھارے لئے ہی جاؤ اچھا اب آرام کرو۔

سب سوتے ہین۔

ستے سنگہ اپنے مکان پر پہنچکر اپنے لڑکے ابچار سنگہ کو آواز دیتا ہے اور کواڑ
کھلواکر اندر جاتا ہے۔

ابچار سنگہ (اپنے باپ سے) کیا مشورہ رہا۔

ستے سنگہ۔ کم بختون نے جوابدہی کی ٹھیرائی ہے۔

ابچار سنگہ۔ خیر جی پنچون راہ سو پنچون راہ

بھرم متی (زوجہ) دیکھئے کیا ہووے۔ کامیابی کی امید تو کم ہی ہے۔

ستے سنگہ۔ کیا کرین۔ اول زبان دیچکے تھے کہ کثرت رائے کے پابند ہونگے۔

ایکانت سنگہ - مدرا لا وجی جگاکر -

مدرا مدن سنگہ و بیچار سنگہ کو جگا کر لاتی ہی -

ایکانت سنگہ (بیچار سنگہ سے) کیون بیٹا تم شام سے سو جاتے ہو کیا ہمیشہ ایسے ہی بے فکر سویا کروگے - بھلا مدن سنگہ تو ابھی کم عمر ہی -

مدن سنگہ جناب ہمکو بچہ نہ سمجھئے آپ ارشاد فرماوین کیا ہے حضور کے طفیل سے ہمارا وہ لحاظ و رعب ہے کہ دنیا بھر کے غریب و امیر فقیر و بادشاہ - رسول پیغمبر سخی شوم اور سر اسر وغیرہ ہمارا دم بھرتے ہین - خصوصاً میرے پانچ بان تو مشہور عام ہین - وہ کون ہے کہ اون سے خوف نہین کھاتا اور اپنے سینہ کو اونکا نشانہ نہین بناتا - بعض بعض نکتہ چین او رعیب بین اگرچہ در پردہ میری عداوت اور مذمت بھی کرتے ہین لیکن وہ بھی ڈر سے مدن کہکر پکارتے ہین - علاوہ ازین جب سامنے ہو جاتا ہون اُن سے بھی نہ کر دنی کراتا ہون میرے خلاف اُف کرنے کی مجال برہما اور اندر کو بھی نہین ہوتی - غرض تین لوک مین میری دُہائی ہی برہما سے تیشوی مینے بھرشٹ کیے ہین - کہان تک کہون یون سمجھیے کہ اگر مین نہون تو جگت نہو -

ایکانت سنگہ (بیچار کر) شاباش بیٹا تمھاری عمر دراز ہو مگر مجکو تو فکر اس تمھارے بڑے بھائی کا ہے -

بیچار سنگہ کیون ہم کیا کچھ کم ہین آپکے قدوم کی برکت سے قریباً تمام جہان پر میری حکومت ہی - جب مین سر چڑھتا ہون تو والدین کا خوف رہتا ہے نہ حاکم کا - صرف میری ہی بولی بولی جاتی ہی - فرمائیے کیا تشویش ہے ؟

ایکانت سنگہ تمھین خبر نہین ستوارتھ چند نے نالش کی ہی - آج اُسکا مشودہ تھا

نہین ہے۔

اگیان خان (خوش ہوکر) واہ وا مرحبا۔ جانجان اسوقت تو ارسطو کو بھی مات کردیا بفضل خدا جسکی ایسی لقمان زبان اہلیہ ہو اسکی ہمیشہ ہی فتح ہے۔

انیتی بیگم۔ کیون حقیقت مین ہے بھی تو اسیطرح۔ پچھلے کرم یعنی افعال تو کوئی ہوتے ہی نہین ہین جسکی وجہ سے انسان کو دنیا مین آکر مال و اسباب ملتا ہے جتنا جس سیکو مل گیا وہی اسکا مالک ہو جاتا ہے۔

اگیان خان۔ اسوقت یہہ تجویز تمھاری خالی از بصارت نہین۔ خیر آپ سوائے آرام کیجئے۔ صبح ٹھیک ہو جاویگا۔

سب سوتے ہین۔

اودھر ایکانت سنگھ گھر پر پہونچتا ہے اور دروازہ بند دیکھ کر آواز دیتا ہے

ایکانت سنگھ۔ بیٹا مدن سنگھ۔

کامنا (زوجہ ایکانت سنگھ) مدرا۔ ذرا دروازہ کھول دینا۔

مدرا باندی دوڑ کر دروازہ کھولتی ہے اور ایکانت سنگھ اندر پلنگ پر بیٹھتے ہین۔

کامنا۔ کہیئے آج کہان کی سیر اوڑا کر آئے کہ آدھی رات گذر گئی تب بھی چھٹکارا نہوا

ایکانت سنگھ۔ مین تو تمھاری قسم کہین نہین گیا تھا تو ارتھ چند کی نالش کے مشورہ مین دیر ہو گئی۔ لڑکے کہان ہین؟

کامنا۔ سوتے ہین۔ اتر تیشا پنکھا کرتی ہے۔ مدن سنگھ تو روتا روتا ابھی پڑا ہی اس کمبخت مدرا نے ایسا سر چڑھایا ہے کہ کسیکی سنتا ہی نہین گر پالا بھی اسی نے ہے۔ چھوٹی بہن اشکنتا بھی اوسکے ساتھ خوب کھیلتی ہے۔

انیتی بیگم - اہا - بہت اچھا طرز ہے - ایسے ڈھنگ رب العالمین کے فضل و کرم سے سوجھتے ہین - اور کیون نہین وہی اپنے بندون کا مشکلکشا ہی - میری راے مین تو اسکے لیئے لالہ کلکال چند کو وکیل کرنا چاہیئے وہ بہت ہوشیار سمجھے جاتے ہین اور آپ سے ملاقات بھی رکھتے ہین -

اگیان خان - ہان وہ بھی ہوشیار ہین - دوچار وکلا سے مشورہ کرکے بعد مین دیکھا جاویگا -

سب آرام کرتے ہین - تھوڑی دیر کے بعد انیتی بیگم اگیان خان کو جگاتی ہے -

انیتی بیگم - سوگئے یا جاگتے ہو -

اگیان خان - کیون کیا بات ہے -

انیتی بیگم - مین اسی فکر مین غلطان و پیچان پڑی تھی - آج نیند بھی نہین آئی یہ دعا کرتی تھی کہ خدا وہ دن کرے کہ مدعی پر بالعوض اسکے قرضہ کے ہمارے خرچہ کی ڈگری ہو - پڑے پڑے ایک جواب مجھے بھی سوجھا ہے جو پسند آئے - بس یون سمجھیئے کہ اسوقت خود رب العالمین کی بشارت ہوئی ہے -

اگیان خان (چونک کر) ہان جلد سنائیے کیا سوجھا ہے -

انیتی بیگم - تمام اشیا دنیا کی صرف انسان کے لیئے پیدا کیگئی ہین اور اُس ہی کو انکا مالک قرار دیا ہے - حتے کہ حیوانات کا گوشت و پوست بھی انسان کی ملکیت ہی - پس جسوقت جو چیز - خواہ کسی طرح سے کسی کے قبضہ و اختیار مین آگئی اُسوقت بلا خصوصیت کسی نیک و بد اعمال وغیرہ کے وہی اُسکا مالک ہی جبتک کہ وہ اُسکا انتقال نکرے - پس جو روپیہ ہمارے قبضہ مین آگیا اُسکے مالک ہم ہین مدعی مستحق ہوی

ہوتا ہے اور غضب خان بیٹا اور انیتی بیگم زوجہ استقبال کرتی ہے۔

انیتی بیگم۔ کیون صاحب آج تو چہرہ پر کچھ آثار ملالت کے نظر آتے ہین۔ تشریف بھی دیر بعد لائے۔ خیر تو ہے۔

اگیان خان۔ خیر کیا۔ تواریھ چند نے جو نالش کی ہے اُس ہی کے مشورہ مین دیر ہو گئی۔

انیتی بیگم۔ آپ نے تو کبھی کچھ فکر کیا نہ تھا۔

اگیان خان۔ کیا کیا جاے آخر معاملہ عدالت کا ہو گیا ہے۔

غضب خان (تلوار نکالکر) مجھے تو بتلائیے کسنے آپ پر نالش کی ہے ابھی اُسکا سر لاکر حاضر کرتا ہون۔

ہنسا (اگیان خان کی لڑکی) مجھے تو بتلائیے ابھی اُسکا کلیجہ چاٹ جاؤن۔

اگیان خان۔ بیٹا جلدی کیون کرتے ہو ابھی اُسکا وقت نہین ہے۔ وہ ہمارا کر ہی کیا سکتا ہے۔

انیتی بیگم۔ خیر کچھ ہی ہو روپیہ تو اوسکو ہرگز ادا کرنا چاہیے۔ کاہلی کو چھوڑ کر ہاتھ پیر ضرور ہلانے چاہیئن۔ ہمت مردان مدد خدا۔

اگیان خان۔ نہین روپیہ کیسا۔ مشورہ مین بھی جوابدہی ہی کرنی قرار پائی ہے۔

انیتی بیگم۔ کس بنیاد پر جوابدعوی ہوگا۔

اگیان خان۔ بیربت چند نے ایک بہت اچھا نیا طرز نکالا ہے۔ یہ کہ خالق مطلق جو تمام حرکات کا فاعل اور منتظم ہے اُسکی خواہش ہنوز قرضہ ادا کرنے کی نہین ہوئی ورنہ کیون نہ ادا کیا جاتا۔

پھل ہے پس اُسکا انتظام بھی اُس ہی کے دست قدرت مین ہوا - اُس سرگتیہ کے بجز کسی کو معلوم نہین ہوسکتا کہ کوئی شے یا مال کسکا حق یعنی تقدیر کا پھل ہے - تو ایسی حالت مین عدالت کی تجویز پر احتمال حق تلفی کا ہے -

پرمانا بھاس چند - واہ واہ بھائی واہ - ارے مانتے ہین میرے شیر - بس جاؤ فتح ہے - اب تم بے فکر ہو جاؤ مین خود جوابدہی کرونگا -

بپریت چند - ایک نمبر اور بھی خیال مین آتا ہے - یعنی یہہ کہ تمام دُنیا مین ایک برہم کے سوائے اور کچھ بھی نہین - یہہ انواع قسم کی چیزین جو نظر آتی ہین سب وہم اور جہالت کی وجہ سے ہے - پس جبکہ مدعی اور مدعا علیہ دراصل دونون ایک ہی ہین تو دعوی کرنا اور ڈگری دینا وغیرہ جملہ کارروائی بیجا اور فضول ہے -

پرمانا بھاس چند - دونون جواب بہت معقول ہین - دیکھو بحث کے وقت کیسے دُھرّے اُڑاتا ہون -

بپریت چند - تو جناب وکالت نامہ لکھوا دیجئے -

پرمانا بھاس چند - جلدی کیا ہے - تاریخ پر لکھا جاویگا -

بپریت چند - نہین صاحب مجھے اور بھی اندیشہ ہے کہ آپ کے پاس ہم دونون مین سے جو آویگا آپ کو اُس سے انکار نہوگا - مبادا مین بھروسہ ہی مین نہ رہجاؤن اور سب پہلے آپ ہی کو وکیل کرنا چاہینگے -

پرمانا بھاس چند - اچھا منشی اَستیا تمر سنگ انکا وکالت نامہ لکھ لو -

وکالت نامہ لکھواکر بپریت چند گھر کو جاتا ہے -

بپریت چند وغیرہ کے چلے جانے کے بعد اگیان خان محلسرائے مین داخل

ہیرت چند۔ بابو صاحب اسوقت آپ کو ایک تکلیف دینے آیا ہون۔

پرمانا بھاس چند۔ فرمائیے کیا ہے۔ آپ تو کچھ فکرمند معلوم ہوتے ہین۔

ہیرت چند۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ تیرتھ چند نے حملہ کیا ہے۔

پرمانا بھاس چند۔ جی ہان بس معلوم ہو گیا مین بھی تو اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ غیر وقت کا آنا کیسا۔ باوصفیکہ عرصہ ہو گیا شکل بھی نہین دکھلاتے ہین۔ سچ ہے آپ لوگ مطلب کے دوست ہین۔ مجھے معلوم ہے اس نالش کا احوال ابھی تو شاید آپ پانچون بھائی مدعا علیہم ہین اور بابو پرانچند مدعی کے وکیل ہین۔ رجسٹری شدہ تمسک کی بنا پر دعوے ہے اسکا کچھ فیصلہ و تصفیہ کر دو اور کیا۔

ہیرت چند۔ نہین جناب جوابدہی کرینگے ہم پانچون نے مشورہ کیا تھا۔ جوابدہی کی رائے قرار پائی ہے۔

پرمانا بھاس چند ہون۔ کوئی رسید بنائی ہو گی۔ کہین جعل مین نہ پھنس جاؤ زمانہ نازک ہے ایسا نکرنا۔

ہیرت چند۔ نہین صاحب رسید کو تو جعل سنگ نے کہا بھی تھا کہ مین بنا سکتا ہون مگر ہمنے بھی خطرہ کی وجہ سے پسند نکیا۔ بلکہ ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے سنکر حیران ہو جائیے گا۔

پرمانا بھاس چند۔ وہ کیا ہے صاحب۔ فرمائیے۔

ہیرت چند۔ ہم چاہتے ہین کہ مدعی سے اس مرتبہ ہم اپنے اصلی بر بودھ کا ہی فیصلہ کر لین اور سچا جواب ہو بے ایمانی نہو۔ یعنی یہہ کہ تمام دنیا کا صانع پرمیشور ہی اور وہی نیک و بد افعال کا عوض دینے والا ہے اور روپیہ حاصل ہونا بھی چونکہ کسی کرم کا

تمام اوسی کا ہے۔

ایکانت سنگھ۔ خیر جیسی راے ہو۔

پریت چند۔ اچھا اب رات بھی زیادہ ہوگئی جلسہ برخاست کیا جاوے۔ مگر اس معاملہ کو ساواتی سمجھکر کوئی صاحب غفلت نکرین۔

سب جاتے ہین راستہ مین جاتے ہوے بابو پرانا بھاس کے مکان کے دروازے پر پہونچکر پریت چند نے تینون سے کہا۔

پریت چند۔ لو صاحب بندگی ہم تو ابھی اس کام کو انجام دیکر چلتے ہین۔ لالہ پرانا بھاس ہمارے بہت بڑے مہربان اور درد شریک ہین مین تو اونھین کے ذمہ بوجھ بھار ڈالے جاتا ہون۔

ایکانت سنگھ۔ خوب کیون صاحب بڑھکا وکیل تو آپ چھانٹ لینگے اور ہم کیا کرینگے۔ خیر جائیے۔

پریت چند۔ نہین صاحب وہ بڑے لائق آدمی ہین اگرچہ وکیل تو ایک ہی طرف سے ہو سکتے ہین مگر مشورہ وغیرہ مین سب کو مدد دے سکتے ہین۔

ایکانت سنگھ۔ ہان ہان ویسے تو بڑے خلیق اور بچارے سب پر مہربان ہین اور لطف یہ ہے کہ کچھ تو ارتھ چند سے انکی روز ازل سے ہی اعلے درجہ کی مخالفت ہے اور پرمارتھ چند اور انکا مقابلہ بھی ہمیشہ رہتا ہے۔

ایکانت سنگھ وغیرہ جاتے ہین اور پریت چند پرانا بھاس کے مکان مین جاتا ہے۔

پرانا بھاس۔ آہا لالہ پریت چند صاحب آئیے۔ تشریف لائیے کہیئے مزاج تو خوش

ہم سب کا ایک مضمون او شریک ہونا غیر ممکن ہی اور ایک دوسرے کی رائے کے خلاف ہی نہین بلکہ اوسکو توڑتا ہے پس جوابدہی سب کی علیحدہ علیحدہ ہوگی۔

اَوِنےؔ چند۔ کیون جی ایسا نہین ہوسکتا کہ بیان تحریری تو ایک ہی گندہا جائے اور سب کا مضمون علیحدہ علیحدہ نمبر ڈالکر لکھدیا جاوے۔

ہیرپت چند۔ جی ہان ایسا بھی ہوجاتا جو اپنے گھر کی عدالت ہوتی۔ ایک تو کہتا ہے کہ ایشور صانع ہی دوسرا خالق بتاتا ہے تیسرا دونون کو غلط ٹھیراتا ہی۔ پھر کہین ایک جوابدہی ہوسکتی ہی۔ اس جلسہ سے جو ہماری ایکتائی کی اصلی غرض تھی وہ نہوسکی خیر۔ لیکن اب بھی اور دیگر جملہ کارروائی مین ہم سب کو بالاتفاق اور ہمدرد رہنا چاہیے۔ اور ہان اب بھی ایک بہت بڑا عظیم فایدہ ہمکو اس جلسے سے پہونچیگا وہ یہ ہے کہ ہم مین سے ہر ایک کے جدا گانہ اور مختلف جواب جو گذرینگے اُن مین سے ایک کا اثبات اگر نہ ہوسکے تو دوسرا اُسکے خلاف خود بخود ہی ثابت ہوگا۔ مثلاً اگر عدالت کی رائے مین قدیم ہونا اشیا کا نہ ثابت ہوا تو ضرور ہے کہ غیر قدیم ماننے گی پس اُسوقت ہم سب کو اُسپر اتفاق کرنا اور اُسپر زور ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ مطلب تو دشمن کو زیر کرنے ہے اور اب مدعی تو بالکل ہی لاچار و مجبور ہوگا۔ ہر ایک بات مین اُسکے اقبال کرنے مین ایک کا جواب صحیح ہوتا ہے اور انکار کرنے مین دوسرے کا

اگیانخان۔ بیشک۔ اب دیکھو مدعی ہمارے خرچہ کی ڈگری سے بچکر کہان جاتا ہے۔

ایگیانت سنگہ۔ ہان جناب خرچہ کی ڈگری تو سب کی شاملات رہنی چاہیے چاہے کوئی کامیاب ہو۔

ہیرپت چند۔ نہین صاحب کچھ لوٹ تھوڑا ہی ہی جسکا جواب قطعی منظور ہوگا خرچہ

سنتشے سنگہ۔ صاحب مین تو اس سے بھی اتفاق نہین کرتا۔ اول تو میری رائے مین جوابدہی کرنا ہی بیجا ہے۔

پریت چند۔ ہان صاحب آپ کیون جوابدہی کی صلاح دیوینگے آپ اصل مین سازشی مدعی ہین۔ آپکو مدعا علیہ کہنا تو فضول ہی ہے۔

سنتشے سنگہ۔ نہین نہین تو ارتھ چند سے میرا تعلق نہین ہے البتہ جو بات معقول ہے اسکو تو ماننا ہی پڑتا ہے۔ اور رہی جوابدہی کی بات سو روپیہ ادسکا سچا ہے کہ نہین۔

پریت چند۔ خیر صاحب۔ یہہ تو کثرت راے سے طے ہوگیا کہ جوابدہی ہونی چاہیے۔

سنتشے سنگہ اچھا صاحب اگر جوابدہی کیجاوے تو معقول تو ہو ایسا نہو کہ خواہ مخواہ ہنسائی ہو۔ یہہ آپکے تمام جواب تو ہماری راے مین ٹھیک ہین نہین۔ خیر مین اگر جواب دون بھی تو اسطرح کہہ سکتا ہون کہ ہر ایک قوم اور پیشے کے آدمی کے ہر حالت مین کرم ناش ہو کر صرف دل کی صفائی سے نجات ہوسکتی ہے پھر ہم تو اُتم کل اور مذہب کے شخص ہین مفروض ہے کہ ہمارے دل کی صفائی سے ہمارے اُس کرم کا ناش ہوگیا ہو جس سے ہکو قرضہ دینا پڑتا ہے اور دوسرے یہہ بات ہی کہ ایک جسم سے دوسرے جسم مین جیو باہم تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے پس ممکن ہے کہ قرض لینے والے جیو کو کسی نے تبدیل کردیا ہو۔ ایسے تذبذب کی حالت مین بلا کامل تحقیقات کے دعوے کیسے ہوسکتا ہے۔

پریت چند (سانس ڈالکر اور گردن ہلاکر) بس جی یہہ معلوم ہوگیا کہ جوابدہی مین

ٹھیک نہین ہے - نہ اسپر کچھ کامیابی کا بھروسہ ہو جیسا کہ آپ فرماتے ہین ایسا
ایشور خالق یا صانع ہرگز بھی ثابت نہوگا اور نہ کوئی جیو یا شبہ اشبھ کرم وغیرہ
کوئی چیز ہین پھر اُنکے پھل کہان ہونگے - ہان البتہ اگر ایسے ڈھنگ پر چلنا منظور
ہے تو مین بتلاتا ہون - حقیقت مین جیو کوئی چیز نہین صرف آب و خاک وغیرہ
ملکر چیتن شکتی ہو جاتی ہے یعنی جس جگہہ جس مکان مین یہ چیزین حسن اتفاق سے مقدار مناسب
پر جمع ہو جاتی ہین وہان ایک جاننے والی طاقت پیدا ہو جاتی ہی جسکو روح
بولتے ہین - اور اُس گھر نے کی تمام اشیاء اوسکی ملکیت ہو جاتی ہین - ورنہ کوئی
چیز کسکی موروثی نہین اور نہ کوئی ساتھ لاتا ہے اور نہ لیجاتا ہے - پس نتیجہ یہہ ہوا
کہ جو چیز جسکے قبضہ مین آگئی وہی اُسکا مالک ہی - لہذا ہمارے ہاتھ آیا ہوا مدعی کا
زر مطالبہ ہمارا ہی ہے - مدعی اُسکا مستحق واپسی ہرگز نہین - یا یہہ جو اُس سے بھی
زیادہ مضبوط ہے کہ دُنیا کی جمیع اشیاء لحظہ بلحظہ خود ناش ہوتی ہین اور اپنی جگہہ
ویسی ہی دوسری کو پیدا کر جاتی ہین - ایسا ہی جیو بھی ہی - لہذا جس جیو نے قرضہ
لیا تھا اور جس سے لیا تھا دونون اوسی لحظہ بموجب قاعدہ مذکورہ نیست ہو گئے پس
یہہ دعویٰ کرنا بیجا ہے -

اُوپے چند - واہ جناب آپنے ہی کیا پتھر ڈالے - وہ جسکا نام تو اُتھ چند ہی
ایسے ایسے غپوڑون کو تو پھونک سے اوڑا دیتا ہے بھلا کہین اننتا (غیر قدامت) ثابت
ہو سکتی ہی - ہان بلکہ اسکے خلاف سطرح کہو تو ٹھیک ہے کہ دُنیا کی تمامی اشیاء
نت ابناشی ایک سروپ ہین - نہ کوئی کسیکو دیتا ہے نہ لیتا ہے - یہہ سب جو کچھ
نظر آتا ہے وہم کی باتین ہین جیسے معاملات خواب -

پریت چند ۔ سنئیے ۔ ہمکو روپیہ لینے اور تمسک لکھدینے سے اور کچھ نہ دینے کو تو انکار ہی کرنا چاہئے ۔ بلکہ ہم کہتے ہین کہ جب دنیا کے کُل انتظامات داد و ستد تو تی پیدایش ۔ سزا و جزا ۔ دُکھ و سُکھ ۔ نفع و نقصان ۔ دولتمندی و افلاس وغیرہ کا منتظم اور صانع ایک پرمیشور ہی اور وہی شبھ اشبھ کرمون کے پھل کا کہ جسکے ذریعہ سے جیو دکھ یا سُکھ کا مستحق ہوسکتا ہے جاننے والا اور انکے موافق دینے اور دلانیوالا ہے ۔ اُسکے بدون کسیکو معلوم بھی نہین ہو سکتا کہ کسیکو کسیکے اعمال کے موافق کیا اور کسقدر دینا یا لینا ہے ۔ پس اوس منتظم کامل کی خواہش نے ہنوز ہمکو کچھ مدعی کا قرضہ ادا کرنے کو مجبور نہین کیا ورنہ بلا اختیار انکار ادا کرتے یا نالش فضول ہے ۔

اگیان خان ۔ شاباش ۔ لاؤ ہاتھ لاؤ بھائی واہ خوب سوجھی ۔ واقعی یون ہی ہونا چاہئے ۔ اس سے اپنے اصلی برکا ہی دعوے کرین ۔ روپیہ کیا اُسکو تو یہان بچانی مشکل ہوجاویگی ۔ خدا قادر مطلق ہی اُسکے حکم کے بغیر واقعی طور پر ایک ذرہ نہین حرکت کرسکتا ۔ تمام عالم کو عدم سے ہستی مین لانیوالا اور اُسکا انتظام کرنیوالا وہی ہے ۔

پریت چند ۔ بس جناب خدا کا خالق ہونا ثابت نہو سکیگا ۔

اگیان خان ۔ واہ جناب تو کری جوابدہی ۔ اگر خدا خالق نہین تو اور کیا ہے ۔

پریت چند ۔ اچھا خیر دیکھا جاویگا یہ تو کچھ بات نہین ۔

پریت چند (ایکانت سنگھ سے) کیون صاحب آپ بھی داد دیجئے ۔ ابتو ہے فتح کہ نہین ۔

ایکانت سنگھ ۔ بھائی صاحب بُرا مانئیے یا بھلا میرے نزدیک تو یہہ جوابدہی بھی

مگر یہہ فرمائیے کہ جواب کیا دیا جاوے۔ جواب کوئی معقول ہونا چاہئے۔ رجسٹری شدہ تمسک ہی۔ ایسا نہو کہ آبرو بھی جاے اور ڈگری بھی ہو۔ لیکن ہان یہہ بات اچھی ہی کہ اندنون صدراعلےٰ صاحب چھٹے مین اور والد صاحب کی اونکے یہان آمدورفت بھی بہت کچھ ہے۔

ایکانت سنگہ۔ خیر یہہ تو غنیمت ہی۔ لیکن کچھ جوابدہی کا طرز بھی آپ ہی ایجاد کیجئے اس فن مین آپ کو اچھی مشق ہی۔

سب سوچتے ہین۔

پیریت چند (بعد تھوڑی دیر تک غور وتامل کے گردن ہلاکر) آہا آہا۔ اوہو اہو! لو صاحب یا تو کچھ خیال مین آتا ہی نہین تھا اور سوجھا تو ایسا سوجھا کہ آجتک ایسا انوکھا اور لاردّ جواب عدالت مین کسی نے نہ دیا ہوگا اور لطف یہہ ہی کہ دعوی سے اقبال بھی اور انکار بھی۔

ایکانت سنگہ۔ دیکھو صاحب ایسا نہو کہ دو مخالف باتین کہنے مین حلف دروغی کا جرم عاید ہو۔

پیریت چند۔ نہین صاحب۔ کچھ بات ہی۔ ہم کچھ سودائی تھوڑا ہی ہین۔ وہ ایسا طرز ہے کہ کبھی ہیر دعوی ہی نہین ہوسکتا۔ اور ٹھیک ہر اب مین بھی جوابدہی کی راے سے اتفاق کرتا ہون۔ کیسا روپیہ اور کیسا فیصلہ۔ اب تو معاملہ ختم کا ہوگیا ہے اور ہماری اُسکی مخالفت تو چلی ہی جاتی ہی۔ بس اُس سے اپنے اصلی بردہ کا ہی نہ فیصلہ کرلین۔ دیکھو تو جواب کو سنکر ہی کیسا چکراوے ہے۔

ایکانت سنگہ۔ تو بھائی صاحب بتاییے گا بھی اُس طرز کو یا تعریف ہی کرتے رہوگے۔

ہے اُنکی کیا سبیل ہی آخر روپیہ تو اُنکا سچا ہے - میری رائے تو یہہ ہے کہ روپیہ
اُنکا حسب حصہ رسد ادا کردینا چاہئے -

ایکانت سنگہ - کیا خوب صاحب اگر یہی رائے تھی تو مشورہ ہی کی کیا ضرورت
تھی - اسمین تو کلام نہین روپیہ بیشک اُنکا سچا ہے مگر دینے کو کسکے پاس ہی - اور
پھر جب اُس نے نالش کردی ہے تو ہم بھی کیون چوکین اب تو عداوت ٹھیر گئی
ہماری رائے مین تو ضرور جوابدہی ہونی چاہئے -

سنسے سنگہ - بھائی یہہ دل گوارا نہین کرتا کہ اسقدر کثیر رقم سے ایک بے جرم کو
یک لخت جواب دیدیا جاوے باقی رہا یہہ کہ عداوت - سو عداوت بھی اُس سے
ہماری کیا ہے جسکا قرض ہوتا ہے آخر وہ کچھ تو سبیل اپنی کرتا ہی ہے -

اگیا نخان - یا سعایسی کاہلی کی باتین کرتے ہو آخر کچھ مردانگی بھی چاہئے - مرد
کہلاتے ہو جسنے اپنے اوپر حملہ کیا اُسکا کیا ڈر اور کیا رحم - کیا کہون عملداری انگریزی
ہے اور کچھ کرشچینزم (مذہب عیسائی) نے مجکو روک رکھا ہے - ورنہ بقول اہل اسلام
ابتک کبھی کا قتل موذی قبل الایذا ہوگیا ہوتا - خیر جوابدہی تو ہم ضرور کرینگے -
ہمت مردان مدد خدا - کیا تتوارتھ چند کے آگے ہم عاجزی کرین یہہ ہرگز نہین ہوسکتا

اَوتے چند - ابی عاجزی التجا کا تو ذکر نہین مگر اب کچھ بے موقع معاملہ ہوگیا ہے
وہ ہم سے کاوش رکھنے لگا ہے - ایک مرتبہ اُسکو ضرور زک دینی چاہئے ورنہ اُسکا
حوصلہ بڑھ جاویگا - اب بھی نالش کی ہر چند جھوٹی کرنے کو آمادہ ہوگا - مرنا تو ہے ہی
کتے کی موت کیون مرین - آیندہ اختیار -

بیرت چند - اچھا صاحب جو بقول رائے کے یہہ تو طے ہوگیا کہ جوابدہی کرنی چاہئے

اتفاق (اندر جاکر) حضور اب وہ خود درِ دولت پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت کے خواہان ہین۔

اگیان خان۔ اچھا خیر چونکہ وہ آگئے ہین چلے آدین۔

اتفاق باہر آکر بلاتا ہے سب جاتے ہین اور بعد آداب سلام کے بیٹھتے ہین۔

پریت چند۔ کہیئے جناب ہم سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ جو اسقدر خفگی کا باعث ہے جناب من اگرچہ ہم سب مین باہم کیسی ہی مخالفت ہو لیکن حکمت عملی اور عقلمندی اسکا نام ہے کہ دشمن کے مقابلہ مین سب ایک ہو جاوین۔ تو ارتھ چند ایک زبردست دشمن ہے اوسپر فتح پانی بہت ہی مشکل ہے۔ ہان البتہ اتفاق وہ چیز ہے کہ اوسکی بدولت بڑی بڑی مشکلین آسان ہو جاتی ہین۔ اور تلوار کا زمانہ اب نہین رہا۔

اگیان خان (جرات سے) جناب گستاخی معاف آپ ہی نے ہندو آریہ سلمان وغیرہ کا تفرقہ ڈال رکھا ہی ورنہ اپنی تو ہر دم یہی صلاح اور کوشش ہی کہ سب ایکم ایک ہو جاوین۔

پریت چند۔ آپ کا تو خیال اودھر چلا گیا۔ خیر اِن باتون کو جانے دیجیے اور مطلب پر آئیے۔

لیکانت سنگھ ہان تو آپ ہی شروع کیجیے اندنون تقریر کا ہنر آپ ہی کی ذات مین بڑھا ہوا ہے۔

پریت چند۔ بہت اچھا۔ ہان صاحب بیشتر یہہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انجام کار اس جلسہ کا کثرت رائے پر رہیگا اور وہی ہم سب کو منظور کرنا پڑیگا۔ اب آپ سب اصحاب اپنی اپنی رائے آزادانہ ظاہر فرمائیے کہ لالا تو ارتھ چند نے جو نالش ہم پر کی

بیریت چند - صاحب تصور معاف آپکی طرف سے تو اطمینان تھا لیکن
یہ سمجھکر کہ اگیان خان کا یہان آنا دشوار معلوم ہوتا ہے وہ بہت مغرور آدمی
ہین وہین چلنے کا ارادہ کیا ہے -
اُوتے چند - ہم تو جناب پر پڑ دیکھتے ہی حاضر ہین - واقعی اگیان خان کا خیال
ہمکو بھی تھا یہی ذکر کرتے آرہے تھے -
اس طرح باتین کرتے جاتے ہوئے اتفاق کو آتے ہوے دیکھکر پوچھا کہ
ملے یا نہین -
اتفاق - جناب ملے تو صحیح مگر یہ ملاحظہ کر کے سر کر لے تلوار پر ہاتھ دھرا میری
طرف بھی ذرا غصہ سے دیکھا - لیجئے یہ جواب لکھا ہے
بیریت چند لیکر پڑھتا ہے -
"مجھکو مشورہ کی کچھ ضرورت نہین تلوار سے کام لیا کرتا ہون مشورہ مین ہاتھ
ہوتا ہے اور بحث کی بنیاد کفر ہے - پس صرف خداوند کریم کا بھروسہ چاہیے
سب فتح ہو علاوہ ازین مخالفون کے مکان پر جانیکی اپنی عادت نہین"
بیریت چند - لو صاحب دیکھا اب کہئیے کیا صلاح ہے
اُوتے چند - اجی اُنکے خیالات فاسد ہین اب ارادہ کر کے آئے ہین چلو تو سہی
ایکانت سنگھ - خیر اگر اتفاق کو ہمراہ لے لیجے یہ بہت ہوشیار اور کارگزار ہے
بیریت چند - بیشک درست ہے آؤ اتفاق تم بھی -
سب اگیان خان کے مکان پر پہونچتے ہین -
بیریت چند - اتفاق دیکھو تم ذرا جا کر خبر کرو مگر ہوشیاری سے -

لیجاؤ اور جلدی آؤ ہم منتظر ہین ۔

اتفاق پرچہ لیکر جاتا ہے اور اودے چند کے مکان پر جاکر پرچہ دیتا ہے ۔

اودے چند (رقعہ پڑھکر) مین ابھی سنہے سنگھ کو ہمراہ لیکر اُنکے پاس حاضر ہوتا ہون

اتفاق یہان سے سنہے سنگھ کے پاس جاتا ہے اور اُنکو بھی پرچہ دیتا ہے ۔

سنہے سنگھ (پڑھکر) اودے چند نے کیا کہا ہے ۔

اتفاق ۔ صاحب یہ فرمایا ہے کہ وہ آپکو ساتھ لیکر ابھی وہان جاوینگے ۔

سنہے سنگھ ۔ اچھا تو اُنکے آنے پر مین وہان ضرور جاؤنگا ۔

بعد پرچہ لکھنے کے اور اتفاق کے بھیجنے کے ہیریت چند و ایکانت سنگھ مین

اسطرح گفتگو ہوئی ۔

ہیریت چند ۔ پرچہ تو لکھدیا مگر دیکھئے یہان آوین یا نہین ۔

ایکانت سنگھ ۔ اور تو جلیے آوینگے لیکن اُنکے آنیکا خیال ہے ۔

ہیریت چند ۔ بیشک صاحب وہ تو بڑے بینڈے آدمی ہین وہ ہرگز نہ آینگے

ایکانت سنگھ ۔ تو پھر کیا کرین چلو اُن کے مکان ہی پر چلین ۔

ہیریت چند ۔ بہت اچھا وہین چلیئے اودے چند و سنہے سنگھ کو بھی راستے

سے ساتھ لے لینگے ۔

ہیریت چند و ایکانت سنگھ جاتے ہین ۔

ہیریت چند و ایکانت سنگھ (راستے مین سنہے سنگھ اور اودے چند کو آتے

ہوئے دیکھکر) تسلیم جناب

اودے چند ۔ تسلیم صاحب کہیئے ہم کو بُلوا کر کہان کو چلدیئے ۔

بیرپت چند - ہے تو ٹھیک کسیکا قول ہے کہ پنچون مل کیجے کاج ہارے جیتے آوے نہ لاج - مگر کہیئے کیا تجویز کرین - آخر سب کا اکٹھا ہونا ضرور ہے -

ایکانت سنگھ - تجویز کیا ہے - یا تو چلو اُن کے مکان پر چلین یا اُنکو یہان بلو لیجئے

بیرپت چند - اچھا تو یہان ہی بلواتے ہین - پرچہ لکھے دیتا ہون -

بیرپت چند تینون کے نام ایک رقعہ لکھکر ملازم کو پکارتا ہے -

بدھوا بواہ ملازم (دوڑتا ہوا حاضر آکر) حضور کیا حکم ہے -

بیرپت چند - دیکھو یہہ پرچہ ہمارا لالا وِپنے چند وسنتے سنگھ و اگیان خان کے پاس لیجاؤ -

بدھوا بواہ (ہلکی زبان سے) اچھا -

بیرپت چند - کیون سست کیون ہوگیا -

بدھوا بواہ - حضور مجھے تمیں مین تو کچھ عذر نہین لیکن میری قسمت کی خوبی یا شاید اسوجہ سے کہ حضور اس ناچیز کی قدردانی اور پرورش فرماتے ہین یہہ سب صاحب مجھسے دلی حسد اور قدرے کاوش رکھتے ہین اسلیے ہچکچاتا ہون -

بیرپت چند (قلم لب پر رکھکر) اُو ہو بیشک تم ہمارا پیارا ملازم ہے ہم تمکو ایسی جگہہ بھیجنا نہین چاہتے - اچھا دربان کو بھیجو اور جب تک وہ آوے تم دربانی کرو -

بدھوا بواہ باہر جاتا ہے اور اتفاق سے کہتا ہے کہ بھائی جلدی جاؤ سرکار بلاتے ہین -

اتفاق (اندر آکر) حضور کیا حکم ہے -

بیرپت چند - دیکھو جی یہہ رقعہ لالا وسنتے سنگھ و وِپنے چند و اگیان خان کے پاس

بیریت چند اپنے مکان پر بیٹھا ہے اور ایکانت سنگہ آتا ہے

ایکانت سنگہ۔ جنابکو تسلیم

بیریت چند۔ تسلیم۔ آئیے آئیے آپ سے تو بہت دنون بعد ملاقات ہوئی کہیئے آپ کا مزاج شریف۔

ایکانت سنگہ۔ یار مزاج مزاج کیا پوچھتے ہو اندنون حواس باختہ ہین۔ لیکن مجھکو آپ کی طرف سے حیرت ہی کہ آپ سب طرح مطمئین اور لاپروا معلوم ہوتے ہین۔

بیریت چند۔ کیون کیون۔ یہہ کہیئے خیر تو ہے۔

ایکانت سنگہ۔ کیا تمھین اطلاع نہین آئی۔ تتوارتھ چند نے جو نالش کی ہے آپ نے کیا فکر کیا ہے۔ میرے نزدیک تو آپ بڑے لاپروا معلوم ہوتے ہین۔ بھائی مجھے تو ایسا فکر ہو رہا ہے کہ غیرت تو مہ جبینون مین بھی دل نہین لگتا۔ کہان سے دینگے اندنون تو باواجی ہو رہے ہین۔ عدالتین اُلٹی ہین۔ بھلا کہیئے تو کیا صلاح ہے

بیریت چند۔ یار کہتے تو ہو سچ مگر باو آریہ چند کے یہان نگیہ کا سامان تھا اُسکی کاروبار اور ہر وقت کے شریک رہنے مین مجھے کچھ خیال نہین رہا ورنہ بھلا کہین ایسی مہم عظیم سے بے فکری ہو سکتی ہے۔ لو اچھا پہلے اس ہی کا مشورہ کرتے ہین۔ بھلا فرمایئے کیا کرنا چاہیئے۔

ایکانت سنگہ۔ بھائی ہم تو آپ کو اپنا سرگروہ سمجھکر اسکی چارہ جوئی کے لئے آئے ہین

بیریت چند۔ صاحب یہہ تو سب آپکی مہربانی ہے لیکن پھر بھی اپنی رائے تو ضرور دینا چاہیئے۔

ایکانت سنگہ۔ پھر تو یون کیجیئے کہ سب کی رائے لیجیئے۔

مین بیٹھکر جو چاہے سو کہنا۔

اگیان خان ۔ اچھا جی لاؤ اطلاع لکھدین۔

لبوا سمن دیتا ہے۔ اگیان خان وصولیابی سمن لکھکر اور بیدرد سنگھ ملازم و مسٹر ورغلان صاحب لاٹ پادری کی گواہی لکھاکر سمن واپس دیتا ہے۔

سین سوم

اور اشخاص متعلق سین ہذا

۱۔ جبل سنگھ ۔ مدعا علیہم کا ایک جان پہچان والا
۲۔ بدھوا لواہ ۔ بیریت چند مدعا علیہ کا ملازم
۳۔ اتفاق ۔ بیریت چند کا دربان
۴۔ مایا چار سنگھ ۔ بیریت چند کا لڑکا
۵۔ پرمانا بھاس ۔ بیریت چند کا وکیل

مدعا علیہم کے سب وکیلون مین جو شیار

۶۔ استیار تھ سنگھ ۔ پرمانا بھاس وکیل کا محرر
۷۔ انیتی بیگم ۔ اگیان خان مدعا علیہ کی زوجہ
۸۔ غضب خان ۔ اگیان خان کا لڑکا
۹۔ ہنسا ۔ اگیان خان کی لڑکی
۱۰۔ زبان دراز خان ۔ اگیان خان کا وکیل
۱۱۔ مدن سنگھ
۱۲۔ بیچار سنگھ ۔ مدن سنگھ کا بڑا بھائی

[illegible]

۱۳۔ مُدرا ۔ کامنا زوجہ ایکانت سنگھ کی باندی
۱۴۔ اتر نشتا
۱۵۔ آسکتا ۔ اتر نشتا کی چھوٹی بہن

[illegible]

۱۶۔ دُوردرشی چند ۔ ایکانت سنگھ کا وکیل
۱۷۔ بھرم متی ۔ سنے سنگھ مدعا علیہ کی زوجہ
۱۸۔ اچار سنگھ ۔ سنے سنگھ کا لڑکا
۱۹۔ کلکال چند ۔ سنے سنگھ کا وکیل
۲۰۔ کشاسے چند ۔ کلکال چند وکیل کا محرر
۲۱۔ اناچار سنگھ ۔ ادتے چند مدعا علیہ کا لڑکا

کلام کو تبدیل کرکے اسکی قدرت کچھ گھٹا دے یا بڑھا دے - اگر کوئی کہے
کہ خدا کے کلام میں اصلاح یا اسطرح کی بات چاہیئے وہ بے موقعہ بڑبڑاتا ہے
کیونکہ خدا کی خاصیت سے کون واقف ہے مگر وہ آپ . . . .

بواد (گھنا کر دلیں) توباہ توباہ چھی چھی الف لیلہ کی غپوڑوں کو نہ سچ مان
لیں کسیکو انکی ہی حقیقت کیا معلوم ہے میں کب تک ان غپوں کو سنونگا
(آوازسے) حضرت اگیان خان صاحب !

اگیان خان - یہہ کون ہے ؟

بواد - جناب میں بہت دیر سے بیٹھا ہوں اور اب جانا مانگتا ہوں ایک آپکے
نام کا سمن ہے وہ لیجے -

اسلام علی - تجسے کہہ نہیں دیا تھا کہ ٹھیر جاؤ ابھی وعظ ہو رہا ہے بڑے
بیہودہ ہو -

بواد - آپ نے اُس دفعہ کا مضمون نہیں دیکھا جسمیں سمن نہ لینے کی سزا لکھی ہے

اسلام علی (آنکھیں سرخ کرکے) بس چپ بیٹھے رہو بکو مت -

پادری صاحب - ذرا ٹھیریے صاحب گرم مت ہو جئے - (بواد سے) ہاں
صاحب کیا سمن ہے ؟

بواد لالہ ستوارتھ چند نے نالش کی ہے

اسلام علی - دیکھو جی ہمارے سامنے بھی لالہ لالہ بکتا ہے (تلوار پر ہاتھ رکھکر)
کیا ہماری ذوالفقار کہیں چلی گئی -

پادری صاحب - بھائی صاحب ذرا ٹھیرو یہہ گھر کی حکومت نہیں اپنے گھر

ہے وہان پر تشریف لیگئے ہین اور مین بھی وہان ہی جاتا ہون - کہیئے کیا کام ہے؟

بواد - چلیئے مین بھی آپکے ہمراہ چلتا ہون - لالہ تتوار چند نے اونپر نالش کی ہے اوسکی اطلاع لایا ہون -

اسلام علی (غصہ مین بھر کر) اوہپر نالش - کیا سچ ہی نالش کی ہے -

بواد - جی ہان یکم مارچ مقرر ہے -

اتنے مین دونون گرجا گھر مین پہونچگئے -

اسلام علی (بواد سے) ذرا ٹھیرو وعظ ختم ہونے پر کچھ کہنا -

بواد لاچار ہو کر بیٹھتا ہے اور وعظ ہوتی ہے -

اے عزیزو انسان پر فرض ہے کہ اپنے ایام زندگی مین گناہ کی معافی پانے اور عاقبت بخیر ہونے کی تدبیر کرین - اسکے لئے یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ کوئی آدمی شریعت کے کامون سے راستباز نگنا جائیگا - یعنی کوئی شخص اپنی نیکوکاری سے خدتعالی کی عدالت مین راستباز نہین ٹھیریگا کیونکہ خدا صادق القول کی شریعت کے بموجب کوئی شخص گناہ سے نہین بچ سکتا ہے اذبس کہ یہی ہم لوگون کی حقیقی حالت ہے پس ہمکو کوئی ایسا ضامن اور واسطہ بالضرور چاہیئے کہ جسنے ہمارے قصور اور گناہون کی سزا اپنے اوپر لی اور سزا اوٹھا چکا ہو - ویسا ہی ضامن اور واسطہ خداوند عیسی مسیح ہے لہذا جو کوئی یقین کرکے اوسپر اپنے تئین بالکل چھوڑ دیوے اور اپنی راستبازی کے لئے صرف اوسکی کامل راستی پر تکیہ کرے وہی نجات ضرور پاویگا - پہلے ہی چلاہے کہ جیسے خدا کا کلام ہے ویسا ہی اسکو مان لین - مخلوق کا کیا مقدور ہے کہ اوس

بواد - بہت اچھا -

ناستک چند (شاگردون سے) دوستو افسوس کی بات ہی کہ جیو کرم اور پُن اور پاپ یا نرک سورگ وغیرہ کے جھگڑے مین پڑکر انسان ناحق اندریون کے بشئے کی انواع لذات سے محروم رہجاتے ہین - در اصل اگر دیکھئے تو نہ کوئی جیو ہے نہ کرم نہ پُن نہ پاپ نہ دوزخ نہ بہشت پھر کیون ایک محض سودائے خام (پرلوک) کے بھروسہ پر کھانا پینا ناچ رنگ اور مہ جبینون کے وصال کو ترک کرین اور طرفہ یہہ کہ مدجہالت مین شمار ہون دیکھو شاستر مین لکھا ہی کہ اے شستدنبتر کی دھارک تُبھا عمدہ کام بھوگ کی لذت پیدا کرنے والی شراب پی - اوسکا موت پن شکتی کا ایجادن ہار امانس کھا - کیونکہ پرتھوی - آپ - تیج - بایو ملکر چیتن شکتی پیدا ہوجاتی ہے - جیسے - جَو - گڑ وغیرہ سے شراب - اور جگت جتنا دکھائی دیتا ہے اوتنا ہی ہے نرک یا سورگ کہین نہین ہی پس ہر طرح کی لذات اور خواہشات لطیفہ سے محروم رہنا عجیب اور درجہ اعلیٰ کی جہالت ہے -

بواد - لو صاحب پہلے اطلاع لکھدیجئے -

ایکانت سنگہ ہان بہت اچھا -

ایکانت سنگہ سمن لیکر اور اطلاعنامہ لکھکر و ناستک چند اور سو اچھاچار سنگہ کی گواہی کراکر بواد کو واپس دیتا ہے - بواد جاتا ہے - راستہ مین اسلام علی کو جاتے ہوے دیکھکر پوچھتا ہے -

بواد - کیون صاحب آپکو معلوم ہی حضرت اگیان خان کہان ملینگے ؟

اسلام علی - آج کمپنی باغ کے گرجا مین لاٹ پادری صاحب آئے ہین انکا وعظ

ہے - ظاہر چراغ کی لو کی مانند اس ہی طرح تمام چیزین لحظہ لحظہ بدل جانے والی ہین - جیو یعنی روح بھی ایسے ہی ہی اسواسطے کرنیوالا جیو اور ہوتا ہے اور اسکے نتیجہ بھوگنے والا جیو اور ہوتا ہے اور جیسے اور چیزین دودھ مٹھائی وغیرہ کھانیکے لایق ہین ویسے ہی گوشت ہی اور جیسے دودھ پانی وغیرہ پینے کے لئے ہین ویسی ہی شراب بھی پینے کے لایق ہے اسمین کچھ برائی نہین ہی

بواد - صاحب مجکو دیر ہوگئی ہے انکے گھر پر بھی مین ہو کر آیا ہون - آپ مجکو ناستک چند کا پتہ بتلا دیجئے وہان ہی چلا جاؤن گا -

بودھ چند - حقیقت مین آپ دیر سے آئے ہین اچھا بیٹیا سو اچھا چار سنگ جاؤ انکو اپنے تایا صاحب کے مکان پر چھوڑ آؤ -

بواد اور سو اچھا چار سنگ ناستک چند کے مکان پر جاتے ہین اور پہونچکر دونون نے سلام کیا اور بیٹھ گئے -

ناستک چند - کیسے آئے -

بواد - لالہ ایکانت سنگ کے نام کا ایک سمن ہی - یہ کہکر سمن ایکانت سنگ کو دیتا ہی -

ناستک چند - (ایکانت سنگ سے) کیا کسی نے نالش کی ہے ؟

ایکانت سنگ - جی ہان وہ مین نہین - لالہ ہتوارتھ چند انکو نالش کا شوق ہوا ہی -

ناستک چند - بھائی - لوگ بڑے بیوقوف ہین - نہین سمجھتے کہ روپیہ اگر کسی کے پاس موجود ہو تو نالش کیون کرا دے اور سچ پوچھو تو شاستر پڑھ عالم ہو گئے - یہ سب جھگڑے وہی کرتے ہین - خیر دیکھا جاویگا - مگر کیا ہے (بواد سے) بھائی ذرا ٹھیر جاؤ ایڈیشن ختم ہونے پر اطلاع لکھدینگے -

اوسنے چند اطلاعیابی تحریر کرکے اور سانکھیہ چند وناداں سنگ اپنے ملازم اردلی کی گواہی کراکر بواد کو واپس دیتا ہے۔

بواد (سن واپس لیکر) اگیان خان کا پتہ کیا ہے؟

اوسے چند- اگیان خان کو تم بھی کہینی بانگ کے گرجا مین چھوڑ کر آیا ہون۔

بواد جاتا ہے اور بودھ سنگ کی کوٹھی پر پہونچکر دور سے سلام کرنیکے بعد پوچھتا ہے کہ یہان لالا ایکانت سنگ بھی ہین۔

بودھ سنگھ (گردن اوٹھاکر) بھیا ابھی تو تھے اور اب پھر آیا چاہتے ہین شاید بھائی ناستک چند کے یہان چلے گئے ہین۔ انکا دل تو ہر وقت یہان ہی رہتا ہی مگر بھائی صاحب کا بھی اشتیاق بہت کچھ ہی اکثر وہان بھی چلے جاتے ہین۔ ذرا بیٹھ جاؤ۔

بواد بیٹھ گیا بودھ سنگ شاستر کا مطالعہ کرتا ہے۔

"جگت مین ہر ایک درب جس جس مین دوسرے درب کو اوتپاد ہوا سو نیم ت کو پراپت ہوتا ہے۔ پرکش دیپ سکھا کی نائین ایوم ست ستو جس تھائی ہین۔ جیو بھی ایسا ہی ہے اسواسطے کرتا اور بھوگتا دوسرا ہے اور مانس بھی جیسے اور ستو دودھ مٹھائی آدک کھانیکے لئے ہین ویسی ہی ہے اور ایسا ہی شراب بھی دودھ یا پانی کی مانند پینے کے لئے ہی۔ آمین کچھ دوش نہین ہے"

ترجمہ

دنیا مین ہر ایک چیز لحظہ لحظہ دوسری چیز کو پیدا کرتی ہوئی خود فنا ہوتی جاتی

کھنڈنے مین کتنا پاپ ہوتا ہے۔
عورت - مہاراج میرے ہاتھ بہت غلیظ ہو رہے ہین بنا دھوئے کیسے ہاتھ لگادون
سفید پوش - ارے مورکھ شریر شدھی اچھی ہے یا اشنان معلوم ہوتا ہے کہ تو
اشنان بھی بہت کیا کرتی ہوگی - اشنان کرنے مین مہا پاپ ہوتا ہے - ہم
تجکو اُپدیش کرتے ہین کہ اشنان کرنا بالکل تیاگ دے کیونکہ اسمین بہت جیوون
کا گھات ہوتا ہے اور ہمکو پیاس لگی ہے جو کچھ برتنون کا دھوون رکھا ہو تو لاؤ۔
عورت - مہاراج مجھے تو ایسا پانی آپکو پلاتے ہوے گھن آتی ہے کہو تو اچھا
پانی لاؤن - یہ ہاتھ دھوئے بغیر کیسے لاؤن۔
سفید پوش - اچھا تو ہم تیرے یہان آہار ہی نہین لینگے - تو بڑی پاپنی ہے۔
اور چلے گئے۔

بواد یہہ تمام باتین سنکر اپنے دلمین کہتا ہے کہ یہہ شخص تو بڑا غلیظ ہے اسنے
سر بھنگیون کو بھی مات کردیا - پھر ظاہر مین کہتا ہے -
بواد - اجی مہاراج سنسے سنگ کا پتہ بھی کچھ معلوم ہے -
سفید پوش - بھائی وہ تو ہمارے اوپاسرے مین ملینگے سیدھے وہین چلے جاؤ -
بواد اوپاسرے مین جاتا ہے اور سنسے سنگ کو سمن دیتا ہے - سنسے سنگ [illegible]
لکھکر منتر پرشاد و جتر سنگ کے دستخط کراکر بواد کو دیتا ہے اور بواد آتا ہے -
بواد (لوٹکر) کیون جی خیرت اوپنے چند کہان ملینگے ؟
سنسے سنگ - بھائی اول تو ساکھیہ چند کے یہان ورنہ کالا پلٹ سنگ کے مکان پر۔
بواد ساکھیہ چند کے مکان پر جاتا ہے اور وہان پر اوپنے چند کو سمن دیتا ہے

بہریت چند سین پر تفصیل لکھکر اور دُر بودہ سنگ باغبان و تعصب سنگ کی جو اسوقت
وہان موجود تھے گواہی کرا کر چپراسی کو دیتا ہے اور چپراسی جاتا ہے - اور راستہ مین
ایک شخص سفید پوش آراستہ صورت کھڑاون پر چڑھے ہاتھ مین کرمنڈل لئے ہوئے
کو ایک اشراف کے گھر مین جاتا ہوا دیکھکر مدعا علیہم کا پتہ دریافت کرنے کے لئے
اسکے پاس جاتا ہے -

سفید پوش (اندر جاکر مستورات سے) دھرم بردھہ

مستورات (کھڑے ہوکر اور ہاتھ جوڑکر) مہاراج یتی جی کچھ بھوجن تو اسوقت ہے
نہین - پر ماکھن تو رکھا ہے دو دن کا ہوگیا ہے -

سفید پوش (خوشی سے) اچھا وہی لاؤ -

عورت (حیرانی سے) مہاراج کیا ماکھن یتی بھی کھاتے ہین - دیکھو بھگوتی سوتر
مین یہہ لکھا ہے کہ ماکھن مین بیچ اندری جیو پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہین -

سفید پوش (ناسوکر) ہائے ہائے اس ہی واسطے تو کہا ہے کہ عورتون کے
روبرو ستا سنر پڑھایا اپدیش دینا بھی نہین چاہئے اور عورتون کو پڑھانا تو کداپ
نہین چاہئے یہہ تھوڑا سا پڑھنے کا ہی کارن ہے جو تجھکو شردھان نہین ہے اور یتی پر
بھی دوش لگاتی ہے - ارے مُورکھ ماکھن کھانے مین پاپ یتی کو کیسے ہوسکتا ہے
اسکو تو گرہستی پلے دیا ہے -

عورت - اچھا مہاراج جو آپ کہین سو ہی سچ ماکھن لاتی ہون -

یہہ کہکر وہ ماکھن لانے کے واسطے ہاتھ دھونے کو طیار ہوئی کہ فوراً وہ شخص بول اٹھا

سفید پوش - ارے یہہ کیا کرتی ہے ہاتھ مت دھونا - تو نہین جانتی کہ پانی کے

پالگیک چند- شاید ایسا ہو- اچھا دیکھو بیٹا ہنسک پرشاد انکو اپنے چچا کے باغیچہ مین پہونچا دو- وہان دونون ہونگے-

ہنسک پرشاد پواد چپراسی کو لیکر جاتا ہے اور باغیچہ مین ہیریت چند اور آریہ چند دونون بیٹھے ہین-

پواد (سمن لا ہیریت چند کے ہاتھ مین دیکر) لیجیے ایک آپ کے نام کا سمن ہے-

ہیریت چند سمن کو پڑھ کر متحیر ہوتا ہے اور آریہ چند اونکے چہرے پر افسوس کے آثار دیکھکر پوچھتا ہے-

آریہ چند کیا ہے ؟ کیسا سمن ہے ؟

ہیریت چند کچھ نہین توارتھ چند نے تمسک کی نالش کر دی ہے-

آریہ چند- کیا توارتھ چند کو اسقدر حوصلہ ہو گیا کہ آپ پر نالش کی ہے - اول تو آپ نے اپنے حصہ کا روپیہ ہی کیون نہ ادا کر دیا جو یہہ جھگڑا ہی نہوتا-

ہیریت چند- بھائی دیدین تو سب کچھ مگر اندنون تو کورے باواجی ہو رہے ہین- ہے کسکے پاس-

آریہ چند- خیر مگر اسقدر حیرانی اور افسوس کی کیا بات ہے اب اگر جھگڑا ہے تو جھگڑا ہی ہی ہمارے سب شاگردون مین بہت اتفاق ہے اور سب آپکے نمک پروردہ ہین اور صدر اعلے صاحب سے بھی ہمنے رسم ڈال ہی رکھی ہے گو وہ شاید حکومت کے گھمنڈ مین کچھ خیال سا نہین کرتے- لیکن کچھ آنکھون کا لحاظ ضرور کرین ہی گے- مگر ذرا ہین انصاف پسند- جو کچھ دل مین آتا ہے سو ہی کرتے ہین- خیر دیکھا جاویگا اسپر اطلاع تو لکھدیجیے-

بواد - اور یہہ بریت چند وغیرہ کہان ملینگے -

وفشےسنگہ - بریت چند کو تو مین ابھی یاگیک چند کے مکان پر چھوڑ آیا ہون جلدی سے چلے جاؤ -

بواد جاتا ہے اور یاگیک چند کے پاس پہونچکر کہتا ہے -

بواد - یہان لالہ بریت چند آئے تھے کہان ہین ؟

یاگیک چند - بھیا ابھی تو اوٹھکر گئے ہین - کچھ آجکل ہمارے چچا زاد بھائی لالہ آریہ چند پر زیادہ کرم ہے - غالبًا وہان ہی گئے ہونگے -

بواد - کیون آپ کے اوپر تو بہت زیادہ مہربان تھے -

یاگیک چند - بیشک مگر بھائی تم جانتے نہین کہ آجکل زمانہ ہی کچھ ایسا ہے - اول اول تو بھائی صاحب نے اور اوخھون نے بھی ہماری خوب پرورش کی لیکن اب دونون ہماری بیخکنی پر آمادہ ہین چنانچہ یہان تک تو مجکو یاد کہ کہتے ہین کہ یگیہ مین حیوانات کا جلانا جایز نہین حالانکہ ویدکے چند احکام اس بارہ مین مشہور و معروف ہین اور اونکے گرو سوامی دیانند جی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب ستیارتھ پرکاش طبع اول میں اسکو جایز رکھا تھا -

بواد - خیر اچھا جی یہہ بتلاؤ کہ وہ کہان ملینگے مین تو اون سے واقف بھی نہیں

یاگیک چند - کیون ! بھائی صاحب تو آپ کا سب کچھ دم بھرتے ہین - ہر وقت آپ کو یاد کیا کرتے ہین -

بواد - یہہ بیشک مین بھی سنتا ہون لیکن دراصل وہ مجکو نہین پہچانتے اور مین اونکو نہین جانتا میرے نام کا کوئی اور شخص ہوگا -

۶- یاگیک چند
۷- آریہ چند- یاگیک چند کا چچازاد بھائی
۸- ہنسک پرشاد- یاگیک چند کا بیٹا
۹- وِدبودھ سنگھ } ہیرت چند کی
۱۰- تعصب سنگھ } تعمیل سمن کے گواہ
۱۱- سفید پوش ایک تپی سنسے سنگ مدعا علیہ کے گرو
۱۲- منتر پرشاد } سنسے سنگ کی تعمیل
۱۳- جنتر سنگ } سمن کے گواہ
۱۴- کایاپلٹ سنگ- ونے چند مدعا علیہ کا ایک ہم جلیس
۱۵- سانگھ چند- ونے چند کا دوسرا ہم جلیس
۱۶- نادان سنگ- ونے چند کا ملازم ادنیٰ
۱۷- اسلام علی- اگیان خان مدعا علیہ کا بڑا بھائی
۱۸- بیدرد سنگ- اگیان خان کا ملازم
۱۹- مسٹر ورنلان- لاٹ پادری

بواد چپراسی کا سمن کی تعمیل کرنا

اول ہی چپراسی لالا ایکانت سنگ کے مکان پر آواز دیتا ہے

بواد (بآواز بلند) لالا ایکانت سنگ صاحب-

کامنا (ایکانت سنگ کی زوجہ) بیٹا وشئے سنگ دیکھو کوئی تمھارے لالا کو آواز دیتا ہے-

وشئے سنگ (اندر سے) کون ہے بھائی!

بواد سرکاری چپراسی سمن ہے ایک ایکانت سنگ کے نام کا-

وشئے سنگ (باہر آکر اور سمن دیکھکر) اور بے ایمان نے نالش کی ہے! اچھا جی- لالا- لالا بودھ سنگ کی کوٹھی پر ملینگے یا ناستک چند کے مکان پر

سود مین ادا نہین کیا بلکہ ہر طرح کی رنجش و اذیت مدعی پر آمادہ ہے چنانچہ

۳۰۔ نومبر ۱۸۸۰ء روز طلب خیر و انکار مدعا علیہم سے بنا رنجامت اندر حدود

عدالت کے پیدا ہوئی۔ لہذا مدعی مستدعی دادرسی ذیل کا ہے۔

ڈگری مبلغ ۱۲۴۳۲ اصل و مبلغ ۶۲۰۳ سود کل مبلغ ۱۲۴۳۲ کی

بحق مدعی بنام مدعا علیہم مع سود دوران و آئندہ و خرچہ عدالت اس بیان سے

صادر فرمائی جاوے کہ مدعا علیہم مذکور کل زر مطالبہ اندر میعاد معینہ عدالت کے ادا

کریں در صورت خلاف ورزی کے جائداد مکفولہ یا ایک کافی جزو اسکا نیلام

کرایا جاوے۔

تا حد علم و یقین میرے کے مضمون عرضیدعوی ہذا کا صحیح و درست ہے۔ العبد

عرضی

فدوی تیرتھ چند مدعی

تیرتھ چند مدعی

المرقوم یکم دسمبر ۱۸۸۰ء

بابو پران چند لعد کرنے اپنے دستخط کے عرضیدعوے کو عدالت مین داخل کرتے

ہین۔ جج نے سمن عدالت سمن بنام مدعا علیہم جاری کرتا ہے۔ بو آدچپراسی واسطے

تعمیل کے لیکر جاتا ہے۔

سین دوم

اور اشخاص متعلقہ سین ہذا

۱۔ کامنا۔ ایکانت سنگھ مدعا علیہ کی زوجہ	۴۔ ناستک چند۔ بودھ سنگھ کا بڑا بھائی و ایکانت سنگھ کا دوسرا ہمجلیس
۲۔ وِشتے سنگھ۔ ایکانت سنگھ کا بیٹا	۵۔ سُواچھّا چار سنگھ۔ بودھ سنگھ کا بیٹا
۳۔ بودھ سنگھ۔ ایکانت سنگھ کا ایک ہمجلیس	

پرمان چند (تمسک کی پشت دیکھکر) کیوں صاحب فکر کی کیا بات ہے دستاویز رجسٹری شدہ ہے پھر کیا ڈگری نہ ہوگی۔

تواَرتھ چند۔ جناب کی عنایات سے سب کچھ امید ہے۔

پرمانٹ چند (گیان سنگھ محرر سے) منشی جی اسٹامپ منگا کر عرضیدعوی اور وکالت نامہ مرتب کردو۔

گیان سنگھ محرر عرضیدعوی و وکالت نامہ مرتب کرکے بعد کرانے دستخط مدعی کے وکیل کو دکھلاتا ہے اور عرضیدعوے کو پڑھکر سناتا ہے۔

بعدالت جج ماتحت ضلع تھیات نگر

لالا تواَرتھ چند ولد انیکانت چند قوم نستارک پیشہ دادوستد ساکن ضلع ستیا تھ نگر عرف نجات نگر

مدعی

بنام

سنسے سنگھ و بپرتیت چند و ایکانت سنگھ و اَونے چند و اگیان خان پسران مہاموہ سنگھ اقوام خودپسندی ساکنان تھیات نگر مدعا علیہم

مدعی مذکور حسب ذیل عرض کرتا ہے

نمبر ا۔ مدعا علیہم نے بتاریخ یکم اگست ۱۸۸۸ء مبلغ صما صہ بمقام تھیات نگر نقد مدعی سے قرض لیکر تمسک مناط دعوی بوعدہ ادائے عندالطلب مع سود بحساب فیصدی ایک روپیہ ماہوار کے بکفالت عزت و توقیر جایداد تا ایام طلب خود تحریر کرکے رجسٹری کرادیا تھا۔

نمبر ۲۔ زاں بعد باوجود تقاضا متواتر کے مدعا علیہم نے ہنوز کوئی خرمہرہ اصل یا

بخوبی جانتے ہین وہ روپیہ سے قطعی جواب دیتے ہین اب کیا کرین - کثیر رقم کا معاملہ ہے چُپ ہو کر بیٹھا نہین جاتا - بلکہ صاحب اُلٹا دھمکاتے ہین -

پرمانٹ چند - دستاویز ہے آپ کے پاس ؟

تُوارتھ چند - ہان لایا تو ہون -

پرمانٹ چند - تو فکر کیا ہے لائیے ابھی نالش دایر کردون - خود روپیہ دینگے نہین جایداد نیلام ہو جاویگی -

تُوارتھ چند تمسک بستہ سے نکالکر دیتا ہے اور پرمانٹ چند پڑھتا ہے -

ہمکہ سیلفے سنگھ و سریت چند و ایکانت سنگھ و اوسے چند و اگیان خان پسران ہماموہ سنگھ قوم خود پسندی ساکن تعصبات نگر پرگنہ
صرف جاہ
جو کہ ہمسے مبلغ پانچہزار پانچسو پچاس روپیہ کا، نصف جسکے مبلغ دو ہزار اعلیٰ مرتبہ ستاسی
پھتر روپیہ ہوتے ہین پاس سے لالہ تُوارتھ چند پسر لالہ ایکانت چند قوم نستارک ساکن ضلع نجات نگر کے نقد بطور قرض لئے ہین لہٰذا اقرار کرتے ہین کہ مبلغان مذکور عند الطلب سود بحساب فیصدی ایک روپیہ ماہواری کے داین مذکور کو ادا کرینگے اور تا ادائے مبلغان مذکور کے در و بست جایداد عزت و توقیر اپنی واقعہ موضع شریر پور کی ردّ بالا تمسک ہذا مین مکفول و مستغرق کرتے ہین کسی دوسری جگہ انتقال اُسکا نہیں کرینگے لہٰذا یہ چند کلمہ بطریق تمسک لکھدیئے
فقط

یکم اگست سنہ ۱۸۷۷ء

سین اوّل

اشخاص ناٹک متعلقہ سین ہذا

۱- تتوارتھ چند - مدعی
۲- انیکانت چند - مدعی کا باپ
۳- نستارک - مدعی کی قوم
۴- ستیارتھ نگر عرف نجات نگر - مدعی کی جائے سکونت
۵- پرمان چند - وکیل مدعی
۶- نگیان سنگھ - وکیل مدعی کا محرر
۷- فرضی مل مہاجن } گواہان تمسک
۸- طبعزاد خان پٹھان
۹- نیونے - منصرم عدالت

۱۰- ستیئے سنگھ
۱۱- بیربیت چند
۱۲- ایکانت سنگھ } مدعاعلیہم
۱۳- اونئے چند
۱۴- اگیان خان
۱۵- مہاموہ سنگھ - مدعاعلیہم کا باپ
۱۶- خود پسندی - مدعاعلیہم کی قوم
۱۷- مشتبہات نگر - مدعاعلیہم کی جائے سکونت
۱۸- بواد - عدالت کا چپراسی - تعمیل سمن کرنیوالا

احاطۂ عدالت میں بابو پرمان چند وکیل کے پاس
تتوارتھ چند مدعی معہ بیباک چند بیٹھا ہے

تتوارتھ چند - بابو جی اور باتیں تو ہوئیں سو ہوئیں مگر اندنوں ایک نیا مقدمہ پیش ہے اسکی تو کچھ تدبیر کیجیے۔

پرمان چند - کیا ہے؟

تتوارتھ چند - جناب من وہ جو ستیئے سنگھ و بیربیت چند وغیرہ کا ذمرہ ہے جنکو آپ

نتیجات نالشک نانک

حصہ اوّل

از تصنیف پنڈت سکھ داس صاحب منصف تحصیل چیچا

خلاصہ کتاب

لالہ شیو ناتھ چند نے اپنے فرزند کی نالش بنام سنگھ و ہیر چند
ایگیانت سنگھ د اوت نے چند د اگیان خان مدعا علیہم بعدالت منشی
پریکشک چند جج ماتحت۔ معرفت بابو پرمانٹ چند بی اے۔ ایل ایل۔ بی
وکیل دایر کی اور ہر پانچ مدعا علیہم نے ایک نئے طرز سے معرفت بابو پانا لعل جین چند
وغیرہ وکلا اس کے علیحدہ علیحدہ جوابدہی کی عدالت نے بعد تحقیقات اور مباحثہ و غور
کامل کے دعویٰ مدعی کو ڈگری کیا جسکی کل کارروائی کی نقل حرف بحرف ہدیہ ناظرین
اپنے ذیل مین ملاحظہ فرماوین۔

تمہید

پریہ ور اندنون مجکو اپنے ایک مہربان یعنی بابو سورج بہان صاحب وکیل خلف الصدق
لالہ خوشوقت رائے صاحب رئیس قصبہ نکوڑ ضلع سہارنپور کی معرفت ایک مقدمہ تازہ اور
دلچسپ کے فیصلہ کی خبر ملی ہی کہ جسکی خوشی اور خرمی کے غلبہ سے احقر کو شادی مرگ ہوجانے
کا احتمال ہی - بنابرین میرے ایک صاحب لالہ پریم سنگہ نے مجکو اسپر آمادہ کیا ہے کہ مین
اسکو اپنے دوستون اور جملہ منصف مزاجون پر تقسیم کرون اور ناظرین و شائقین کو
فایدہ پہونچاؤن اور اپنے کو اسقدر شادمانی کی ناتوانی کے صدمہ سے بچاؤن - اگرچہ میرا
دوسرا مہربان عقل چنین فرماتا ہے کہ اے بیوقوف یہہ کیا خیال محال ہی یہہ نعمت تو ایسی
لازوال باکمال ہی کہ اگر ایک عمر بھی اسکے تقسیم کرنے کی کوشش کیجاوے تاہم اس
مین سے حبہ بھر بھی گھٹنا ناآگ مین باغ لگانا ہے - مگر ساتھ ہی اسکے اسکی یہہ بھی ہدایت
اور تاکید ہی کہ پھر ایسے ذخیرہ بے پایان اور بضاعت فیض رسان زبان کی ہمت بیغایت
سے یگانہ اور نیز بیگانہ کو بھی محروم رکھنا شرط مردانگی اور فرض انسانگی و راخوانگی سے کوسون
دور ہے اور خساست لاثانی و خیانت و بے ایمانی مین داخل ضرور ہیں بہرحال مین
ایسے خزانہ بے بہا اور معدن لا انتہا کو بذریعہ اس ناقص تحریر کے سردست لٹا دینا ہی
بہتر اور انسب سمجھتا ہون خواہ میرے مصاحب اول کی رائے معقول ہو اور درست
اور خواہ مہربان ثانی کا فرمانا بجا ہو اور درست لہذا اب ناظرین قدردان اور شائقین
سخندان کی خدمت بابرکت مین بصد عجز و نیاز گزارش اور التجا ہے اور انکی بزرگانہ
دعالمانہ نظر سے امید کامل ہی کہ اس ہیچمدان ہیچمیرز کی ناقص التحریری اور عبارت کی
نازیبائی وغیرہ کی شکایت کو واگذاشت فرماکر اصل مطلب بےغرضانہ کو بشرط پسند
قبول فرماوینگے جنہا کے خلاف - اور اگر کسی موقع پر سہو سے نادانستہ کوئی لفظ سخت
یا کریہہ (لا اکثر ضمن عبارت مین ہوجاتا ہے) واقع ہوا ہو تو اسکو بلحاظ میری آزادانہ
تحریر کے متروک سمجھینگے اور معاف - جیسا کہ کوئی طفل اپنی توتلی زبان مین کسی
مضمون ضروری سے آگاہ کرے تو اسکا طرز کلام اور ناموزونی سخن متروک سمجھی جاتی ہے
اور ناقابل یادداشت - اور جیسا کسی غریب بیگانہ کا بصدق دل سے پیش کیا ہوا حسب
حیثیت پاکیزہ طعام قدردانون کے نزدیک غنیمت شمار ہوتا ہے اور ڈہال کی پتل
وغیرہ پر رکھنے وغیرہ کا نقص قابل واگذاشت -

الراقم - ہیچمدان کمترین [illegible] خلف الصدق لالہ [illegible] سنگہ صاحب ساکن قصبہ [illegible] ضلع سہارنپور

ओं

متھیات ناشک ناٹک

جسمین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ مین ہر ایک مت کی آزادانہ
بحث کرکے سچ اور جھوٹ کے کھرے کھوٹے کا امتحان کیا گیا ہی

حصہ اول

مصنفہ پنڈت رکھب داس صاحب متوطن قصبہ چلکانہ ضلع سہارنپور

جسکو

حسب فرمایش جناب بابو سورج بھان صاحب وکیل عدالت منصفی دیوبند
خادم الملک بہاری لال دی۔ اے سب جج گورنمنٹ ہائی
اسکول بلند شہر مصنف ہنومان چرتر ناول دھفت جواہر وغیرہ
و مترجم بھرتہری سطین ویراگ شتک بھرتہری نیتی شتک
چانک نیتی درپن وغیرہ نے

بعد نظر ثانی

مطبع سرن پرکاش بلند شہر مین باہتمام منشی ہر پرشاد طبع کرایا

سنہ ۱۸۹۹ء